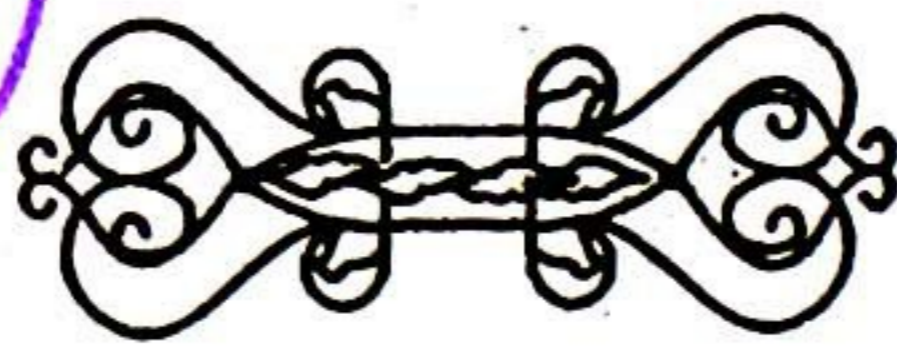


احادیث کی روشنی میں ترکِ رفعِ یدین کے عنوان پر لکھی گئی منفرد کتاب

ترکِ یدین

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ لوری صاحب
خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون گلہ منڈی ساہیوال



اسلامک بک کارپوریشن

اقبال روڈ، راولپنڈی فون نمبر: 051-5536111

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

ترک رفع یدین	98407	نام کتاب
حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی		تالیف
علامہ پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب		پروف ریڈنگ
جناب مفتی ولایت اقبال نقشبندی صاحب		ترتیب و اہتمام
حافظ محمد یسین		تعداد
	1100	اشاعت
	نومبر 2010ء	قیمت

ملنے کے پتے

مرکزی جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال
فون نمبر: 223587، موبائل نمبر 0320-5594481

احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ 051-5558320

مکتبہ ضیائیہ، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ 051-5534669



اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، راولپنڈی 0345-5543797, 051-5536111

نوٹ

الحمد للہ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول اور دوم میں ترکِ رفعِ یدین کے دلائل ہیں اور تیسرے حصے میں قائلینِ رفعِ یدین کے اکثر دلائل کے جوابات موجود ہیں۔ مثلاً بخاری، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، سنن دارقطنی، سنن الکبریٰ بیہقی، محلّی ابن حزم، مسند امام احمد، مسند حمیدی، مسند ابو عوانہ، التمشید ابن عبدالبر، شرح معانی الآثار، مسند ابویعلیٰ موصلی، جزّ رفعِ یدین بخاری، طبرانی، صحیح ابن خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان وغیرہ۔ ان کتبِ حدیث میں رفعِ یدین کرنے کی جتنی روایات موجود ہیں اس کتاب میں ان تمام کے جوابات بالتفصیل بمعہ دلائل موجود ہیں اور اصولِ حدیث کی روشنی میں جوابات کو واضح کیا گیا ہے خود پڑھئے اور آگے اس کتاب کو پہنچانے کا ذریعہ بنئے۔

جزاکم اللہ خیرا

شرفِ انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس کتاب کو.....

امام الحدیث سید الفقہاء امام الائمہ، سراج الائمہ فخر الواصلین رئیس
الاصفیاء ولادلیاء سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی ذات والاصفات کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جو
سیرت و کردار کے روشن مینار تھے، جو علم و کرم اور ایثار کا عظیم پہاڑ تھے، جو ورع
میں اشد اور زبان میں احفظ تھے، جو قوت و برداشت اور صبر و تحمل کمال درجے کا
رکھنے والے تھے، جنہوں نے بیت اللہ شریف میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔
جو سارا دن اور ساری رات آخرت کی طلب میں رہتے۔ جنہوں نے چالیس سال
عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ جو رمضان المبارک میں ساٹھ بار قرآن مجید
ختم فرماتے تھے۔ جو اکثر رات کو ہر رکعت میں سارا قرآن ختم فرماتے تھے جو
تقویٰ اور خشیت الہی کی دولت سے مالا مال تھے۔ جنہوں نے اسلام اور مسلمین کی
بے مثال خدمت کی۔ جنہوں نے بیٹا محمد ثین و فقہاء کرام کو فیض عطا کیا۔ جن کو
تابعی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور جن کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میں قبولیت کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

خادم العلماء غلام مصطفیٰ نوری قادری غفرلہ

17-12-2002

تقریظ

امام المناظرین سند الفاضلین شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالنواب صدیقی

بسم الله الرحمن الرحيم ۝ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
 اما بعد! محقق اہلسنت حضرت مولانا علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی قلمی و علمی
 جدوجہد جس کو آپ نے ترک رفع یدین کے نام موسوم فرمایا فقیر کی نظر سے گزری
 جزوی مطالعہ کے بعد بندہ ناچیز اس نتیجہ کو پہنچا کہ اللہ پاک نے مولانا کو واقعی شرح
 صدر عطا فرمادیا ہے۔ یہ مسئلہ اس دور میں بڑا اہم ہے آج کل لوگ کروڑوں خرچ کر
 کے لوگوں کو اس مسئلہ میں الجھانے اور رفع یدین کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں اور یہ
 بھی کہتے ہیں کہ جو رفع یدین نہیں کرتا ان کی نماز نہیں ہوتی۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ آپ نے
 صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین فرمایا ہے اور اس کے بعد صحابہ کرام تابعین، تبع
 تابعین رضوانہ اللہ علیہم اجمعین کا بھی اس پر عمل رہا مگر اس کے باوجود بھی رٹ لگاتے
 جانا کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور جو لوگ رفع یدین نہیں کرتے وہ تارک سنت ہیں
 جبکہ معاملہ اور ہے یہ تو ایسا ہی ہے خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد۔

مولانا موصوف نے نہایت جانفشانی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس مسئلہ
 کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ نبھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنیوں کو منتفع ہونے کی توفیق عطا
 فرمائے اور حضرت علامہ نوری مدظلہ العالی کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

محمد عبدالنواب صدیقی

سجادہ نشین مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ

دوکان نمبر 4 دربار مارکیٹ، لاہور

تقریظ

محقق اہل سنت، سند المدرسین شیخ الحدیث حضرت

علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اجتہادی مسائل، فقہاء کرام اور مجتہدین عظام کے درمیان مختلف فیہ ہوتے ہیں اور یہ اختلاف کفر و اسلام کی بنیاد نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ دونوں طرف سے استدلال کی راہ اختیار کی جاتی ہے لیکن فتویٰ بازی کی زبان استعمال نہیں کی جاتی لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہاں ایک فرقہ جو کسی امام کا مقلد نہ ہونے کی وجہ سے غیر مقلد کہلاتا ہے۔

عوام الناس یعنی سیدھے سادھے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی خاطر اجتہادی مسائل کی آڑ میں عام مسلمانوں کو اپنے فتوؤں کی آگ میں جھونکتا ہے حالانکہ ان حضرات سے اہل سنت کے اختلاف کی بنیادیں ان لوگوں کی بد عقیدگی اور ائمہ دین کے بارے میں ان کی منفی سوچ ہے۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ رفع یدین ہے جس کا غیر مقلدین سے کوئی تعلق نہیں لیکن ان مسائل کی بنیاد پر ان حضرات نے انتشار کی فضا پیدا کر رکھی ہے اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ وہ منسوخ یا کمزور احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور رفع یدین کے ترک سے متعلق احادیث کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں اور یہ بدیانتی کی بدترین مثال ہے۔

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی

مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور وہ احناف کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

راقم نے حضرت علامہ موصوف کی کتاب مستطاب ”ترک رفع یدین“ کے مسودہ کو مختلف مقامات سے دیکھا اور نہایت عمدہ پایا۔

حضرت علامہ نے جہاں حنفی موقف پر احادیث پیش کی ہیں وہاں مخالف فریق کے استدلال کا نہایت تحقیقی جواب بھی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے افادہ و استفادہ میں برکت پیدا فرمائے اور حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

۱۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
 دین اسلام اتحاد و اتفاق کا درس دیتا ہے اور افتراق و انتشار کی حوصلہ شکنی
 کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے۔ ”واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفوقوا“ اللہ
 کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ، کہیں ارشاد فرمایا: ومن
 یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الہدی یتبع غیر سبیل المؤمنین
 نولہ ماتولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ اور جو شخص رسول اللہ کی مخالفت
 کرے بعد اس کے کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہو جائے اور مسلمانوں کے
 راستے کے مخالف راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے ادھر پھیر دیں گے جدھر وہ
 پھرے گا اور دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے اس آیت سے معلوم
 ہوا کہ اتحاد ان ہی لوگوں سے کیا جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 اور مومنوں کے راستے پر چلیں اور جو اس طریقے سے منحرف ہو گا اسے واپس لایا
 جائے گا۔

پاک و ہند میں ایک صدی پہلے اور آج بھی غالب اکثریت ائمہ دین
 مجتہدین کے پیروکاروں اور خاص طور پر احناف کی ہے، ایک طبقہ صدیوں سے
 چلی آنے والی اتفاق کی اس فضا کو پسند نہیں کرتا، کبھی تراویح کے مسئلے پر کبھی رفع

یدین اور قرأت خلف الامام کے مسئلے پر فرقہ ورا نہ انداز میں گفتگو کر کے انتشار اور افتراق کا راستہ کھولتا ہے، فاضل محقق حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ، ساہیوال نے ضخیم تین حصوں میں۔ ”ترک رفع یدین“ لکھ کر اس مسئلے کو فیصلہ کن موڑ پر پہنچا دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مخالفین کی پیش کردہ روایات ان کا مقصد ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہیں اور صحیح مذہب وہی مذہب حنفی ہے جس پر امت مسلمہ صدیوں سے عمل پیرا چلی آ رہی ہے۔

حضرت علامہ اس سے پہلے ”نماز نبوی“ لکھ کر اپنے علم و فضل کا لوہا منوا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
 ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
 ۲۰ نومبر ۲۰۰۳ء

تقریظ

مناظر اہلسنت قاطع نجدیت فاضل جلیل شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

پروفیسر محمد انوار حنفی مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد اللہ تعالیٰ نے ہر فن کے لئے ہر دور میں رجال پیدا فرمائے جنہوں نے ہر دور کی علمی پیاس بجھائی۔ ان علوم و فنون میں ایک علم؛ علم حدیث ہے۔ یہ علم اپنی نوعیت کا ایک منفرد علم ہے کیونکہ اس کے اندر ایسی بیسیوں شاخیں ہیں جو کہ ایک علیحدہ علیحدہ باقاعدہ فن بن چکا ہے۔ ایسے رجال میں ایک عالم بے بدل حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ کی مقدس ذات ہے۔ علم حدیث کے خدام میں حضرت والا ذی شان کا مقام بہت بلند ہے۔

آپ کی کتاب ”ترک رفع یدین“ ایک ایسا شاہکار ہے کہ اس میں آپ نے اپنی محدثانہ تحقیق کو سپرد قلم فرما کر ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس اسلام قبول کرنے والوں میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء الذہبی) آپ آخر تک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ کے بارے میں محدثین کرام نے یہ لکھا کہ آپ ہی واحد صحابی رسول ہیں جن سے رفع یدین کرنے کی کوئی ایک صحیح حدیث ثابت نہیں ہے لیکن دوسری تمام ذخیرہ حدیث میں آپ سے رفع یدین نہ کرنے کے بارے کافی احادیث موجود ہیں۔

حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب مدظلہ العالی نے اربعین کی صورت میں چالیس احادیث مع سندوں کے اور پھر ان اسناد پر تحقیق علم اسماء الرجال کی روشنی میں کر کے علم حدیث میں ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محدث ساہیوال حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری صاحب کی اس کاوش کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس کتاب کو قبول عام فرمائے اور حضرت والا ذی شان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور ہم اہل سنت و جماعت کے لئے کی گئی اس کاوش جمیلہ اور سعی جلیلہ کی قدر و عظمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

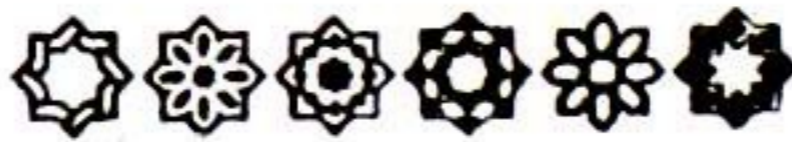
پروفیسر محمد انوار حنفی

دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ

نزد جامع مسجد نہروالی راوہا کیشن ضلع قصور

13 ذیقعد 1421ھ بمطابق 8 فروری 2001ء

بروز جمعرات بوقت 10 بجے



تاثراتِ عالیہ

فاتح نجدیت محقق العصر حضرت علامہ مولانا جناب

محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی میلسی

اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نحن وعباد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آج جامعہ شرقیہ رضویہ ساہیوال حاضری کے دوران مخلصم محبت محترم
فاضل محترم مناظر اہلسنت فخر خطابت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قادری
نوری اطال اللہ عمرہ کی تذہ ترین تصنیف لطیف ”ترک رفع یدین“ کے چند اوراق
اجمالی طور پر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مصنف موصوف سلمہ ایک جواں سال جواں علم
جواں عزم فاضل ہیں۔ فقیران کے رد ارتداد اور تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت و دفاع
اہلسنت کے جذبہ صادقہ سے بہت متاثر ہوا۔ عصر رواں میں غیر مقلدین و ہابیہ
بالخصوص فرسوہ دلائل کی بنیاد پر مذہب حق اہلسنت فقہ حنفی پر معاندانہ حملے کر رہے
ہیں اور مختلف النوع غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

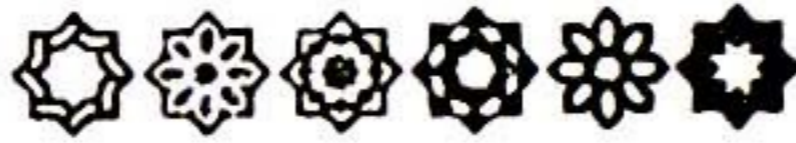
زیر نظر کتاب ”ترک رفع یدین“ میں فاضل مصنف نے اپنا موقف
بحوالہ کتب مدلل و موثر انداز میں پیش کیا ہے اور مخالفین معاندین کے دلائل کا علمی
تحقیقی تعاقب اور بحوالہ کتب معتبرہ شدید محاسبہ کیا ہے اور کتاب کا ایک ایک صفحہ
مضبوط حوالوں کی بندش میں جکڑا ہوا ہے۔ ایسے دور میں جبکہ علماء وعظ و خطابت کی
طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا مصنف سلمہ ربہ کا بیک وقت ذوق

تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف باعث مسرت و غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہٴ جلیلہ سے اس کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے اور دنیا و آخرت میں اجر عظیم جزائے جمیل عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر

عبدالنبی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی
قادری رضوی بریلوی میلسی



تقریظ

استاذ العلماء جامع معقول و منقول علامہ مفتی محمد ولایت اقبال

نقشبندی صاحب پرنسپل جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

قرآن کے بعد حدیث نبوی دوسرا بڑا ماخذ ہے جس کے ذریعہ سے شرعی احکامات ثابت ہوتے ہیں اور فقہی جزئیات کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور اس کی فنی حیثیت کا ادراک اتنا ہی ضروری ہے جتنا اس کا علم۔ علم اصول حدیث کی رو سے حدیث کی تعریف یوں ہے۔

ان علم الحدیث علم بقوانین ای
قواعد يعرف بها احوال السند
والمتن من صحة و حسن
بیشک علم حدیث ایسے قوانین اور قواعد
کا جاننا ہے جن سے سند و متن کے
احوال صحت و حسن کے اعتبار سے
معلوم ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ قصداً
کسی غلط بات کو منسوب کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔
مشہور حدیث ہے۔

من کذب علی متعمدا فلیتبوا
مقعده من النار.
جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے گا
چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش
کرے۔

حضرت عبداللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الاسناد من الدین ولولا الاسناد اسناد دین سے ہے۔ اگر اسناد کا لحاظ

لقال من شاء ماشاء۔ نہ ہوتا تو ہر آدمی کہتا جو وہ چاہتا۔

اور امام جلیل حضرت سفیان الثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

الاسناد سلاح المؤمن۔ اسناد مومن کا ہتھیار ہے۔

حدیث کی روایت و درایت میں کمال درجہ کی احتیاط ہونی چاہیے۔ زیر

نظر رسالہ بعنوان ”ترک رفع یدین“ جس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی توثیق میں چالیس اسناد پیش کی گئی ہیں۔ مؤلف ہذا حضرت علامہ مولانا غلام

مصطفیٰ نوری زیدہ مجددہ و طال عمرہ خطیب اعظم جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ

منڈی ساہیوال نے نہایت ہی محققانہ انداز میں مدققانہ طرز پر کثیر تعداد میں کتب

حدیث کے مطالعہ کے بعد یہ انمول موتی سب یکجا کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

یہ رسالہ بلاشبہ قارئین کے لئے موجب اطمینان اور معاندین کے لئے مسکت

جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لیب کے طفیل اس کو زیادہ سے زیادہ نافع

بنائے اور مصنف کے علم و فن میں مزید برکات نازل فرمائے۔

آمین

احقر الانام العبد العامی الراجی الی رحمته ربہ

محمد ولایت اقبال نقشبندی

مہتمم جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال

تقریظ

فاضل جلیل استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ مولانا مفتی
پیر مظہر فرید شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

مناظر اہلسنت حضرت العلام مولانا محمد غلام مصطفیٰ نوری صاحب ادا
اللہ عزہ و شرفہ کی تالیف ”ترک رفع یدین“ کو متعدد مقامات سے پڑھا۔ یہ کتاب
علم روایت و درایت کا حسین مرقع ہے۔ عدم رفع الیدین کے عنوان سے متعدد
کتب پڑھنے کا موقع ملا مگر یہ کتاب اختصار، تفہیم مطالب اور جرح و تعدیل کے
اعتبار سے ایک بہترین کاوش ہے فاضل مؤلف نے رواۃ کی سطحی تنقیدی پر ہی
اکتفا نہیں کیا بلکہ خوب امعان نظر سے کام لیتے ہوئے، اصول حدیث کی روشنی
میں اور کتب جرح و تعدیل کی مدد سے تحقیقی کام کو آگے بڑھانے میں سعی بلیغ سے
کام لیا ہے اگر برادر مکرم مؤلف کتاب دیگر مختلف فیہ مسائل کو اصل ماخذ سے اسی
اسلوب پر قلمبند کرنے کی ہمت کریں تو یہ اس دور کا نہایت ہی مستحسن اقدام ہوگا۔
امید ہے کہ یہ کتاب طالبان حدیث کے لئے بالخصوص اور عوام الناس کے لئے
بالعموم افادہ کی حامل ہوگی۔ اللہ رب العزت مؤلف ذیشان کی فکری استعداد اور
زور قلم میں مزید فروغ بخشے اور کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

مظہر فرید شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال 14 فروری 2001ء

بِخِيَابِ نَظَرٍ

قطبِ دوراں غوثِ زمانِ حضرتِ فقیہِ اعظم
خواجہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
محدثِ بصیر پوری قدس سرہ العزیز

ترکیبِ سیدین

(حصہ اول)

فہرست (حصہ اول)

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
75	حدیث ترمذی	.1
76	تعارف ترمذی	.2
76	توثیق سند	.3
77	ہناد ثقہ ہیں	.4
78	وکیع ثقہ ہیں	.5
78	سفیان ثقہ ہیں	.6
80	عاصم بن کلیب ثقہ ہیں	.7
81	عبدالرحمن بن اسود ثقہ ہیں	.8
82	علقمہ ثقہ ہیں	.9
83	فضیلت عبداللہ بن مسعود	.10
84	حسین حدیث	.11
87	تعارف نسائی	.12
89	حدیث نسائی	.13
89	توثیق سند	.14
89	سوید بن نصر ثقہ ہیں	.15
90	عبداللہ بن مبارک ثقہ ہیں	.16
91	حدیث نسائی کی دوسری سند	.17
92	محمود بن غیلان مروزی ثقہ ہیں	.18

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
93	حدیث ابوداؤد	.19
93	تعارف ابوداؤد	.20
94	توثیق سند	.21
95	عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہیں	.22
95	حدیث ابوداؤد کی دوسری سند	.23
96	حسن بن علی ثقہ ہیں	.24
97	حدیث مسند امام احمد	.25
97	توثیق سند	.26
97	عبداللہ بن احمد ثقہ ہیں	.27
98	امام احمد بن حنبل ثقہ ہیں	.28
99	تعارف مسند امام احمد	.29
100	حدیث مصنف ابن ابی شیبہ	.30
100	توثیق سند	.31
100	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ثقہ ہیں	.32
102	حدیث مسند امام اعظم	.33
102	توثیق سند	.34
102	امام اعظم ابوحنیفہ ثقہ ہیں	.35
104	امام حماد بن ابی سلیمان ثقہ ہیں	.36
105	ابراہیم نخعی ثقہ ہیں	.37
106	حدیث سنن کبریٰ بیہقی	.38

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
106	توثیق سند	39
107	محمد بن اسماعیل ثقہ ہیں	40
107	ابو حامد بن بلال	41
107	حدیث سنن کبریٰ کی دوسری سند	42
108	محمد بن جابر ثقہ ہیں	43
111	حدیث طحاوی	44
111	امام طحاوی زبردست ثقہ ہیں	45
113	ابن ابی داؤد ثقہ ہیں	46
113	نعیم بن حماد ثقہ ہیں	47
114	حدیث طحاوی کی دوسری سند	48
114	توثیق سند	49
115	محمد بن نعمان ثقہ ہیں	50
115	یحییٰ بن یحییٰ ثقہ ہیں	51
116	حدیث مذونۃ الکبریٰ	52
117	توثیق سند	53
117	امام ابن القاسم ثقہ ہیں	54
119	حدیث محلیٰ ابن حزم	55
119	توثیق سند	56
119	ابن حزم ثقہ ہیں	57
120	حدیث محلیٰ ابن حزم کی دوسری سند	58

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
121	حدیث التمہید لابن عبدالبر	59
121	حدیث کتاب ضعفاء کبیر عقیلی	60
122	حدیث کتاب میزان الاعتدال	61
122	حدیث کتاب الحجہ	62
125	حصین بن عبدالرحمن ثقہ ہیں	63
126	سند پر انقطاع کا جواب	64
127	حدیث ابن ابی شیبہ	65
127	توثیق سند	66
127	مسعر ثقہ ہیں	67
127	ابومعشر ثقہ ہیں	68
128	حدیث معجم طبرانی کبیر	69
128	توثیق سند	70
128	امام طبرانی ثقہ ہیں	71
128	امام اسحاق بن ابراہیم صدوق ہیں	72
129	عبدالرزاق بن ہمام ثقہ ہیں	73
130	حدیث معجم طبرانی کبیر	74
130	توثیق سند	75
130	احمد بن یونس ثقہ ہیں	76
131	محمد بن یحییٰ ثقہ ہیں	77
132	حدیث معجم طبرانی کبیر	78

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
132	توثیق سند	79
132	علی بن عبدالعزیز سچے ہیں	80
132	حجاج بن منہال ثقہ ہیں	81
132	حماد بن سلمہ ثقہ ہیں	82
133	حدیث مسند ابو یعلیٰ موصلی	83
133	توثیق سند	84
134	ابو یعلیٰ جلیل القدر محدث ہیں	85
134	اسحاق بن ابی اسرائیل ثقہ ہیں	86
136	زہیر بن حرب ثقہ مامون ہیں	87
137	حدیث کائل ابن عدی	88
137	محمد سلیمان لوین ثقہ ہیں	89
138	حدیث تاریخ بغداد	90
138	ترجمہ خطیب بغدادی	91
139	کادح بن برحمتہ جھوٹا نہیں ہے	92
140	حسن بن علی تمیمی	93
140	عمر بن احمد الواعظ شیخ ثقہ ہیں	94
141	عمر بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ثقہ ہیں	95
141	حدیث دار قطنی	96
142	حدیث مصنف عبدالرزاق	97
143	سفیان بن عیینہ ثقہ مامون ہیں	98

98407

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
144	حدیث موطا امام محمد	99
144	امام محمد بن حسن شیبانی فقیہ صدوق ثقہ ہیں	100
146	حدیث جامع المسانید خوارزمی	101
146	ابو محمد حارثی امام علامہ محدث ہیں	102
146	شقیق بن ابراہیم کو ضعیف تصور بھی نہیں کیا جاسکتا	103
147	حدیث اللآلی المصنوعۃ	104
148	حدیث کتاب المعجم ابو بکر اسماعیلی	105
148	حدیث کتاب الحجر و حین لابن حبان	106
148	حدیث از مناقب امام الموفق بن احمد مکی	107



فہرست (حصہ دوم)

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
151	امام ترمذی کا فرمان کہ کئی صحابہ اور تابعین رفع یدین نہیں کرتے تھے۔	1
152	امام مالک ترک رفع یدین کے قائل ہیں۔	2
152	امام نووی کا فرمان کہ امام مالک سے مشہور روایت ترک رفع یدین کی ہے۔	3
153	امام بخاری کا فرمان کہ سفیان ثوری اور وکیع اور بعض اہل کوفہ ترک رفع یدین کے قائل ہیں۔	4
153	امام ابراہیم نخعی سے ترک رفع یدین۔	5
153	امام ابراہیم نخعی ترک رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔	6
153	امام شععی سے ترک رفع یدین۔	7
153	حضرت امام علی اور حضرت امام عبداللہ بن مسعود کے تمام شاگرد ترک رفع یدین کے قائل تھے۔	8
154	ترک رفع یدین امام خثمہ سے۔	9
154	ترک رفع یدین امام قیس سے۔	10
154	ترک رفع یدین ابن ابی لیلیٰ سے۔	11
154	ترک رفع یدین حضرت اسود سے۔	12
154	ابوبکر بن عیاش کا فرمان کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔	13

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
154	ترکِ رفعِ یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔	.14
154	ترکِ رفعِ یدین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے	.15
154	ترکِ رفعِ یدین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔	.16
155	ترکِ رفعِ یدین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے۔	.17
155	ترکِ رفعِ یدین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے	.18
155	نسائی نے باب باندھا ہے کہ رفعِ یدین کا چھوڑ دینا۔	.19
156	غیر مقلد صدیق حسن بھوپالی کا قول کہ حضور ﷺ نے آخر میں رفعِ یدین چھوڑ دیا تھا۔	.20
157	امام بخاری کا فرمان کہ حضور ﷺ کے آخری فعل سے حجت پکڑی جائے گی۔	.21
157	مسلم سے حدیث نمبر 1	.22
158	مسلم سے حدیث نمبر 2	.23
158	مسلم سے حدیث نمبر 3	.24
158	نسائی سے حدیث نمبر 4	.25
159	ابوداؤد سے حدیث نمبر 5	.26
160	مسند امام احمد سے حدیث نمبر 6	.27
161	سنن کبریٰ بیہقی سے حدیث نمبر 7	.28
162	سنن کبریٰ بیہقی سے حدیث نمبر 8	.29
163	ان احادیث پر تبصرہ	.30
175	حضرت ابن عمر سے ترکِ رفعِ یدین مرفوع حدیث نمبر 11	.31

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
176	حدیث نمبر 12 از ابن عمر رضی اللہ عنہما	32
177	بروایت نسائی ترک رفع یدین حضرت عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً	33
178	بروایت نسائی دوسری سند، حدیث نمبر 14	34
179	حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحیح کہنے والے حضرات	35
180	حدیث نمبر 15 عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ بروایت ابوداؤد	36
182	یزید بن ابی زیاد کی توثیق	37
182	حدیث نمبر 16 عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ بروایت ابوداؤد	38
184	توثیق محمد بن ابی لیلیٰ	39
185	حدیث نمبر 17 عن البراء بن عازب بروایت مسند الامام از ابو نعیم اصبہانی	40
186	حدیث نمبر 18 عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بروایت طحاوی شریف	41
186	توثیق روات حاشیہ میں	42
187	حدیث نمبر 19 عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بروایت کتاب الحجۃ	43
188	حدیث نمبر 20 عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بروایت ابوداؤد	44
188	حدیث نمبر 21 عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بروایت ابن عبدالبر	45

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
189	حدیث نمبر 22 عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بروایت بیہقی سنن کبریٰ	46
189	محمد بن جابر کی توثیق و تائید (حاشیے میں)	47
190	حدیث نمبر 23 عن عمر رضی اللہ عنہ بروایت طحاوی	48
190	اس حدیث کی ابن حجر سے توثیق	49
190	اس حدیث کی امام عراقی کے استاد امام علامہ ابن ترکمانی سے توثیق	50
191	علامہ ابن ترکمانی کا ترجمہ (حاشیے میں)	51
191	اس سند کی توثیق علامہ عراقی کے استاد علامہ ابن ترکمانی سے	52
196	حدیث نمبر 25 عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بروایت امام طحاوی	53
196	ترجمہ امام طحاوی علیہ الرحمہ (حاشیے میں)	54
197	اس سند کے باقی روایات کی توثیق	55
198	حدیث نمبر 26 عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بروایت موطا امام محمد	56
198	محمد بن ابان کی توثیق (حاشیے میں)	57
199	حدیث نمبر 27 عن علی رضی اللہ عنہ	58
200	اس روایت پر تبصرہ	59
200	اس روایت کی توثیق۔ ابن حجر عسقلانی سے	60
201	حدیث نمبر 28 عن قیس رضی اللہ عنہ بروایت ابن ابی شیبہ	61
201	ترجمہ امام قیس رضی اللہ عنہ (حاشیے میں)	62
202	اس روایت پر تبصرہ	63

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
202	حدیث نمبر 29 حضرت علی اور ابن مسعود کے شاگردوں کا رفع یدین نہ کرنا	64
203	اس حدیث کی تصحیح علامہ ابن ترکمانی سے	65
203	ابو اسحاق ستمی پر اعتراض اور اس کا جواب	66
203	حدیث نمبر 30 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بروایت ابن ابی شیبہ	67
205	حدیث نمبر 31 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بروایت مختم طبرانی کبیر	68
205	اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ پر اعتراض اور اس کا جواب	69
205	حدیث نمبر 32 عن عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بروایت ابن ابی شیبہ	70
206	حدیث نمبر 33 عن الشیبی رضی اللہ عنہ بروایت ابن ابی شیبہ اس پر مختصر تبصرہ	71
207	روایت نمبر 34 عن ابی بکر بن عیاش	72
207	روایت نمبر 35 عن ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ	73
208	حدیث نمبر 36 عن عباد بن الزبیر رضی اللہ عنہ بحوالہ الدرایہ	74
209	حدیث نمبر 37 عن ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ بروایت دارقطنی اس پر تبصرہ	75
210	حدیث نمبر 38 عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ بروایت دارقطنی	76
211		77
		78
		79

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
211	اس پر مختصر تبصرہ اور یزید بن ابی زیاد کی توثیق	80
212	حدیث نمبر 39 عن عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بروایت مسند امام احمد	81
213	روایت نمبر 40 عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بروایت امام ابو عوانہ	82
214	اس حدیث پر تبصرہ	83
217	حدیث نمبر 41 عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ بروایت بخاری شریف	84
217	اس حدیث بخاری پر تبصرہ	85
219	حدیث نمبر 42 عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بروایت مسند امام احمد	86
220	اس حدیث پر مختصر تبصرہ	87
221	حدیث نمبر 43 عن ابی مسعود الانصاری بروایت مسند امام احمد	88
221	اس حدیث پر مختصر تبصرہ	89
223	حدیث نمبر 45 عن انس رضی اللہ عنہ بروایت مستدرک حاکم	90
223	اس پر مختصر تبصرہ	91
224	حدیث نمبر 46 عن انس رضی اللہ عنہ بروایت مسند ابو یعلیٰ موصلی	92
224	اس پر مختصر تبصرہ	93
226	حدیث نمبر 48 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بروایت طبرانی کبیر	94

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
227	حدیث نمبر 49 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بروایت ابن ابی شیبہ	95
227	اس پر مختصر تبصرہ	96
227	حدیث نمبر 50 عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بروایت طبرانی کبیر بحوالہ کنز العمال	97
228	اس حدیث پر مختصر تبصرہ	98
228	حدیث نمبر 51 عن حکیم بن عمیر ثمالی بحوالہ کنز العمال	99
229	اس حدیث پر مختصر تبصرہ	100
230	اس مسئلہ پر غیر مقلدین سے ایک سوال	101



فہرست (حصہ سوم)

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
232	بخاری کی احادیثِ رفع یدین کا جواب	.1
232	حدیث نمبر 1.	.2
232	اس کا جواب	.3
233	ابتداء نماز کے رفع یدین کا حکم	.4
233	کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی احادیث	.5
233	ایک حدیث	.6
234	ایک اور حدیث	.7
234	ایک اور حدیث	.8
235	ایک اور حدیث	.9
236	ایک اور حدیث	.10
236	ایک اور حدیث	.11
237	ایک اور حدیث	.12
238	ایک اور حدیث	.13
239	ایک اور حدیث	.14
240	اس حدیث کا دوسرا حصہ	.15
241	رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع و ہابیہ کے نزدیک سنت	.16
	قائمہ دائمہ ہے	
242	سنت کی تعریف کا مطالبہ	.17

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
242	غیر مقلدین کہاں، کہاں رفع یدین کرتے ہیں اور کہاں نہیں کرتے	18
243	مالکی مذہب میں اعتماد مدونۃ الکبریٰ پر ہے	19
244	عبدالرحمن بن قاسم ثقہ امام ہیں	20
244	امام مالک کے نزدیک رفع یدین سوائے شروع نماز کے ضعیف ہے	21
244	عبدالرحمن بن قاسم کی گواہی کہ امام مالک کے نزدیک رفع یدین ضعیف ہے	22
244	ایک اور مالکی امام ابن رشد مالکی کی گواہی	23
245	علامہ نووی شافعی کی شہادت	24
245	علامہ شوکانی کی شہادت	25
246	علامہ ابن عبدالبر اندلسی کی شہادت	26
246	اکثر مالکیوں نے امام مالک سے رفع یدین کا ضعف ہی بیان کیا ہے	27
247	امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کا فیصلہ	28
248	امام سفیان بن عیینہ کبھی رفع یدین کرتے اور کبھی نہ کرتے تھے	29
248	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا فرمان	30
251	حضرت سالم تابعی کا رفع یدین پر تعجب کرنا	31
251	ایک حدیث	32
252	اس کے مخالف اثر	33
253	اس کی سند پر گفتگو	34
255	قاضی کوفہ محارب بن دثار کا رفع یدین پر تعجب کرنا	35

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
256	ایک حدیث	.36
257	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے	.37
257	ایک حدیث	.38
258	اس کے روایات کی ثقات	.39
261	حضرت ابن عمر کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی	.40
	آپ سے ترک رفع یدین بیان کرتے ہیں	
262	عطیہ عوفی بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع	.41
	یدین روایت کرتے ہیں	
263	ایک حدیث مرفوع	.42
263	ایک اور حدیث	.43
265	حضرت عبداللہ بن قاسم بھی حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ	.44
	سے صرف افتتاح کی رفع یدین ہی روایت کرتے ہیں	
265	ایک حدیث	.45
267	ایک اور حدیث	.46
268	ایک اور حدیث	.47
269	ایک اور حدیث	.48
270	ایک اعتراض	.49
270	اس کا جواب	.50
272	ایک اور حدیث	.51
273	ایک اعتراض	.52

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
273	اس کا جواب	.53
274	ایک اور حدیث	.54
275	ایک اعتراض	.55
275	اس کا جواب	.56
278	رفع یدین متروک ہے	.57
279	باب رفع یدین عند الركوع وترک	.58
279	ایک حدیث	.59
280	ایک اور روایت	.60
281	ایک اعتراض	.61
281	اس کا جواب	.62
281	اس روایت کا تیسرا حصہ	.63
283	سجدہ کی رفع یدین عن ابن عمر رضی اللہ عنہ	.64
284	سجدہ کی رفع یدین عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.65
285	سجدہ کی رفع یدین عن انس رضی اللہ عنہ	.66
287	سجدوں کی رفع یدین عن ابن عمر موقوفاً	.67
289	سجدہ کی رفع یدین حضرت سالم سے	.68
290	سجدوں میں رفع یدین عن نافع	.69
291	سجدے کی رفع یدین سنت ہے بقول امام	.70
	عبدالرحمن بن مہدی	.71

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
292	سجدوں کے درمیان رفع یدین امام حسن بصری اور امام ابن سیرین سے	.72
292	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدے سے رفع یدین مرفوعاً	.73
293	حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا جواب یہ ہے	.74
294	کیا یہ روایت مرفوع ہے	.75
298	امام عقیلی کی گواہی کہ یہ روایت موقوف ہے	.76
299	دارقطنی کی گواہی کہ یہ روایت موقوف ہے	.77
299	امام زررقانی کی گواہی	.78
300	امام اسماعیلی کی گواہی	.79
300	امام محمد بن حسن شیبانی بھی اسے موقوف ہی روایت کرتے ہیں	.80
301	حضرت امام مالک بھی اس کو موقوف ہی روایت کرتے ہیں	.81
303	اس حدیث کا تیسرا جواب	.82
303	اس حدیث کا چوتھا جواب	.83
303	اس حدیث کا پانچواں جواب	.84
304	اس حدیث کا چھٹا جواب	.85
304	اس حدیث کا ساتواں جواب	.86
304	اس حدیث کا آٹھواں جواب	.87
305	اس حدیث کا نوواں جواب	.88
305	اس حدیث کا دسواں جواب	.89
306	بخاری شریف کی رفع یدین والی حدیث نمبر 2	.90

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
306	اس حدیث کا پہلا جواب	.91
307	اس حدیث کا دوسرا جواب	.92
307	ایک حدیث شریف	.93
308	اس حدیث کی دوسری سند	.94
308	اس حدیث کی تیسری سند	.95
309	اس حدیث کی چوتھی سند	.96
310	اس حدیث کی پانچویں سند	.97
310	اس حدیث کی چھٹی سند	.98
311	اس حدیث کی ساتویں سند	.99
314	ابوداؤد شریف کی احادیث کا بیان	.100
315	حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.101
315	اس کا جواب	.102
316	اس حدیث کا دوسرا جواب	.103
317	اس پر اعتراض	.104
317	اس کا جواب	.105
318	امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.106
319	اس حدیث کا تیسرا جواب	.107
320	اس پر ایک اعتراض	.108
320	اس اعتراض کا جواب	.109
320	اس حدیث کا چوتھا جواب	.110

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
321	حدیث ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ	.111
321	اس حدیث کا جواب	.112
321	اس کا دوسرا جواب	.113
323	اس حدیث کا تیسرا جواب	.114
324	اس حدیث کا چوتھا جواب	.115
324	حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	.116
325	اس کا جواب اول	.117
325	اس کا دوسرا جواب	.118
325	اس کا تیسرا جواب	.119
326	اس پر ایک اعتراض	.120
326	اس اعتراض کا جواب	.121
327	اس اعتراض کا ایک اور جواب	.122
328	اس روایت کا چوتھا جواب	.123
329	اس پر ایک اعتراض	.124
329	اس اعتراض کا جواب	.125
330	حدیث بخاری	.126
332	ایک حدیث	.127
334	حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	.128
335	اس کا پہلا جواب	.129
336	فائدہ	.130

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
337	اس روایت کا دوسرا جواب	.131
338	اس کا تیسرا جواب	.132
338	ایک حدیث	.133
339	ایک اور حدیث	.134
341	اس پر ایک اعتراض	.135
341	اس اعتراض کا جواب	.136
342	ایک اور حدیث	.137
343	اس کا پہلا جواب	.138
344	اس کا دوسرا جواب	.139
345	اس پر ایک اعتراض	.140
345	اس اعتراض کا جواب	.141
347	ایک اور اعتراض	.142
348	اس اعتراض کا جواب	.143
350	حدیث شریف	.144
350	نواب صدیق بھوبھالی وہابی نے کہا کہ اس کی سند جید ہے	.145
351	شیخ عزیزی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے	.146
351	جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان	.147
352	اس پر ایک اعتراض	.148
352	اس اعتراض کا جواب	.149
353	حدیث علی رضی اللہ عنہ	.150

<u>صفحہ نمبر</u>	<u>عنوانات</u>	<u>نمبر شمار</u>
354	اس کا پہلا جواب	.151
354	اس کا دوسرا جواب	.152
356	اس کا تیسرا جواب	.153
357	ایک حدیث شریف	.154
358	ایک اور حدیث	.155
359	اس حدیث کی تصحیح	.156
361	ابن ماجہ کی روایات اور ان کے جوابات	.157
362	حدیث عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ	.158
362	اس کا پہلا جواب	.159
363	اس کا دوسرا جواب	.160
365	اس کا تیسرا جواب یہ ہے	.161
366	حدیث انس رضی اللہ عنہ	.162
366	اس کا پہلا جواب	.163
366	اس کا دوسرا جواب	.164
366	ایک حدیث	.165
367	ایک اور حدیث	.166
367	اس روایت کے متعلق غیر مقلد مولوی احمد شاہ کا فیصلہ	.167
368	اس کا تیسرا جواب	.168
369	موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں	.169
370	اس کا چوتھا جواب	.170

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
371	حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	.171
371	اس کا پہلا جواب	.172
371	اس کا دوسرا جواب	.173
372	اس کا تیسرا جواب	.174
375	ترمذی شریف کی روایات کے جوابات	.175
375	نسائی شریف کی روایات اور ان پر مختصر تبصرہ	.176
377	سنن دارقطنی کی روایات اور ان پر تبصرہ	.177
378	حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	.178
379	اس کا پہلا جواب	.179
379	اس کا دوسرا جواب	.180
380	اس کا تیسرا جواب	.181
381	مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات اور ان پر تبصرہ	.182
381	ایک مرسل حدیث	.183
381	اس کا پہلا جواب	.184
382	اس کا دوسرا جواب	.185
382	ایک موقوف حدیث	.186
383	اس کا جواب	.187
384	اس کا دوسرا جواب	.188
385	اس کا تیسرا جواب	.189
385	اثر حسن بصری رضی اللہ عنہ	.190

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
385	اس کا پہلا جواب	.191
386	اس کا دوسرا جواب	.192
387	لام بہیقی کی سنن کبریٰ سے رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات	.193
387	حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	.194
389	اس کا پہلا جواب	.195
389	اس کا دوسرا جواب	.196
390	اس کا تیسرا جواب	.197
391	اس کا چوتھا جواب	.198
392	اس کا پانچواں جواب	.199
393	اس کا چھٹا جواب	.200
393	اس کا ساتواں جواب	.201
394	اس کا آٹھواں جواب	.202
396	اثر علی رضی اللہ عنہ	.203
397	اس کا جواب	.204
400	اثر سعید بن جبیر علیہ الرحمہ	.205
400	اس کا جواب	.206
401	صحیح ابن خزیمہ کی روایات اور ان کے جوابات	.207
401	حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	.208
402	اس کا جواب	.209

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
403	ابن عبدالبر کی التمهید کی روایات رفع یدین اور ان کے مدلل جوابات	210
404	اثر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	211
404	اس کا پہلا جواب	212
404	اس کا دوسرا جواب	213
405	اثر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	214
406	اس کا جواب	215
407	اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ	216
408	اس کا جواب	217
408	اثر نعمان بن ابی عیاش	218
408	اس کا جواب	219
409	مسند حمیدی کی روایات رفع یدین اور ان کے جوابات	220
409	کنکریاں مارنے والی روایت	221
409	اس کا جواب	222
410	اس کا دوسرا جواب	223
410	اس کا تیسرا جواب	224
411	محلی ابن حزم کی روایات اور ان کے جوابات	225
412	مسند ابو عوانہ کی روایات اور ان کے جوابات	226
413	حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جز رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات	227

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
414	اس رسالہ کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی مجہول ہے	.228
415	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوف اثر	.229
415	اس کا جواب	.230
416	اس کا دوسرا جواب	.231
416	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ	.232
417	اس کا تفصیلی جواب	.233
418	عبداللہ بن عامر نے رفع یدین کرنے والے کو کوڑے مارے	.234
421	ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ رفع یدین پر ناراض ہوتے تھے	.235
421	ابن عباس، ابن زبیر، ابوسعید خدری، جابر رضی اللہ عنہم کا	.236
	رفع یدین کرنا	
422	اس کا مفصل جواب	.237
422	اثر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	.238
423	اس کا تفصیلی جواب	.239
426	اثر انس بن مالک رضی اللہ عنہ	.240
426	اس کا مفصل جواب	.241
426	اثر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	.242
426	اس کا مفصل جواب	.243
427	اثر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.244
427	اس کا جواب	.245
427	اثر ام الدرداء رضی اللہ عنہا	.246

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
427	اس کا مفصل جواب	.247
428	ام الدرداء کا ایک اور اثر	.248
428	اس کا تفصیلی جواب	.249
428	اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ	.250
428	اس کا مفصل جواب	.251
428	اثر طاؤس علیہ الرحمہ	.252
428	اس کا تفصیلی جواب	.253
429	اثر حسن بصری علیہ الرحمہ	.254
429	اس کا مفصل جواب	.255
429	اثر حمید بن تہلال	.256
430	اس کا مفصل جواب	.257
430	حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	.258
430	اس پر امام بخاری کا اعتراض اور اس کا جواب	.259
431	حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ پر اعتراض اور اس کا جواب	.260
431	حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	.261
431	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ	.262
431	اس کا جواب	.263
432	اثر حسن بصری و محمد بن سیرین	.264
432	اس کا جواب	.265
433	عبد اللہ بن مبارک کا رفع یدین کرنا اور اس کا جواب	.266

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
433	عبداللہ بن مبارک سے ترک رفع یدین کی روایت	.267
433	اور ایک روایت	.268
435	امام بخاری کا حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ میں طعن کرنے والے کو بے علم کہنا۔	.269
437	امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.270
437	امام ابن عبدالبر کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.271
437	امام ابراہیم نخعی تابعی کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	.272
439	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کا جواب	.273
440	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کا جواب	.274
440	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کا جواب	.275
440	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کا جواب	.276
442	ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اور اثر اور اس کا جواب	.277
444	اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ	.278
444	اس کا جواب	.279
445	اثر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	.280
445	اس کا جواب	.281
447	اثر نعمان بن ابی عیاش علیہ الرحمہ اور اس کا تفصیلی جواب	.282
447	اثر جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، ابن عباس، ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین اور اس کا تفصیلی جواب	.283

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
448	اثر سالم بن عبداللہ، قاسم بن محمد، عطاء، مکحول اور اس کا	284
	تفصیلی جواب اثر عطاء، مجاہد، نافع اور اس کا مفصل جواب	
449	اثر انس بن مالک رضی اللہ عنہ	285
450	اس کا جواب	286
450	اثر ربیع بن صبیح اور اس کا جواب	287
451	اثر حسن، مجاہد، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم اور اس کا جواب	288
451	اثر ابن عمر بطریق نافع	289
451	اس کا جواب	290
453	جناب وکیع اور جناب سفیان ثوری ترک رفع یدین پر عامل تھے	291
454	امام بخاری کا فرمان کہ کوئی صحابی بھی ترک رفع یدین پر عمل نہ کرنا تھا یہ قول بے سند ہے	292
454	سجدے میں رفع یدین بطریق ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً	293
455	ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ترک رفع یدین کی روایت اور امام بخاری کا اس پر اعتراض اور اس کا مفصل جواب	294
455	ابن عباس کا فتویٰ	295
455	ابن عباس سے مرفوع حدیث بسند طبرانی	296
456	روایت کی توثیق	297
456	حدیث کی تصحیح	298
457	ایک اور حدیث بسند طبرانی	299
457	ترک رفع یدین کی	300

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
458	اثر مجاہد علیہ الرحمہ ترک رفع یدین کی دلیل	301
458	امام بخاری کا اس پر اعتراض اور اس کا جواب	302
459	اثر عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ	303
459	اس کا جواب	304
460	اثر انس بن مالک رضی اللہ عنہ	305
460	اس کا جواب	306
466	امام مجاہد کا فرمان	307
466	حالت قیام میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین یہ پہلے والا کام ہے	308
473	نماز جنازہ پہ رفع یدین اور اس کا جواب	309
474	اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ جنازے پر رفع یدین اور اس کا جواب	310
474	ایک اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کا جواب	311
474	اثر ابان بن عثمان اور اس کا جواب	312
475	اثر نافع بن جبیر اور اس کا جواب	313
475	اثر عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ اور اس کا جواب	314
476	اثر مکحول اور اس کا جواب	315
476	اثر زہری علیہ الرحمہ اور اس کا جواب	316
478	روایت محمد بن جابر پر اعتراض اور اس کا جواب	317
479	روایت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اس کا جواب	318
479	فعل عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ترک رفع یدین ہے اور اس کی سند ثقہ صحیح ہے	319

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
479	طحاوی کی طرف سے تصحیح اور ابن حجر عسقلانی کی طرف سے تصحیح	.320
481	علامہ ابن ترکمانی کی طرف سے تصحیح	.321
481	علامہ نیموی کی طرف سے تصحیح	.322
483	جناب سفیان کا رفع یدین کرنا اور اس کا جواب اہل کوفہ کا	.324
	ترک رفع یدین پر اجماع ہے	
484	جناب حسن بصری کا جنازے کی ہر رکعت میں رفع یدین	.325
	کرنا اور اس کا جواب	
485	ہمیشہ رفع یدین کی ایک جعلی من گھڑت روایت اور اس کا رد	.326
485	اس کی سند میں عبدالرحمن بن قزولیش کذاب ہے	.327
486	اس کی سند میں دوسرا کذاب راوی عصمہ بن محمد ہے	.328
488	آخر میں غیر مقلدین کو اس مسئلہ میں چیلنج	.329
489	آخر میں ایک ضروری بات	.330
490	تمت بالخیر	.331
491	ماخذ المراجع (حصہ اول)	.332
492	ماخذ المراجع (حصہ دوم)	.333
494	ماخذ المراجع (حصہ سوم)	.334



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ رفع یدین فی الصلوٰۃ اختلافی فروعی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے لیکن کچھ لوگ اس پر اتنا زور صرف کرتے ہیں کہ اسے واجب کے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہیں تو سنتِ دائمہ قائمہ تو ضرور ہی کہتے ہیں بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ جو نماز میں رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے (صلوٰۃ الرسول) اور پھر قائلین رفع یدین یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ترک رفع یدین پر کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ ترک رفع یدین پر کثیر تعداد میں روایات موجود ہیں جو کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو مالک اشعری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور کثیر تعداد میں کئی جلیل القدر تابعین کرام سے بھی مثلاً حضرت ابراہیم نخعی، حضرت قیس بن ابی حازم، حضرت علقمہ، حضرت اسود، امام شعبی، ابواسحاق، امام خثیمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوبکر بن عیاش اور دیگر کئی ائمہ کرام جیسے سیدنا امام مالک، امام عبدالرحمن بن قاسم، امام محمد بن حسن شیبانی، سفیان ثوری، امام وکیع، قاضی ابو یوسف، امام حسن بن زیاد اور تمام اہل کوفہ بالا جماع دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام تابعین عظام اور کئی اماموں کی زبردست حمایت حاصل ہے کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اور رکوع جاتے وقت یا رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس مسئلہ پر کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں جب کہ اس

رسالہ میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس اسناد جمع کی گئی ہیں اور راویوں کا ثقہ ہونا بیان کیا گیا ہے اور اسناد کی صحت کو بطریق مدلل بیان کیا گیا ہے۔ اہل علم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو اصلاح کی نیت سے مطلع فرمائیں اور میری کم علمی کی وجہ سے مجھ سے درگزر فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکپائے مرشد

غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی

خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ

بیرون غلہ منڈی ساہیوال فون: 223487



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ اصطلاحات حدیث نزہۃ القاری شرح بخاری کے مقدمہ سے لی گئی ہیں جس کے مؤلف فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ شرح اردو زبان میں لکھی گئی ہے جو کہ تمام شروحات سے اعلیٰ ہے۔ مصطلحات حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

مصطلحات

حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل حال اور تقریر کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات اس میں تعمیم کرتے ہیں کہ صحابی اور تابعی کے اقوال و افعال و تقریرات بھی حدیث ہیں۔ لیکن عام شائع ذائع پہلا ہی محاورہ ہے۔ لفظ حدیث سے اول و ہلہ میں ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا حال یا تقریر ہے۔

تقریر سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کچھ کیا یا کہا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ یہ تقریر ہے۔

اثر:

عام طور پر صحابی یا تابعی کے قول کو کہتے ہیں مگر کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو بھی اثر کہہ دیتے ہیں جیسے ادعیہ ماثورہ۔

خبر:

خبر اور حدیث اصل میں مترادف ہیں مگر کچھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو اور صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال ہی کو حدیث کہتے ہیں اور سلاطین امراء حکام اور گذشتہ زمانے کے احوال کو خبر کہتے ہیں۔

اقسام:

حدیث کی تین قسمیں ہیں، مرفوع، موقوف، مقطوع۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول فعل حال اور تقریر کو مرفوع اور صحابی کے قول فعل کو موقوف اور تابعی کے قول فعل کو مقطوع کہتے ہیں۔

حدیث کا مرفوع ہونا کبھی صراحتاً ہوتا ہے جیسے صحابی کا کہنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنایا یہ کرتے دیکھا یا کبھی کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے فلان نے یہ کہا یا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ یا کسی راوی نے یہ کہا کہ فلاں نے اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچایا یا مرفوع کیا۔

حکماً مرفوع یہ ہے کہ کوئی صحابی جو کتب سابقہ سے خبر نہ دے رہا ہو ایسی خبر جس میں عقل کو دخل نہ ہو جسے بغیر حضور کے سننے نہ جانا جا سکتا ہو مثلاً گذشتہ واقعات کی خبر دینا یا آئندہ کے حالات بتانا مثلاً قیامت کے احوال ملاحم فتن وغیرہ یا کسی فعل پر مخصوص ثواب یا عقاب کی خبر یا صحابی کا یہ کہنا کہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کرتے تھے یا یہ کہنا یہ سنت ہے۔

دوسری تقسیم:

راویوں کی کثرت اور قلت کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں۔

متواتر، مشہور، عزیز، واحد۔

حدیث متواتر: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان

سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال عادی ہو۔

مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر قرن میں دو سے زائد ہوں۔

عزیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقے میں دو ہوں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کے راوی کسی دور کے یا ہر دور میں صرف ایک

ہوں۔ عزیز اور غریب کو خبر واحد بھی کہتے ہیں۔ روایوں کے احوال کے اعتبار سے

حدیث کی چار قسمیں ہیں۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل تام الضبط ہوں اور اس کی

سند متصل ہو۔ شذوذ و نکارت اور جملہ عیوب سے خالی ہو۔

صحیح لغیرہ: جس کے اندر صحت کے شرائط میں کچھ کمی ہو اور کثرت طرق سے اس

کی تلافی ہوگئی ہو۔

حسن لذاتہ: جس کے ضبط میں کچھ کمی ہو بقیہ صحت کے تمام شرائط پائے جاتے

ہوں اور اس کی تلافی نہ ہوئی ہو۔

حسن لغیرہ: وہ حدیث ضعیف ہے جس کی کثرت طرق سے تلافی ہوگئی ہو۔

حدیث ضعیف: وہ حدیث ہے جس میں صحت کی تمام شرائط یا بعض نہ پائی جاتی

ہوں اور اس کی تلافی بھی نہ ہوئی ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

اول: ضعیف بضعف قریب یعنی ضعیف اتنا کم ہے کہ اعتبار کے لائق ہے مثلاً

یہ ضعیف، اختلاط راوی، سوئے حفظ، تدلیس کی وجہ سے ہے۔ یہ متابعات و شواہد

کے کام آتی ہے اور جابر سے قوت پا کر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔

دوم: ضعیف بہ ضعیف قوی و دہن شدید جیسے وہ حدیث جو راوی کے فسق وغیرہ

قوادح قویہ کے سبب متروکہ ہو بشرطیکہ ہنوز سرحد کذب سے جدائی ہو۔ یہ احکام

میں لائق احتجاج نہیں۔ البتہ مذہب راجح پر فضائل میں مقبول۔ ہاں تعدد مخارج و

تنوع طرق سے انجبار کے بعد بالاتفاق مقبول۔

سوم: وہ جس کا راوی وضاع و کذاب یا متہم بالکذب ہو۔ یہ حدیث ضعیف کی بدترین قسم ہے بلکہ بعض محاورات کی بناء پر مطلقاً اور ایک اصطلاح پر اگر اس کا مدار کذاب پر ہو تو اسے بھی موضوع کہتے ہیں۔ بنظر دقیق ان اصطلاحات پر یہ قسم موضوع حکمی میں داخل۔

چہارم: موضوع، یہ بالاجماع نہ قابل انجبار نہ کہیں لائق اعتبار حتیٰ کہ فضائل میں بھی بلکہ اسے حدیث کہنا بطور مجاز ہے۔ حقیقت میں یہ حدیث ہی نہیں۔

شرائط راوی:

عادل ہونا، عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تقویٰ ملی پابندی اور خلاف مروت حرکات سے بچنے کا ملکہ ہو۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ شرک، کفر، فسق، بدعت سے بچتا رہے گناہِ صغیرہ سے بچنا عدالت کی شرط نہیں البتہ صغیرہ پر اصرار سے بچنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہے، مروت سے مراد ایسے خسیس و رذیل کاموں سے بچے جو اگرچہ مباح ہیں مگر وہ وقار کے خلاف سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے بازاروں میں کھانا، صرف تہبند باندھ کر گھومنا۔

ضبط حدیث: یعنی حدیث کو محفوظ رکھنا۔ اس میں کمی بیشی اور کوئی خلل نہ ہونے دینا۔ اس طرح کہ بوقت ضرورت بلا تردد بیان کر سکے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔
ضبط صدر، ضبط کتاب۔

ضبط صدر: یہ ہے کہ حدیث کو اس طرح یاد رکھے کہ جب چاہے اس کو بعینہ بیان کر سکے۔

ضبط کتاب: یہ ہے کہ جس کتاب میں حدیث لکھی ہے اس کو پورے طور سے

محفوظ رکھے کہ اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہونے پائے۔

اتصالِ سند:

راوی سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم تک کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔

اسبابِ طعن:

دس ہیں پانچ راوی کی عدالت سے متعلق ہیں اور پانچ ضبط سے۔ عدالت سے

متعلق پانچ طعن یہ ہیں۔ کذب اتہام، کذب فسق، جہالت، (یعنی گناہ)، بدعت۔

کذب:

یہ ہے کہ اس راوی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے بالقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان و افتراء کیا ہے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے ایک بار بھی قصداً حدیث گڑھی ہے تو مدت العمر اس کی حدیث مقبول نہ ہوگی۔ اگرچہ توبہ کرے بر بنائے مذہب مشہور ایسے راوی کی حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔

اتہام بکذب:

یہ ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس کا جھوٹ ثابت نہیں مگر وہ اور باتوں میں جھوٹا مشہور و معروف ہو۔ ایسے راوی کی حدیث کو متروک کہتے ہیں۔ ایسا شخص اگر جھوٹ بولنے سے توبہ کرے اور سچ بولنے کی عادت ڈال لے اور یہ ثابت ہو جائے کہ اب جھوٹ نہیں بولتا تو اس وقت اس کی روایت مقبول ہے۔

فسق:

سے فسق عملی مراد ہے یعنی گناہوں سے بچے۔ جھوٹ بھی گناہ ہے مگر

حدیث کے معاملے میں یہ طعن دیگر مطاعن سے سخت ہے۔ اس لئے اس کو عام گناہوں سے علیحدہ مستقل طعن کی قسم بنایا گیا۔

جہالت:

یہ کہ کسی راوی کا نام نہ مذکور ہو جیسے کوئی یوں کہے کہ مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی۔ اس طعن کی وجہ یہ ہے کہ جب راوی کا نام ہی معلوم نہیں تو یہ پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ یہ عادل ہے یا غیر عادل اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ ایسی حدیث کو مبہم کہتے ہیں۔ حدیث مبہم کے مقبول و غیر مقبول ہونے میں تفصیل ہے۔ اگر یہ ابہام صحابی میں ہے مثلاً تابعی نے کہا مجھ سے ایک صحابی نے حدیث بیان کی تو یہ بالاتفاق مقبول ہے۔ غیر صحابی میں اگر ہے اور راوی کی عدالت و ثقہ ہونے کی صراحت نہیں تو غیر مقبول جیسے کسی نے کہا ایک شخص یا شیخ نے حدیث بیان کی اور اگر صفت تعدیل و توثیق کے ساتھ ہے تو بھی عند التحقیق نامقبول۔ ہاں اگر یہ ابہام کسی مسلم الثبوت امام حاذق کا ہے تو مقبول ہے۔

بدعت:

سے مراد یہ ہے کہ جو بات دین میں مشہور و معروف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہو اس کے خلاف اعتقاد رکھنا جب کہ کسی شبہ اور تاویل کی بناء پر نہ ہو اور اگر یہ اعتقاد ضروریات دین کے خلاف ازراہ عناد ہو تو کفر ہے۔ مبتدع، بدعتی کی روایت کے مقبول و مردود ہونے میں تفصیل ہے۔ اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہو تو بالاتفاق مردود اور اگر حد کفر تک نہیں پہنچی تو اگر اس کی یہ روایت بدعت کی طرف داعی یا اس کی مروج یا مؤید ہے تو قطعاً مردود اور اگر ایسی نہیں تو بھی محتاطین کا یہی طریقہ ہے کہ مبتدعین کی حدیث

نہیں قبول کرتے۔ کبھی کبھی اس غامض طریقے سے بد مذہبی داخل کر دیتے ہیں کہ اس کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔
ضبط سے متعلق پانچ طعن یہ ہیں۔ کثرت غلط، فرط غفلت، مخالفت ثقات، وہم، سوء حفظ، کثرت غلط کے معنی ظاہر ہیں۔

فرط غفلت:

کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کی تلقین قبول کرے یعنی دوسرا جو بتا دے کہ تو نے یہ سنا ہو گا وہی مان لے۔

مخالفت ثقات:

حدیث کی سند یا متن ثقہ رواۃ کے خلاف ہو۔ ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

وہم:

حدیث کے یاد ہونے کا ظن غالب نہیں پھر بھی باوجود یاد آوری کی اس حرکت پر قرآن سے اطلاع ہو جائے تو وہ حدیث معلل ہے۔ یہ ضعف بہت دقیق اور مشکل ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا دارقطنی کے بعد کوئی ان جیسا نہیں پیدا ہوا جو حدیث کے علل قادمہ کے پہچاننے کا ان جیسا ماہر ہو۔

سوء حفظ:

سے یہاں مراد یہ ہے کہ راوی کونسیان کا عارضہ ہوا اور اس حد تک کہ اس کی غلطی صواب پر زائد یا برابر ہو اور اگر اس کا صواب خطا سے زائد ہے تو اس کی روایت مقبول ہے۔ اس لئے کہ خطا و نسیان سے بالکل کون منزه رہا۔ حتیٰ کہ امام بخاری و امام مسلم بھی، بسوء حفظ کا عارضہ اگر مدۃ العمر رہا تو اس کی روایت معتبر نہیں۔ بعض محدثین نے اسے بھی شاذ مانا اور اگر اخیر عمر میں اس کا یہ عارضہ

کسی وجہ سے مثلاً بیماری یا کبر سنی یا ضعف بصارت یا زوال بصارت یا کتابوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے عارض ہو گیا تو ایسی حدیث کو مختلط کہتے ہیں۔ ایسے راوی کی ایسی احادیث جو سوء حفظ عارض ہونے سے پہلے روایت کی ہیں اور یہ معلوم ہو تو مقبول ہیں اور زمانہ نسیان کی معتبر نہیں۔ ہاں تعدد طریق و متابعات اور شواہد سے تقویت کے بعد مقبول ہیں۔

یہ کل دس وجوہ ظعن ہوئے۔ ان کی قوت و شدت کے اعتبار سے یہ ترتیب ہے۔ کذب، تہمت کذب، کثرت غلط، فرط غفلت، فسق، وہم، مخالف، ثقات، جہالت، بدعت، سوء حفظ۔^۱

مزید اصطلاحات

سند و اسناد:

طریق حدیث کو کہتے ہیں یعنی وہ راوی جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے اور سند کے ذکر کو اسناد کہتے ہیں۔

مسند:

اس حدیث کو کہتے ہیں جو مرفوع ہو اور جس کی سند متصل ہو۔ یہی عام اصطلاح ہے۔ بعض محدثین ہر حدیث متصل کو مسند کہتے ہیں اگرچہ وہ موقوف یا مقطوع ہو۔ بعض محدثین ہر حدیث مرفوع کو مسند کہتے ہیں اگرچہ وہ مرسل یا منقطع یا معضل ہو۔

متن:

جہاں سند ختم ہوتی ہے اسے متن کہتے ہیں یعنی وہ قول یا فعل یا واقعہ جو

نہیۃ الفکر

روایت کیا گیا۔

متصل و اتصال:

متصل وہ حدیث ہے جس کی روایت میں کوئی راوی ترک نہ ہو اور یہ

عمل ”اتصال“ ہے۔

تعلیق و معلق:

ابتدائے سند سے اگر راوی ساقط ہو تو اس حدیث کو معلق کہتے ہیں خواہ

تمام راوی ساقط ہوں یا ایک دو اور اس فعل کو تعلیق کہتے ہیں۔

امام بخاری کے ابواب میں تعلیقات بکثرت ہیں۔ یہ سب حدیث متصل

کے حکم میں ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کا التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف

احادیث صحیحہ ذکر کریں گے لیکن یہ ان کی احادیث مسندہ کے حکم میں نہیں۔ بعض

تعلیقات کو انہوں نے اس کتاب میں دوسری جگہ مسند ذکر کر دی ہیں۔ وہ بہر حال

احادیث مسندہ کے مرتبے میں ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ جن تعلیقات کو جزم و یقین

کے کلمات کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ اکثر صحیح ہیں مثلاً یہ ذکر کیا کہ فلان نے کہا اور

جنہیں شک و ضعف کے کلمات سے ذکر کیا مثلاً یوں بیان کیا گیا، کہا گیا، روایت

کیا گیا، ان کی صحت میں کلام ہے۔ اگرچہ بعض ان میں بھی صحیح ہیں۔ بایں ہمہ

جب انہوں نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا تو وہ بالکل بے اصل بھی نہیں مانی جائیں

گی۔ ضرور ان کے علم میں ان کی کچھ اصل ہوگی۔ تفصیل یہ ہے کہ امام بخاری کی

تعلیقات کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

(۱) وہ تعلیقات جنہیں خود امام بخاری نے اپنی اسی کتاب میں کسی جگہ سند

متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے، خواہ انہیں صیغہ جزم کے ساتھ ذکر کیا گیا

ہو خواہ صیغہ تریض کے ساتھ، صیغہ جزم کی بکثرت متالیں ہیں۔ صیغہ تریض کی مثال یہ ہے کتاب الطب میں ہے۔

باب الرقی بفاتحة الكتاب ویدکر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱

(۲) وہ تعلیقات جنہیں امام بخاری نے اپنی کتاب میں کہیں بھی سند متصل کے ساتھ ذکر نہیں کیا اور اسے صیغہ جزم کے ساتھ ذکر کیا مگر وہ کسی اور محدث کی شرط پر صحیح ہے جیسے وقالت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانه۔^۲ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۳) ایسی تعلیق جو حسن ہو جیسے قال بہزبن حکیم عن ابیہ عن جدہ اللہ حق ان یتحی منہ من الناس کتاب الطہارت۔^۳

(۴) ایسی تعلیق جو ضعیف ہو جیسے قال طاؤس قال معاذ بن جبل لاهل الیمن ایتونی بعرض ثیاب خمیص اولیس فی الصدقہ مکان الشعیر والذرة اہون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدينة۔^۴ اس تعلیق کی سند طاؤس تک صحیح اور متصل ہے مگر طاؤس کا حضرت معاذ سے سماع ثابت نہیں۔ اس لئے معمولی ضعف کے ساتھ ضعیف ہے۔

(۵) وہ تعلیقات جنہیں صیغہ تریض سے ذکر کیا مگر وہ کسی اور محدث کی شرط پر صحیح ہیں۔ جیسے یہ تعلیق ویدکر عن عبد اللہ بن السنائب قرء النبی

۱ بخاری ج 1 ص 42

۱ بخاری ج 2 ص 854

۲ بخاری ج 1 ص 194

۳ بخاری ج 1 ص 88

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المؤمنون فی الصبح حتی اذا جاء ذکر موسیٰ و ہارون او ذکر عیسیٰ اخذتہ سلعة^۱۔ اس تعلق کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔^۲

(۶) ایسی تعلق جو حسن ہو جیسے ویذکر عن عثمان بن عفان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم قال اذبعث فکل واذا اتبع فاکتل۔^۳ اسے دارقطنی اور ابن ماجہ اور بزار نے روایت کیا اور کہا یہ حسن ہے۔

(۷) ایسی تعلق جو معمولی ضعف سے ضعیف ہو مگر معمول بہ ہو جیسے ویذکر عن

النبی صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم انه قضی الدین قیل الوصیة^۴ کتاب الوصایا۔ اسے امام ترمذی نے سند متصل کے ساتھ ذکر کیا۔^۵ مگر اس کا ایک راوی ضعیف ہے مگر اہل علم کے عمل سے قوی ہوگی۔

(۸) ایسی تعلق جو ضعف شدید کے ساتھ ضعیف ہو اور معمول بہا ہو۔ جیسے یہ

تعلق ویذکر عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفعہ لا یتطوع الامام فی مکانہ، کتاب الصلوة^۶۔ اسے ابوداؤد نے

اپنی سنن میں روایت کیا مگر اس میں وہراضعف ہے اس کا ایک راوی

لیث ہے یہ ضعیف ہے اور اس کے شیخ الشیخ مجہول ہیں۔ مگر اس پر بھی

اہل علم کا عمل ہے اس لئے یہ بھی قوی ہوگی۔ حکم یہ ہے کہ امام وہیں نقل

نہ پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گھر آ کے پڑھے اگر

۱ بخاری ج 1 ص 106

۲ مسلم ج 1 ص 186

۳ بخاری ج 1 ص 205

۴ بخاری ج 1 ص 384

۵ ترمذی ج 2

۶ بخاری ج 1 ص 117

مسجد ہی میں پڑھنا چاہتا ہے تو دائیں بائیں ہٹ کر پڑھے۔

مرسل و ارسال:

اگر سند میں راوی کا سقوط آخر سند سے ہو تو اسے حدیث مرسل کہتے ہیں اور اس فعل کو ارسال جیسے کوئی تابعی کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمہور امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک ثقہ کی حدیث مرسل حجت ہے۔ اس لئے کہ راوی کو اپنے شیخ کے ثقہ ہونے پر اعتماد کلی نہ ہوتا تو ارسال نہ کرتا۔

منقطع و انقطاع:

وہ حدیث ہے جس کے درمیان سند میں کچھ راوی چھوٹ گئے ہوں۔ خواہ ایک خواہ متعدد۔ مگر متعدد مسلسل نہ چھوٹے ہوں۔ متفرق جگہوں سے چھوٹے ہوں تو اس حدیث کو منقطع کہتے ہیں اور یہ فعل انقطاع ہے۔

معصل:

اگر درمیان سند میں مسلسل دو (۲) راوی چھوٹے ہوں تو وہ حدیث معصل کہلاتی ہے۔

فائدہ:

کبھی منقطع بول کر محدثین، غیر متصل مراد لیتے ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے منقطع مذکورہ بالا غیر متصل کے تمام اقسام کو شامل ہوگی جس میں مرسل بھی داخل ہے۔

مدلس و تدلیس:

تدلیس کے لغوی معنی بیچتے وقت سامان کے عیب کو چھپانا ہے اس کا مادہ

دس ہے جس کے معنی فریب اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں تدلیس اسے کہتے ہیں کہ راوی نے جس سے حدیث سنی ہے اس کا نام نہ لے بلکہ اس سے اوپر کے راوی کا نام لے اور لفظ ایسا استعمال کرے جس سے سماع سمجھا جا سکتا ہو اور یقین نہ ہو کہ یہ راوی جھوٹ بول رہا ہے جیسے یوں کہے۔ فلاں سے روایت ہے کہ یا فلاں نے کہا۔ ایسی حدیث کو مُدَلِّسٌ اور ایسے راوی کو مُدَلِّسٌ کہتے ہیں اور اس فعل کو تدلیس۔

حدیث مُدَلِّسٌ کے مقبول و نامقبول ہونے کے سلسلے میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس محدث کی یہ عادت ہو کہ وہ صرف ثقات سے ہی تدلیس کرتا ہے۔ اس کی حدیث مقبول ہے۔ جیسے سفیان بن عیینہ اور اگر اس کی عادت یہ ہے کہ ثقہ و غیر ثقہ سب سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت نامقبول جب تک کہ اس کی روایت ایسے لفظ سے نہ کرے جو سماع پر قطعی دلالت کرے۔

مضطرب و اضطراب:

اگر حدیث کے متن یا اسناد میں راویوں کا باہم کمی یا زیادتی، تقدم و تاخر، تبدیل و تغیر یا تضحیف اختصار، حذف وغیرہ کی وجہ سے اختلاف ہو جائے تو یہ حدیث مضطرب کہلاتی ہے اور یہ فعل اضطراب کہلاتا ہے۔ حدیث مضطرب کے اختلاف میں تطبیق ممکن ہو تو وہ مقبول ہے ورنہ اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔

مدرج:

اگر راوی متن میں اپنا یا کسی اور کا مثلاً صحابی یا تابعی کا کوئی کلام کسی فائدہ کے لئے ذکر کر دے مثلاً لفظ کا معنی بیان کرنے یا تفسیر کرنے یا مطلق کو مقید کرنے کے لئے ہو تو یہ حدیث مدرج ہے اور یہ فعل ادراج۔

معنعن:

وہ حدیث ہے جس کی سند لفظ عن فلان عن فلان سے ذکر کی جائے اور اس فعل کو عنعنہ کہتے ہیں۔ مدلس کی حدیث معنعن مقبول نہیں مگر جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ صرف ثقات ہی سے تدلیس کرتا ہے۔

حدیث معنعن کے مقبول ہونے کے لئے امام بخاری نے یہ شرط کی ہے کہ تلمیذ و شیخ دونوں کی ملاقات کا ثبوت کسی اور طریقے سے ہو۔ کچھ لوگوں نے ملاقات کے علاوہ یہ بھی شرط کی ہے کہ یہ بھی ثابت ہو کہ راوی نے اس شیخ سے حدیث اخذ کی ہے مگر امام مسلم نے ان دونوں سے اختلاف کیا اور مقدمہ مسلم میں دلائل سے ثابت کیا کہ نہ اخذ کے ثبوت کی ضرورت ہے نہ لقاء کی صرف معاشرت کافی ہے۔ اس لئے کہ جب معاشرت ثابت ہے اور راوی ثقہ غیر مدلس ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں سے روایت ہے تو یہ لقاء اخذ دونوں کا ثبوت ہے۔

شاذ و محفوظ:

کوئی ثقہ ثقات کے خلاف روایت کرے۔ اگر ان میں سے کسی کو ترجیح دی گئی ہو تو راجح کو محفوظ اور مرجوح کو "شاذ" کہتے ہیں۔

منکر و معروف:

اگر کوئی ضعیف راوی اپنے سے بھی اضعف کے خلاف روایت کرے تو اضعف کی روایت منکر اور ضعیف کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

بعض محدثین نے شاذ و منکر میں دوسرے راوی کی مخالفت کی قید نہیں لگائی بلکہ یہ کہا کہ شاذ وہ حدیث ہے جس کو تنہا کوئی ثقہ روایت کرے اور اس کے موافق یا معارض کوئی روایت نہ ہو۔ بعض نے ثقہ کی بھی قید نہیں لگائی۔ مطلقاً تفرد

کی بناء پر شاذ کا حکم لگایا۔ اسی طرح منکر میں بھی مخالفت کی قید بعض حضرات کے ہاں معتبر نہیں۔ حدیث میں اگر فسق یا فرط غفلت و کثرت غلطی کی وجہ سے طعن ہو تو اسے بھی منکر کہتے ہیں۔

معلل:

جس کی اسناد میں کچھ خفی، دقیق ایسے عیوب ہوں جو اس کی صحت میں خلل انداز ہوں۔ جن پر کوئی بہت ہی تبصر، ماہر حاذق ناقد محدث ہی مطلع ہوتا ہے جیسے سند متصل بیان ہوئی مگر حقیقت میں وہ منقطع ہے۔ حدیث کو مرفوع بتایا گیا مگر وہ حقیقت میں موقوف ہے۔

متابعت:

دو یا چند راویوں کا کسی حدیث کو ایک دوسرے کے موافق ذکر کرنا ان میں اصل کو متابع اور دوسری کو متابع کہتے ہیں۔ اصل سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی محدث نے کوئی حدیث ذکر کی پھر کہا اس کی متابعت فلاں نے کی تو اول متابع اور ثانی متابع کہلائے گی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی محدث اس کے برعکس ذکر کرے مثلاً بعد والی کو پہلے ذکر کر کے ثانی کے بارے میں کہے تابع فلاں۔ اب متابع اور متابع متابع کہلائے گی۔ متابعت کی دو قسمیں ہیں۔ تام، ناقص، متابعت تام یہ ہے کہ راوی کے شیخ ہی سے متابعت ہو یعنی اول سند سے ناقص یہ ہے کہ اپنے شیخ سے اوپر کسی سے ہو۔

مثلہ ونحوہ:

اگر متابعت لفظ و معنی دونوں میں ہو تو اس کو مثلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر صرف معنی میں ہو تو نحوہ سے۔

شاید:

اگر اتفاق روایت صرف ایک صحابی پر ہو تو متابعت اور اگر دو یا زیادہ پر ہو تو اسے "شاید" کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر صرف معنی میں موافقت ہو تو شاید ہے اور لفظ اور معنی دونوں میں ہو تو متابعت ہے خواہ ایک صحابی سے ہو خواہ متعدد صحابی سے کبھی شاید و متابع کو ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کر دیتے ہیں۔

اعتبار:

متابع اور شاید کی معرفت کے لئے حدیث کی مختلف سندوں کے تتبع اور تلاش کو "اعتبار" کہتے ہیں۔

الفاظ روایت:

سندوں کے ذکر میں مختلف الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں مثلاً قَالَ، أَخْبَرَ، أَنْبَأَ، حَدَّثَ، رَوَى، رُوِيَ، سَمِعْتُ وغیرہ۔

امام بخاری کا مسلک یہ ہے کہ قَالَ، سَمِعَ، أَخْبَرَ، حَدَّثَ، أَنْبَأَ، رَوَى سب ہم معنی ہیں اور یہی مذہب امام زہری امام مالک اور امام ابن عیینہ و یحییٰ القطان اور اکثر اہل حجاز و اہل کوفہ اور حضرت امام اعظم کا ہے۔ ابن حاجب نے اپنی مختصر میں اس کو ترجیح دی۔ امام حاکم نے فرمایا کہ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ مگر امام مسلم اور ترمذی وغیرہ کے یہاں تفریق ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر شیخ قرأت کرے اور تلمیذ سنے تو اسے حدیث سے بیان کیا جاتا ہے اور اگر تلمیذ قرأت کرے اور شیخ سنے تو اسے خبر و انبأ سے بیان کیا جاتا ہے اور یہی امام ابن جریر اور امام اوزاعی اور امام شافعی اور ابن وہب اور جمہور اہل مشرق کا مسلک ہے۔ امام بخاری نے

اس سلسلے میں کتاب العلم میں مستقل ابواب باندھے ہیں۔
 علاوہ ازیں اردو میں صحیح، غلط کا مقابل ہے۔ اس لئے اگر کسی حدیث کے بارے میں محدثین نے یہ لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں تو آج کل کے گمراہ فرقے ناواقف عوام کو فریب دینے کے لئے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے یعنی موضوع یا باطل ہے بے اصل ہے۔ ناظرین محدثین کی اصطلاح میں ایک نظر ڈال لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ محدثین کی زبان میں صحیح غلط کا مقابل نہیں۔ بلکہ ان کی ایک خاص اصطلاح ہے کہ وہ صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف کمال میں اعلیٰ درجے پر فائز ہو اس کے مقابل سات اقسام اور ہیں۔ اس لئے محدثین کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ موضوع، باطل یا بے اصل ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث کی سب سے اعلیٰ قسم صحیح لذاتہ نہیں ہو سکتا ہے صحیح لغیرہ ہو حسن لذاتہ ہو حسن لغیرہ ہو۔ جس کی صداہا نظیریں موجود ہیں، جو اس کی پوری تحقیق و تفصیل دیکھنا چاہے وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ منیر العین کا مطالعہ کرنے جو فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں چھپ چکا ہے۔

محدثین کہیں فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حسن لذاتہ ہوتی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حدیث صحیح لغیرہ ہوتی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حدیث حسن لغیرہ ہوتی ہے۔ اس لئے کسی حدیث کے بارے میں محدثین کے اس فرمانے سے کہ صحیح نہیں اس کے باطل موضوع ہونے پر دلیل لانا جہالت ہے۔ یہاں ایک اور نقطہ قابل لحاظ ہے کہ محدثین کا کسی حدیث پر جرح صرف اس سند کے ساتھ خاص ہوتی ہے جس پر جرح کی گئی ہے۔ ایسا بہت ہے کہ کسی حدیث پر اس کی ایک سند کے لحاظ سے ضعیف بلکہ موضوع تک ہونے کا حکم لگا دیا

گیا۔ مگر دوسری سند سے وہ ثابت ہے جیسے میزان الاعتدال میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے حدیث طلب العلم فریضۃ، کو کہا یہ کذب ہے۔ مگر علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حکم اس مخصوص سند کے اعتبار سے ہے جس میں ابراہیم بن موسیٰ المروزی ہے ورنہ یہ حدیث دوسرے طریق سے ثابت ہے اگرچہ وہ سب ضعیف ہیں۔

حدیث الصلاة بالسواک خیر من صلوة کو علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں باطل کہا۔ علامہ سخاوی نے فرمایا یہ حکم اس سند کے لحاظ سے ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں۔

ان روایات الضعیف یكون فیہ
الصحیح والضعیف والباطل
فیکتبونہا ثم تمیز اهل الحفظ
والتقان بعض ذلک من بعض،
وذلك سهل سلیہم معروف
عندہم ولہذا احتج السفیان
الثوری حین نہی عن الروایة عن
الکلبی فقیل لہ انت تروی عنہ
فقال: انا صدقہ عن کذبہ.

(شرح مسلم ج 1 ص 21)

ضعیف راوی کی روایتوں میں صحیح بھی
ہوتی ہیں اور ضعیف اور باطل بھی۔
محدثین ان سب کو لکھتے ہیں پھر اہل
حفظ و اتقان ان کو ایک دوسرے سے
الگ کر دیتے ہیں۔ یہ ان کے لئے
آسان ہے اور ان کے نزدیک
روزمرہ کا کام ہے۔ اسی دلیل سے
سفیان ثوری نے اس وقت استدلال
کیا جب انہیں کلبی کی روایت قبول
کرنے سے منع کیا گیا اور کہا گیا آپ
اس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا
میں اس کے سچ کو جھوٹ سے امتیاز کر
لیتا ہوں۔

احادیث سے استدلال کی کیفیت

جن چیزوں کا اثبات مقصود ہوتا ہے وہ چار قسم کی ہیں۔

(۱) عقائد قطعیہ:

جیسے توحید، رسالت، قرآن کا کتاب اللہ ہونا، ان کا اثبات صرف حدیث متواتر سے ہوگا خواہ اس کا تواتر لفظی ہو خواہ معنوی۔

(۲) عقائد ظنیہ:

جیسے قبر کے احوال، میزان اعمال وغیرہ۔ ان کا اثبات خبر واحد سے بھی ہوتا ہے۔

(۳) احکام:

ان کے اثبات کے لئے حدیث صحیح یا کم از کم حسن لغیرہ ہونی لازم ہے۔ احادیث ضعاف ان تینوں اقسام میں ناکافی ہے۔

(۴) فضائل و مناقب:

خواہ فضائل اعمال ہوں خواہ فضائل اشخاص ان سب میں علماء ضعیف حدیث کو بالاتفاق معتبر مانتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام ابوزکریا نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہ، کتاب الاذکار الممنخب من کلام سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعاً.

علمائے محدثین و فقہاء و غیر ہم نے فرمایا فضائل اعمال ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے اگر وہ موضوع نہ ہوں۔

لیکن کبھی مقام احتیاط میں احادیث ضعاف احکام میں بھی بطور سند کام آتی ہیں۔ یہی امام نووی اذکار میں بعد عبارت مذکورہ کے ارشاد فرماتے ہیں۔

واما الاحکام کالحلال والبیع والنکاح والطلاق وغير ذلك فلا يعمل فيها الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یكون فی احتیاط فی شی من ذلك كما اذا ورد حدیث ضعیف بکر اهیة بعض البیوع او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عنه

کہ حلال و حرام بیع، نکاح، طلاق وغیرہا احکام کے بارے میں صرف حدیث صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے کہ ان سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

ولکن لا یجب. (الاذکار ص 7)

رہ گئی حدیث موضوع یہ کسی باب میں کسی کام کی نہیں۔ حتیٰ کہ علم کے بعد اس کی موضوعیت ظاہر کئے بغیر اس کا بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

ضعاف کی تقویت کے طرق

اوپر ذکر ہوا کہ حدیث ضعیف کبھی حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ بھی ہو جاتی ہے

تو ضروری معلوم ہوا کہ ایک مختصر سا خاکہ اس کا بھی پیش کر دیا جائے۔

(1) تعدد طرق:

جب کوئی حدیث ضعیف متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ کبھی حسن لغیرہ اور کبھی صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وہ طرق ضعاف ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

قد احتج جمہور المحدثین
بالحدیث الضعیف اذا کثرت
طرقہ الحوقہ بالصحیح تارة
وبالحسن اخری۔

حدیث ضعیف جب متعدد طریقوں
سے مروی ہو تو جمہور محدثین اسے
لائق استدلال جانتے ہیں اور اسے
کبھی صحیح کے ساتھ اور کبھی حسن کے
ساتھ لاحق کر دیتے ہیں۔

حصول قوت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ طرق بہت کثیر ہوں

صرف دو بھی مل کر قوی ہو جاتے ہیں۔ تیسیر میں ہے۔

ضعیف بضعف عمرو بن الواقد
لکنہ یقوی بورودہ بطریقین۔

عمرو بن واقد کی وجہ سے ضعیف ہے
لیکن دو طریقوں سے آنے کی وجہ
سے قوت پا گئی۔

(2) کسی حدیث ضعیف پر اہل علم کے عمل کرنے سے بھی وہ حدیث قوی ہو

جاتی ہے۔ امام ترمذی نے جگہ جگہ حدیث پر کلام کرنے کے بعد فرمایا۔ والعمل

علیٰ ہذا عند اہل العلم۔ ایک جگہ اس کے تحت ملا علی قاری نے لکھا۔

قال النووی و اسنادہ ضعیف نقلہ
میرک فکان الترمذی یرید
تقویۃ الحدیث بعمل اهل العلم
علامہ نووی نے فرمایا اس کی سند
ضعیف ہے اس کو میرک نے نقل کیا۔
اس قول سے امام ترمذی کی مراد یہ
ہے کہ اہل علم کے عمل سے حدیث
ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔

(3) مجتہد کے استدلال سے بھی حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ علامہ محمد امین بن
عابدین شامی نے لکھا۔

المجتهد اذا استدل بحدیث
کان تصحیح حالہ کما فی
التحریر وغیرہ۔ (رد المحتار)
کسی حدیث سے کسی مجتہد کا استدلال
اس کے صحت کی دلیل ہے جیسا کہ
تحریر وغیرہ میں ہے۔

(4) صالحین کے عمل سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ صلوٰۃ التبیح جس
روایت سے ثابت ہے وہ ضعیف ہے۔ امام حاکم اور بیہقی نے اس کے قوی ہونے
کی علت حضرت عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم کے عمل کو بتایا۔ مولانا عبدالحی
لکھنوی لکھتے ہیں۔

قال البیہقی کان عبداللہ بن
مبارک یصلیہا وتداولہا
الصالحون بعضهم عن بعض
وفی ذالک تقویۃ للحدیث
مرفوع۔
امام بیہقی نے کہا عبداللہ بن مبارک
صلوٰۃ التبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد
کے صلحاء اس کو ایک دوسرے سے اخذ
کر کے پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے اس
حدیث مرفوع کو قوت مل گئی۔

(5) کبھی تجربہ اور کشف سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ حضرت ملا علی
قاری فرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفا ج 2 ص 299 میں تحریر کرتے ہیں۔

سید المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی کہ جو لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار کہے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جس کے لئے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ میں نے یہ کلمہ طیبہ ستر ہزار بار پڑھا تھا مگر کسی خاص شخص کی نیت نہیں کی تھی۔ ایک دعوت میں گیا۔ اس میں ایک جوان تھا جو کشف میں مشہور تھا۔ یہ جوان کھانا کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا تو بتایا کہ میں اپنی والدہ کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اس کلمے کو ثواب اس کے والدین کو بخش دیا۔ فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔

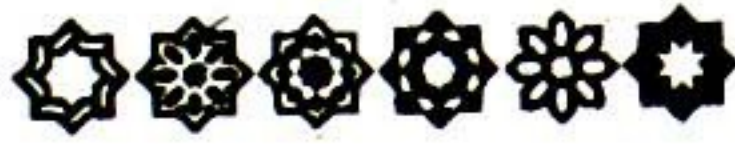
امام محی الدین ابن عربی نے فرمایا۔

فعرفت صحة الحديث بصحة
كشفه وصحة كشفه بصحة
الحديث.
میں نے اس حدیث کی صحت اس جو
ان کے کشف سے اور اس کے کشف
کی صحت اس حدیث سے جانی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفاء میں اور علامہ سید احمد طحاوی ”حاشیہ در مختار“ میں نقل فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن ترشوانے سے برص ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن الحاج صاحب مدخل نے اس خیال سے کہ یہ حدیث صحیح نہیں بدھ کے دن ناخن ترشوا لیا۔ انہیں برص ہو گئی۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابن الحاج سے فرمایا کہ تم نے نہیں سنا تھا؟ کہ میں نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں۔ فرمایا اتنا کافی تھا کہ وہ حدیث میرے نام سے تمہارے کان تک پہنچی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنا دستِ مبارک ان کے بدن پر پھیرا فوراً اچھے ہو گئے۔ اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ اسی قسم کا واقعہ بدھ کے دن پچھنا لگوانے کے بارے میں بھی پیش آیا ہے۔ (مسند الفردوس و ابن عساکر)

البتہ اگر حدیث موضوع ہے کتنے ہی طرق سے مروی ہو اگر سب پر موضوع ہی ہو تو وہ جوں کی توں ناقابل اعتبار رہے گی۔ اس لئے کہ جھوٹ سے جھوٹ کی تقویت نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں حدیث موضوع معدوم ہے اور معدوم نیست محض کو کوئی بھی قوی نہیں کر سکتا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی آلک
واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

موضوع: ترکِ رفعِ یدین

اسانید حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

اور ان کی توثیق حدیث ترمذی

حدیث نمبر 1.

حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کیا میں تمہیں رسول پاک صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ
دکھاؤں پس آپ نے نماز پڑھی لیکن
رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں
کیا۔ پھر رفع یدین نہیں کیا۔ (اس
باب میں حضرت براء بن عازب سے
بھی روایت ہے) امام ترمذی فرماتے
ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور

قال الترمذی حدثنا ہنادنا وکیع
عن سفیان عن عاصم بن کلیب
عن عبدالرحمن بن الاسود عن
علقمة قال قال عبداللہ بن
مسعود الا اصلی بکم صلاة
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا
فی اول مرة قال وفي الباب عن
البراء بن عازب قال ابو عیسی
حدیث ابن مسعود حسن وبہ
یقول غیر واحد من اهل العلم

من اصحاب النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم والتابعین وهو
قول^ط ترمذی شریف 1 ص 59

کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
اہل علم اور کئی تابعین کرام کا اس
حدیث پر عمل ہے (یعنی رفع یدین نہیں
کرتے سوائے تکبیر افتتاح کے) اور
یہی قول حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کا ہے (جن کی حدیث کو امام
بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک مقام پر اصح
کہا) اور یہی قول اہل کوفہ کا ہے۔

اس حدیث کی سند میں کل آٹھ راوی ہیں۔ پہلے راوی خود امام ترمذی
علیہ الرحمۃ ہیں جن کے ثقہ ثبت امام حدیث ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

(1) تعارف جامع ترمذی :-

غیر مقلدین کے امام محدث مستند مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی
کتاب الخط فی ذکر صحاح ستہ ص 239 پر ترمذی شریف کو الجامع الصحیح لکھتے ہیں۔
بعد چند سطور لکھتے ہیں کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو
(ترمذی) تصنیف کیا علماء حجاز، علماء عراق اور علماء خراسان پر پیش کیا۔ سب اس
کتاب کے ساتھ راضی ہوئے۔ (یعنی سب نے پسند کیا)

اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جس کے گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا کہ اس
گھر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے ہیں۔

امام ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ ترمذی کی کتاب (یعنی الجامع الصحیح)

ہذا احسن الكتب تمام کتابوں سے زیادہ اچھی کتاب ہے۔

از روئے فائدہ کے اور ترتیب اور تکرار حدیث کی کمی کے بارے میں۔
 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ ترمذی کی
 تمام کتب فائدہ مند ہیں لیکن سب سے اچھی کتاب یہ الجامع الصحیح ہے (یعنی ترمذی
 شریف) بلکہ بعض وجوہ کی بناء پر تمام کتب حدیث سے اچھی کتاب ہے۔

نواب صاحب مزید فرماتے ہیں۔ حضرت ابواسمعیل ہروی نے فرمایا کہ
 میرے نزدیک ترمذی شریف بخاری و مسلم سے بھی زیادہ نافع کتاب ہے اور امام
 ترمذی نے کہا کہ اس کتاب کی ہر حدیث معمول بہ ہے۔

(المخط فی ذکر صحاح ستہ ص 239-240)

الغرض امام ترمذی پر اور ان کی الجامع الصحیح پر سب کا اتفاق ہے۔ مذکورہ
 سطور پر آپ نے پڑھا کہ ترمذی کو محدثین۔، الجامع الصحیح کہا ہے۔ ہم نے اسی
 الجامع الصحیح سے پہلی حدیث پیش کی ہے۔ امام ترمذی ان نقات نقل ہو چکی۔ اب
 دوسرے راوی:

(2) ھناد:

ہیں۔ ان کا اصل نام ھناد بن السرک بن مععب بن ابی بکر بشر ہے۔
 انہوں نے عبدالرحمن بن ابی زناد و ہیشم و ابی بکر بن عیاش و عبداللہ بن ادریس، و ابی
 الاحوص و حفص بن غیاث و یحییٰ زکریا بن ابی زاند، و ابی معاویہ الضریر و اسماعیل بن
 عیاش و شریک و ابی زبیدہ عبشر بن القاسم و عبداللہ بن مبارک، و عبد السلام بن حرب
 و علی بن مسھر و عبدة بن سلیمان و فضیل بن عیاض و ابن عینیہ اروکیع سے روایت کی
 ہے اور ان سے امام بخاری نے خلق افعال العباد میں روایت کی ہے اسی طرح ابو
 حاتم رازی، امام ابو زرعہ وغیرہ نے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ھناد کو لازم

پکڑو۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ ہناد۔ صدوق ہے یعنی سچا ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ ہناد ثقہ ہے، ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 47-48)

(3) وکیع:

ان کا اصل نام وکیع بن الجراح بن ملیح ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور اسماعیل بن ابی خالد۔ عکرمہ بن عمار، ہشام بن عروہ، امام اعمش، جریر بن حازم اور ابن جریج، امام اوزاعی، امام مالک اور کثیر لوگوں سے آپ نے روایت کی ہے اور جن محدثین نے آپ سے روایت کی ہے ان میں سے بعض ہم یہ ہیں۔ حضرت سفیان ثوری، عبدالرحمن بن مہدی، امام احمد حمیدی، امام قعنبی، امام یحییٰ بن یحییٰ اور کثیر لوگ۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے وکیع سے بڑا عالم اور بڑا حافظ نہیں دیکھا اور فرماتے تھے کہ وکیع حافظ ہے، حافظ ہے اور عبدالرحمن بن مہدی سے بڑا حافظ ہے۔ (تہذیب التہذیب 6 ص 81-82)

الغرض وکیع ثقہ ثبت امام ہیں اور بخاری شریف کے راوی ہیں اور اس حدیث کے چوتھے راوی امام سفیان ثوری ہیں۔

(4) سفیان:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ہم وہابیوں کے محدث یحییٰ گوندلوی صاحب کی زبانی درج کرتے ہیں۔ یحییٰ گوندلوی غیر مقلد اور متعصب ہے۔ اپنی کتاب آئین باکھر ص 25 پر لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

سفیان الثوری الامام المشهور
الفقیہہ العابد الحافظ الکبیر
وصفه النسائی و غیر بالتدلیس
وقال البخاری ما اقل تدلیسه.

امام سفیان ثوری مشہور امام فقیہہ عابد
اور بہت بڑے حافظ تھے۔ امام نسائی
وغیرہ نے ان کو مدلس کہا ہے۔ امام
بخاری فرماتے ہیں۔ ان کی تدلیس
بہت ہی کم ہے۔

حافظ ابن حجر نے مدلسین کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور امام ثوری کو
دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور دوسرے طبقہ کی خود ہی وضاحت کر دی ہے فرماتے ہیں۔

الثانیة من احتمال الائمة تدلیس
واخر جواله فی الصحیح لامامته
وقلة تدلیسه فی جنب ماروی
کالثوری او کان لا یدلس الاعن
ثقة کابن عینة.

دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو ائمہ نے
قبول کیا ہے ان کی امامت اور قلت
تدلیس کی وجہ سے صحیح میں اہمادیت لی
ہیں جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقہ
میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثنہ
راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا

کہ امام ابن عینیہ۔

حافظ ابن حجر کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ امام ثوری
مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو
تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ (آمین بالجھر ص 25-26)

ہم نے امام سفیان کی ثقات غیر مقلد وہابی یحییٰ گوندلوی صاحب کی
کتاب سے درج کی ہے تاکہ کوئی غیر مقلد انکار حدیث کے نشہ میں امام سفیان پر
تدلیس کا اعتراض کر کے حدیث کا انکار نہ کرے اس لئے یحییٰ گوندلوی صاحب
نے امام سفیان کی تدلیس کا جواب بھی دے دیا ہے اس سے بڑھ کر یہ ہے۔ امام

سفیان صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔ فافہم و تدبر۔

اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے امام شعبہ کے مقابلے میں امام سفیان کی حدیث کو اصح قرار دیا ہے۔ (آئین باجھر کے بارے میں)

(5) عاصم بن کلیب:

ان کا پورا نام عاصم بن کلیب بن شہاب الجرمی الکوفی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور حضرت ابو بردہ بن موسیٰ و عبدالرحمن بن اسود و محارب بن دثار و علقمہ بن وائل بن حجر و محمد بن کعب القرظی و غیرہم سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے ابن عون و امام شعبہ۔ قاسم بن مالک المزنی، وزائدہ، و ابو الاحوص و شریک و سفیان ثوری، و سفیان بن عیینہ اور ابو عوانہ و علی بن عاصم الواسطی و غیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام اترم نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ لا باس بحدیثہ کہ اس کی حدیث میں کوئی ڈر نہیں۔ امام ابن معین اور امام نسائی نے کہا ثقہ ہے امام ابو حاتم نے کہا صالح ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے اور وہ ثقہ مامون ہے۔ ابن المدینی نے کہا جب منفرد ہو تو اس کی حدیث حجت نہیں لیکن امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 40)

نوٹ:- امام ابن المدینی نے جو کہا ہے کہ جب منفرد ہو تو حجت نہیں تو اس حدیث میں عاصم بن کلیب منفرد نہیں ہے جیسا کہ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے لیکن امام ابن سعد نے یہ فرما دیا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔ اس کے باوجود ہم اس کا جواب غیر مقلدوں کے گھر سے دیتے ہیں۔

(1) غیر مقلدین وہابی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث ابن خزیمہ کے حوالے سے جو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے پیش کرتے ہیں اور

اس حدیث کو سب غیر مقلد مولوی صحیح کہتے ہیں۔ اس کی سند میں یہی عاصم بن کلیب ہے۔ تو اگر غیر مقلدوں کو عاصم بن کلیب پر اعتراض ہے کہ یہ ضعیف ہے یا کوئی اور اعتراض ہے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو بھی غیر مقلدوں کو ضعیف کہنا چاہیے مگر اس کو صحیح کہتے ہیں۔ اگر وہاں یہ ثقہ ہے تو پھر یہاں بھی ثقہ مانلو۔ نیز یحییٰ گوندلوی صاحب ص 84 پر لکھتے ہیں کہ حدیث نمبر 18 کے تحت اور اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔ لکھتے ہیں یہ حدیث دو اسناد کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے بقدر الحاجۃ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر راقم کے سامنے کوئی اعتراض نہیں آیا۔ (کتاب آئین بالجھر ص 84)

تو گویا یحییٰ گوندلوی صاحب کو عاصم بن کلیب پر کوئی اعتراض نہیں باقی وہابیوں کو بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث کے چھٹے راوی

(6) عبدالرحمن بن اسود:

ہیں، عبدالرحمن بن اسود بن یزید بن قیس النخعی ابو حفص فقیہ انہوں نے اپنے باپ اور علقمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت انس اور ابن الزبیر وغیرہم سے روایت کی ہیں اور ان سے حضرت ابواسحاق السبعمی، مالک بن مغول، عاصم بن کلیب اور امام اعمش اور دیگر لوگوں نے روایات کی ہیں۔

امام ابن معین، امام نسائی، امام عجلی اور ابن خراش نے عبدالرحمن بن اسود کو ثقہ کہا ہے اور ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگوں سے بہتر ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 339)

اس حدیث کے ساتویں راوی حضرت علقمہ ہیں۔

(7) حضرت علقمہ:

علقمہ بن قیس بن عبد اللہ بن مالک آپ کا نام ہے۔ آپ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے روایات بیان کی ہیں اور آپ سے حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عامر الشعمی، حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ اور دیگر کئی حضرات نے آپ سے روایات بیان کی ہیں۔

ابو طالب نے امام احمد سے بیان کیا ہے آپ ثقہ ہیں اور اہل خیر سے ہیں۔ عثمان بن سعید نے کہا ہے کہ میں نے امام ابن معین کو کہا کہ علقمہ اور ابو عبیدہ میں سے آپ کو زیادہ پیارا کون ہے تو انہوں نے کسی کو ترجیح نہیں دی۔ عثمان نے کہا دونوں ثقہ ہیں لیکن علقمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ امام ابن المدینی نے کہا کہ اعلم الناس بعد اللہ علقمہ کہ سب لوگوں سے زیادہ حضرت ابن مسعود کی حدیث کو جاننے والے حضرت علقمہ ہیں اور حضرت اسود وغیرہ۔ ملخصاً۔ الخ بقدر الحاجة۔

اس حدیث کے کل آٹھ راوی ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ سے لے کر حضرت علقمہ تک سات راویوں کی توثیق بیان ہو چکی ہے۔ اب اس حدیث کے آخری راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان ہوتے ہیں۔ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صادق

ثقتہ ہیں لیکن غیر مقلدین غیر مقلدیت کے نشہ میں دھت ہو کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراض کرتے ہیں۔ کبھی آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ سورہ والناس اور سورہ فلق کو قرآن کا حصہ نہیں سمجھتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپ رفع یدین بھول گئے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ دو آدمیوں کے ساتھ جماعت کس طرح کرتے ہیں۔ الغرض اپنی عادت سے مجبور ہو کر یہ بد عقیدہ لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراض کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اعتراضات کے جوابات آج سے کئی سال پہلے امام زبیلی جیسی شخصیات دے چکے ہیں لیکن یہ لوگ آج بھی اپنی ضد پر قائم ہیں۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(i) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ولقد علم اصحاب رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم انی
اعلمهم بكتاب الله ولو اعلم ان
احدا اعلم منی لرحلت الیہ.
(صحیح مسلم شریف 2 ص 293)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا ضرور اصحاب رسول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہے کہ میں اللہ
تعالیٰ کی کتاب کا سب سے بڑا عالم
ہوں اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے
زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں
ضرور اس کی طرف جاتا۔

(ii) حضرت مسروق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی ہر سورت کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور ہر آیت کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے بڑا عالم ہے۔ کتاب اللہ کا تو میں ضرور اس کی طرف سواری پر سوار ہو کر جاتا۔ (مسلم شریف 2 ص 293)

(iii) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن چار آدمیوں سے سیکھ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سب سے پہلے لیا۔

(مسلم شریف 2 ص 293 بخاری شریف 1 ص 531،

ترمذی شریف 2 ص 221)

(iv) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بغیر کسی مشورہ کے میں کسی کو امیر بناتا تو (حضرت) عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ (ترمذی شریف 2 ص 221)

(v) ترمذی میں مذکور ہے۔

ابن مسعود صاحب طہور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونعلیہ۔ (ترمذی 2 ص 221)

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرانے والے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین اقدس اٹھانے والے صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الغرض آپ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث و آثار میں بے شمار درج ہیں۔

ناظرین بآتمکین آپ نے اس حدیث کے تمام روایت کی ثقات پڑھی کہ اس حدیث کے جملہ روایات ثقہ مثبت حجت ہیں اور اس حدیث کے اکثر راوی بخاری شریف کے راوی ہیں جس کے متعلق ہم یحییٰ گوندلوی غیر مقلد کا ایک قول

پیش کرتے ہیں۔ گوندلوی صاحب کہتے ہیں کہ:
 ہر انصاف پسند کے لئے ضروری ہے کہ اُسے معلوم ہو کہ امام بخاری
 (علیہ الرحمۃ) کا اپنی صحیح میں کسی بھی راوی کی روایت کو بیان کرنا اس کی عدالت،
 صحت ضبط اور عدم غفلت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ بات ان راویوں کے بارہ میں ہے
 جن کی روایت وہ اصول میں لیتے ہیں۔

(کتاب آئین بالجہر مؤلف یحییٰ گوندلوی غیر مقلد وہابی ص 31)
 تو اب وہابیوں کو چاہیے کہ اس روایت کو بھی صحیح مان لیں جس کے اکثر
 راوی بخاری شریف کے ہیں جیسے حضرت علقمہ حضرت سفیان، حضرت وکیع وغیرہم۔
 اصولی لحاظ سے یہ روایت صحیح ہے اور اپنے مدلول میں صریح ہے جیسا
 کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضاحت کی یعنی نماز پڑھ کر
 دکھائی رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت کیا پھر نہیں کیا اور فرمایا یہ نماز رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

(۱) اس حدیث کو ترمذی نے کہا حسن ہے۔ (1 ص 59)

(۲) غیر مقلدوں کے امام ابن حزم ظاہری نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

(محلی ابن حزم 3 ص 4)

ابن حزم نے محلی میں اسی جلد 3 ص 4 مذکورہ پر اس حدیث کو دوبارہ صحیح
 کہا ہے اور کہا ہے۔

وان کان علی وابن مسعود
 رضی اللہ عنہما لا یرفعان۔
 اگرچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
 (محلی ابن حزم جلد 3 ص 4)

اس عبارت میں ابن حزم نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ حضرت علی شیر خدا باب علم و حکمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ اور ابن حزم کی تصحیح غیر مقلد مولوی عطاء اللہ امرتسری نے بھی نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو التعلیقات سلفیہ علی سنن النسائی ص 103 (۳) غیر مقلد مولوی عطاء اللہ امرتسری صاحب فرماتے ہیں۔

قد تکلم بناس فی ثبوت هذا
الحديث والقوی انه ثابت من
روایة عبدالله بن مسعود رضی
الله تعالیٰ عنه.
(التعلیقات سلفیہ 1 ص 123)

بعض لوگوں نے اس حدیث کے
ثبوت میں کلام کیا ہے لیکن قوی بات
یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
سے ثابت ہے۔ (دوسرے وہابیوں کو

بھی مان جانا چاہیے)

مولوی عطاء اللہ صاحب اسی صفحہ مذکورہ پر فرماتے ہیں۔

قد صححه بعض اهل الحديث
ضرور بعض اهل حدیث نے اس
حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(۴) غیر مقلدین کے ایک اور امام محدث احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

هذا الحديث صححه ابن حزم
وغیره من الحفاظ وهو حدیث
صحیح وما قالوه فی تعلیه لیس
بعلة.

احمد شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس
حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور کئی
حفاظ حدیث نے بھی اور یہ حدیث صحیح ہے
جو کچھ لوگوں نے اس کی علت بیان کی

ہے حقیقت میں یہ کوئی علت نہیں ہے

(جامع ترمذی تحقیق و شرح احمد شاہ ص 2 ص 41)

(۵) ایک اور وہابیوں کے محدث اور محقق ناصر الدین البانی صاحب فرماتے ہیں۔
والحق انه حديث صحيح
واسناده صحيح على شرط
مسلم ولم نجد لمن اعلمه حجة
يصلح التعلق بها ورد الحديث
من اجلها.
(مشکوٰۃ المصابیح محقق بتحقیق محمد ناصر
الدین البانی 1 ص 254)
حقیق بات یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح
ہے اور اس کی سند بھی مسلم کی شرط
کے مطابق صحیح ہے اور جن لوگوں نے
اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے ہمیں
ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس
سے استدلال صحیح ہو اور اس وجہ سے
حدیث رد کر دی جائے۔

(۶) امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے الآلی المصنوعہ 2 ص 19 پر اس
حدیث کی امام ابن قطان فاسی اور امام دارقطنی کی طرف سے تصحیح نقل کی ہے۔
اس حدیث کی تصحیح کرنے والے بہت سے ائمہ حدیث ہیں مگر ہم نے
غیر مقلدوں وہابیوں کے محدثوں سے اس حدیث کی صحت بیان کی ہے جیسے ابن
حزم، مولوی عطاء اللہ امرتسری، احمد شاہ صاحب، ناصر الدین البانی وغیرہ یہ سب
وہابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح حدیث ہے۔ اب تو وہابیوں کو مان لینا چاہیے کیونکہ
ان کے بڑوں نے بھی مان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث نمبر 2. حدیث ابن مسعود بروایت نسائی شریف
تعارف نسائی شریف:

امام نسائی کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام

۱ فائدہ: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد متعصب مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے تحفۃ
الاحوذی 2 ص 96 مطبوعہ بیروت لبنان پر حافظ وقتہ کہا ہے یعنی علامہ سیوطی اپنے وقت کے حافظ الحدیث ہیں

نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں۔ حافظ سیوطی زاہر الربی میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے فرمایا کہ کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیحہ ہیں البتہ بعض معلول ہیں اور جس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے اس کی کل احادیث صحیح ہیں۔ ملخصاً بقدر الحاجت۔

بعض مغار بہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے۔ بقدر الحاجت۔ (تذکرہ الحمدین ص 298) غیر مقلد وہابی نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں امام نسائی کے متعلق

کان امام فی الحدیث ثقة ثباتا کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حدیث حافظا۔
حافظا۔ کے امام ہیں ثقہ ثبت حافظ ہیں۔

(الھلہ فی ذکر صحاح ستہ ص 294)

امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ:

النسائی امام من ائمة المسلمين امام نسائی مسلمانوں کے اماموں سے ایک امام ہیں۔

ابو علی نیشاپوری نے فرمایا۔ النسائی امام فی الحدیث۔

امام تاج السبکی نے فرمایا کہ سنن میں نے اپنے شیخ ابو عبد اللہ الذہبی الجافظ سے اور سوال کیا میں نے ان سے کہ امام مسلم بن حجاج صاحب صحیح بڑے حافظ حدیث ہیں یا کہ امام نسائی؟ تو آپ نے فرمایا امام نسائی بڑے حافظ حدیث ہیں۔

(التعلیقات سلفیہ 1 ص 22)

حضرات گرامی قدر! آپ نے امام نسائی اور ان کی سنن نسائی کا مختصر تعارف پڑھا کہ امام نسائی مسلم امام حدیث ہیں اور ان کی سنن کتب حدیث میں

اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث اپنی سنن میں دو ثقہ سندوں سے ذکر کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سند سائی شریف، امام نسائی نے پہلے باب باندھا ہے۔

ترک ذلک یعنی رفع یدین کا چھوڑ دینا:

امام نسائی فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں کہا کہ آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھی۔ رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے نہیں کیا۔ اس حدیث کے کل آٹھ راوی ہیں۔ امام نسائی سے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد اللہ قال الا خبرکم بصلوة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم يعد۔
(نسائی شریف 1 ص 117)

امام نسائی کی توثیق ص 60 پر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ دوسرے راوی ہیں:

حضرت سوید بن نصر:

سوید بن نصر سوید المروزی ابو الفضل الطوسانی ویرف بالشاہ۔ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک امام ابن عینیہ وعلی بن حسین بن واقد۔ وابو عصمۃ و عبد الکبیر بن دینار الصانغ سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے امام ترمذی، امام نسائی نے روایت بیان کی ہیں اور امام نسائی نے محمد بن حاتم بن نعیم سے بیان کیا

ہے۔ (سويد بن نصر) ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔
 کان متقنا وقال مسلمة مروزي امام سويد بن نصر چکے امام ہیں اور مسلم
 ثقہ. روى عند البخارى و مسلم نے کہا آپ ثقہ ہیں کہ امام بخاری
 والنسائى كذا قال ابو سعد. اور مسلم اور نسائی نے آپ سے
 (ملخصاً تهذيب التهذيب 2 ص روایت بیان کی ہیں اسی طرح کہا امام
 ابو سعد نے۔ (261-260)

اس سند کے دوسرے راوی ہیں امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام عبداللہ بن مبارک بن واضح ابو عبدالرحمن المروزی احد الائمة حافظ
 ابن حجر عسقلانی نے آپ کے شیوخ اسماقندہ اور تلامذہ کی طویل فہرست بیان کی
 ہے۔ تفصیل کیلئے تهذيب التهذيب کی طرف رجوع فرمائیں۔
 امام ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک سے بڑھ کر کوئی علم کا
 طالب نہیں دیکھا۔

امام ابن مہدی نے کہا کہ ائمہ چارہ ہیں۔ امام ثوری، امام مالک، امام حماد
 بن زید، امام ابن المبارک۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن المبارک فقیہ عالم عابد زاہد شیخ شجاع شاعر
 امام المسلمین ہیں۔

ابن مہدی نے کہا میری آنکھوں نے ابن مبارک کی مثل نہیں دیکھا۔
 ابن الجنید نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن المبارک ثقہ ہیں۔
 وکان عالماً صحیح الحدیث. کہ آپ صحیح حدیث کے عالم ہیں۔

ابن سعد نے کہا کہ آپ ثقہ مامون حجت کثیر الحدیث ہیں۔ حاکم نے کہا کہ آپ اپنے زمانے کے امام ہیں۔

ملخصاً بقدر الحاجة۔ تہذیب التہذیب 3 ص 248 اس سند کے باقی روایات کی توثیق پہلی سند میں بیان ہو چکی ہے۔ حضرت سفیان کا ترجمہ ص 49 پر دیکھیں۔ عاصم بن کلیب کا ترجمہ ص 50 پر دیکھیں۔ عبدالرحمن بن اسود کا ترجمہ ص 51-52 پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت علقمہ کا ترجمہ ص 52-53 پر دیکھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ص 53-54 پر دیکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دوسری سند آپ نے ملاحظہ کی جو انتہائی صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ثبت اور اپنے اپنے زمانے کے امام ہیں۔ ایسی سنہری سند کے ہوتے ہوئے بھی اس حدیث کی صحت سے انکار کرنا آفتاب کا انکار ہے۔ یہ حدیث بھی درجہ صحیح کی حدیث ہے۔ اس حدیث کی تیسری سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری سند:

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس پر باب باندھا ہے۔

اس کے چھوڑنے میں رخصت باب کا ترجمہ:

اخبرنا محمود بن غیلان	حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت
المروزی حدثنا وکیع حدثنا	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سفیان عن عاصم بن کلیب عن	نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی
عبدالرحمن بن الاسود عن	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ

علقمة عن عبد الله انه قال الا
اصلى بكم صلوة رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم
فصلى فلم يرفع يديه الا مرة
واحدة.

دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی پس
رفع یدین نہیں کیا مگر ایک ہی بار۔
نسائی شریف 1 ص 120، اس
حدیث پاک میں حضرت محمود بن
غیلان المروزی کے علاوہ باقی روایت کی
گذشتہ صفحات پر توثیق بیان ہو چکی
ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔

محمود بن غیلان المروزی:

محمود بن غیلان المروزی العدوی ابو احمد المروزی ثقہ۔ ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی ہے۔ (تقریب التہذیب 2 ص 164)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب 5 ص 387 پر فرماتے ہیں کہ
اس راوی نے حضرت وکیع، ابن عیینہ، والنضر بن شمیم والفضل بن موسیٰ اور
عبدالرزاق اور یحییٰ بن آدم اور کئی محدثین سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے
روایات بیان کرنے والے امام ابو حاتم، ابو زرعینہ، ذہلی، ابو الاحوص، ابن ابی
الدنیا، ابن خزیمہ اور کئی حضرات ہیں۔ امام مروزی نے امام احمد سے بیان کیا ہے
کہ آپ نے فرمایا۔ میں اسے حدیث کے ساتھ جانتا ہوں اور یہ صاحب سنت
ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ ثقہ ہے۔ امام ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں
داخل کیا ہے۔ امام مسلم نے کہا مروزی ثقہ ہے (یعنی محمود بن غیلان المروزی)
ملخصاً بقدر الحاجة۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 387-388)

تو اس حدیث کی تیسری سند بھی انتہائی ثقہ اور اعلیٰ درجہ کی صحیح سند ہے تو

یہ حدیث بھی صحیح حدیث ہے۔

اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی سند: سنن ابوداؤد سے

مختصر تعارف امام ابوداؤد اور سنن ابوداؤد:

ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

کان احد حفاظ الحدیث۔ آپ حدیث کے اماموں میں سے

ایک ہیں۔

آپ نے سنن کو جمع کیا اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پیش کیا تو

حضرت امام احمد نے سنن کو بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی۔ کہا گیا ہے کہ آپ حنبلی ہیں یا شافعی ہیں۔

امام حافظ موسیٰ بن ہارون نے کہا کہ امام ابوداؤد دنیا میں صرف پیدا ہی

حدیث کے لئے ہوئے ہیں اور آخرت میں جنت کے لئے اور میں نے آپ سے

کوئی افضل نہیں دیکھا۔ ملخصاً بقدر الحاجت۔ (الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 288)

امام ذہبی علیہ الرحمۃ تذکرۃ الحفاظ 2 ص 127 پر فرماتے ہیں کہ امام محمد

بن اسحاق صغانی نے کہا کہ امام ابوداؤد کے لئے حدیث کو آسان کر دیا گیا ہے

جس طرح لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا گیا تھا اور اسی طرح حضرت

ابراہیم الحربی نے کہا: امام ابوداؤد دنیا میں پیدا ہی حدیث کے لئے ہوئے ہیں۔

امام ابن داسہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں نے امام ابوداؤد سے سنا ہے کہ

آپ نے فرمایا ہے۔

ذکرت فی کتابی الصحیح وما
یشبهه وما یقاربہ۔
کہ میں نے اپنی اس کتاب میں صحیح
احادیث ہی بیان کی ہیں یا صحیح کے
مشابہ یا صحیح کے قریب اور جس میں
میں نے کوئی کمزوری دیکھی اُسے بیان
کر دیا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نے کہا کہ ابو داؤد امام حدیث ہے اپنے زمانے میں۔
حضرت زکریا ساجی نے کہا:

کتاب اللہ اصل الاسلام و سنن
ابی داؤد عہد الاسلام۔
کہ کتاب اللہ تو اسلام کا اصل ہے
اور سنن ابو داؤد عہد اسلام ہے۔

امام ابو داؤد نے کہا کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سے سنن کا انتخاب کیا
ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجة۔ (تذکرہ الحفاظ للذہبی الامام 2 ص 127-128)

الغرض امام ابو داؤد مُسَلَّم امام ہیں اور سنن ابو داؤد اسلام میں اہم حیثیت
رکھتی ہے۔ امام ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو دو ثقہ سندوں
سے بیان کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے باب باندھا ہے۔ باب من لم یدکر الرفع
عند الركوع۔ کہ جس نے رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہ کیا۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبہ نا
وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی
ابن کلیب عن عبدالرحمن بن
الاسود عن علقمة قال قال
عبداللہ بن مسعود الا اصلی
بکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ
ترجمہ وہی کچھلی حدیث والا ہے۔ اس
میں ابو داؤد پہلے راوی ہیں اور وہ ثقہ
ثبت امام حدیث ہیں جیسے کہ گذشتہ
سطور میں مذکور ہے۔

تعالیٰ علیہ وسلم قال فصلی فلم
یرفع یدیه الامرة.

دوسرے راوی:

عثمان بن ابی شیبہ ہیں:

ابو الحسن احدائمة الحدیث الاعلام کا خیہ ابی بکر۔ امام
ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کے بڑے اماموں سے ایک ہے۔ اپنے بھائی ابو بکر
بن ابی شیبہ کی طرح امام ذہبی لکھتے ہیں کہ وقد اعتمده الشیخان فی
صحیحہما امام ذہبی کہتے ہیں اس راوی پر بخاری اور مسلم نے اعتماد کیا ہے اپنی
اپنی صحیح میں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں تو خیر ہی
جانتا ہوں اور اس کی تعریف فرمائی۔ امام یحییٰ نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے مامون
ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجة۔ (میزان الاعتدال 3 ص 35-37)

عثمان بن ابی شیبہ بھی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم نے اس پر اعتماد کیا ہے۔
تو غیر مقلدین کو بھی چاہیے کہ وہ اس راوی پر اعتماد کریں۔ فافہم وتدبر۔
عثمان بن ابی شیبہ کے سوا باقی سب راویوں کو توثیق ہو چکی ہے۔ سطور
مذکورہ میں دیکھیں یعنی باقی سب راوی وہی ہیں۔

حدیث ابن مسعود کی یا نچویں سند:

حدثنا الحسن بن علی نامعاویة
وخالد بن عمرو. و ابو حذيفة
قالوا ناسفیان باسنادہ بهذا قال
ترجمہ وہی ہے۔ اس سند میں امام
سفیان سے روایت کرنے والے تین
آدمی ہیں اور ان تینوں سے روایت

فرفع یدیه فی اول مرة وقال
بعضہم مرة واحدة.
کرنے والے امام ابو داؤد کے استاد
امام حسن بن علی ہیں۔ سفیان سے آخر
تک راویوں کا ترجمہ گذشتہ صفحات
میں دیکھیں۔

اب دوسرے راویوں کا ذکر ہوتا ہے۔

حسن بن علی:

بن راشد الواسطی، عن ابی الاحوص وھیثم وعنه ابو داؤد وزکریا الساجی۔
انہوں نے ابو الاحوص اور ہیثم وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے امام ابو داؤد
اور زکریا ساجی نے روایت بیان کی ہے۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ مورخ واسط یحثل نے کہا کہ یہ ثقہ ہے اور امام
حبان نے کہا۔ مستقیم الحدیث ہے اور امام ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی
منکر چیز نہیں دیکھی۔ (میزان الاعتدال 1 ص 506)

باقی تین راویوں نے حضرت سفیان سے مل کر یہ حدیث بیان کی ہے
اور امام ابو داؤد نے اس پر بھی سکوت کیا ہے اور امام ابو داؤد جس حدیث پر سکوت
کریں وہ حدیث ان کے نزدیک صالح حدیث ہوتی ہے۔ لہذا اس سے پہلے والی
حدیث کی طرح یہ سند بھی صحیح سند ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی سند:

مسند امام احمد بن حنبل سے:

حدثنا عبد الله حدثني ابي حدثنا
وكيع حدثنا سفيان عن عاصم
بن كليب عن عبد الرحمن بن
الاسود عن علقمة قال قال ابن
مسعود الا اصلى لكم صلاة
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم قال فصلى فلم يرفع يديه
الامرة.

حضرت علقمہ نے کہا کہ فرمایا حضرت
عبداللہ بن مسعود نے کیا میں تمہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز
پڑھ کر دکھاؤں۔ پھر آپ نے نماز پڑھی
اور رفع یدین صرف ایک ہی بار کیا (یعنی
پھر نہ کیا) اس حدیث کے رواۃ امام وکیع
سے لے کر آخر تک بیان ہو چکے وہی
راوی ہیں سوائے امام احمد بن حنبل کے
اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کے۔

(مسند امام احمد 1 ص 387)

ان دونوں اماموں کی توثیق بیان ہوتی ہے۔ پہلے راوی ہیں امام احمد

کے صاحبزادے۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 477)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن احمد نے کہا جب

میں کہوں کہ میرے باپ نے کہا تو وہ حدیث دو یا تین مرتبہ میں نے اپنے باپ

سے سنی ہوتی ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں۔ انہوں نے سارا مسند اپنے باپ یعنی امام

احمد سے سنا ہے اور مسند میں تیس ہزار احادیث مبارکہ ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ

میرا بیٹا عبداللہ محفوظ ہے اور علماء حدیث میں سے ہے۔ خطیب نے کہا:

کان ثقة ثبتا فهماً. یہ راوی ثقہ ثبت ہے سمجھدار ہے۔

امام نسائی نے کہا ثقہ ہے۔ امام دارقطنی سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ ثقہ

ہے۔ ابوبکر خلال نے کہا کہ عبداللہ صالح آدمی ہے سچا ہے کثیر الحیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 95, 96)

دوسرے راوی امام احمد بن حنبل ہیں:

ان کی توثیق کے لئے اتنا ہی کافی ہے یہ امام بخاری و مسلم، ابوداؤد وغیرہ

کے استاذ حدیث ہیں۔ ان کی امامت پر اجماع ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ ابو عبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل المروزی۔

احد الائمة ثقة حافظ فقیہ، آپ ائمہ میں سے ایک ہیں ثقہ حافظ

حجة۔ فقیہ حجت ہیں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 44)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب 1 ص 49 تا 51 تک آپ کی

شان بیان کی ہے۔

امام یحییٰ بن آدم نے کہا امام احمد ہمارے امام ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں۔ میں بغداد سے نکلا تو آپ سے زیادہ فقیہ متقی و اہد میں نے نہیں

چھوڑا۔ عبداللہ الخریبی کہتے ہیں۔

کان افضل زمانہ. آپ اپنے زمانے میں سب سے افضل ہیں۔

امام عجل نے کہا آپ ثقہ ثبت فی الحدیث ہیں۔ ابوثور نے کہا احمد

ہمارے شیخ اور امام ہیں۔ (ملخصاً بقدر الحاجة)

امام نسائی کہتے ہیں آپ ثقہ مامون ہیں۔ الغرض بے شمار حدیث کے اماموں نے آپ کو اپنا امام اور شیخ مانا ہے اور آپ کی ثقات کو بیان کیا ہے۔

آپ کی مسند کے بارے میں:

جو کہ مسند امام احمد کے نام سے مشہور ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں اس مسند میں تیس ہزار احادیث ہیں۔ شیخ الحدیث شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان الحدیث میں فرماتے ہیں کہ جب آپ نے مسند لکھا تو اپنی اولاد کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ جب کبھی کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہو کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا کہ نہیں تو میرے مسند کی طرف رجوع کرو۔ اگر اس میں پاؤ تو سمجھو یہ حدیث رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (بالفاظ متقاربہ)

(بستان الحدیث ص 53، 54)

غیر مقلدین کے امام مستند معتبر مولوی شوکانی صاحب نیل الاوطار شرح منتهی الاخبار کے جلد اول مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

کل ماکان فی المسند فہو مقبول
کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول
ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتهی الاخبار 1 ص 20)

یہی بات امام اجل سید علی متقی حنفی علیہ الرحمۃ نے کنز العمال 1 ص 19 پر فرمائی ہے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی طرف سے۔ پیشی نے کہا۔

ان مسند احمد اصح صحیحان غیرہ۔
کہ مسند امام احمد تمام کتابوں سے
زیادہ صحیح ہے۔

(نیل الاوطار 1 ص 20)

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ اس حدیث کو کتنے جلیل القدر اماموں نے ثقہ صحیح سندوں کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور یہ حدیث کس بلند پایہ کی حدیث ہے۔ اصولی طور پر حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

اس حدیث صحیح کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مشند شریف میں دو جگہ ذکر کیا ہے۔ ایک سابقہ حوالہ اور دوسرا 1 ص 439 پر بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔
حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساتویں سند:

مصنف ابن ابی شیبہ کی سند:

ترجمہ وہی سابق حدیث والا۔ اس سند میں سوائے ابن ابی شیبہ کے باقی تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے ہیں وہیں دیکھیں۔

حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الله بن الاسود عن علقمة عن عبد الله قال الا اريكم صلوة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلم يرفع يديه الا مرة.

مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 باب من كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود.

ابن ابی شیبہ کی توثیق ملاحظہ کریں۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ:

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ:

الحافظ الكبير الحجة حدث
عنه احمد بن حنبل و البخارى
وابو القاسم البغوى والناس.
و وثقه الجماعة.

آپ حافظ کبیر اور حجت ہیں۔ امام
بخاری اور احمد بن حنبل کے استاد ہیں
اور محدثین کی ایک پوری جماعت نے
آپ کو ثقہ کہا ہے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 490)

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن ابی
شیبہ ثقہ صاحب تصانیف ہیں۔ (تقریب التہذیب 1 ص 528)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کا کافی طویل ترجمہ کیا ہے۔
تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں کہ: امام احمد نے فرمایا ابو بکر بن ابی شیبہ صدوق
ہے یعنی سچا ہے۔ امام عجلی نے کہا آپ ثقہ ہیں۔

و کان حافظا للحديث. کہ آپ حدیث کے حافظ ہیں۔

امام ابو حاتم اور امام ابن خراش نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام ابن معین
نے کہا۔

ابو بکر عندنا صدوق. کہ ہمارے نزدیک ابو بکر سچے راوی ہیں۔
امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام ابن قانع نے
کہا آپ ثقہ مثبت ہیں۔

آخر میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے آپ سے
تیس حدیثیں روایت کی ہیں جبکہ امام مسلم علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار پانچ سو
چالیس احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 252)

قارئین کرام!

غور فرمائیں کتنے جلیل القدر اماموں نے اس عدم رفع یدین کی حدیث کو اپنی اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے تو جب سند صحیح ثقہ ہے تو پھر انکار کیوں ہے۔
حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آٹھویں سند:

مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند امام اعظم کی سند:

ابو حنیفة وحدثنا حماد عن	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
ابراہیم عن علقمة والاسود عن	عنہ فرماتے ہیں کہ لے شک رسول اللہ
ابن مسعود. ان رسول اللہ صلی	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں رفع یدین
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا	کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے اور
یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة	پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
ولا یعود لشنی من ذلك.	(مسند امام اعظم 1 ص 352)

اس حدیث پاک کی سند میں مذکور، راوی حضرت ابراہیم نخعی بخاری شریف کے راوی ہیں اور ان کی امامت پر اتفاق ہے۔

حضرت علقمہ کا ترجمہ ص 53 پر ملاحظہ کریں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بھی بیان ہو چکے۔ ویسے ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ بن مسعود۔ اتنی سند بخاری شریف میں کئی مقامات پر واقع ہے۔

اس حدیث کے پہلے راوی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ آپ امام اعظم فقیہ عراق ہیں۔ نعمان آپ کا نام ہے ثابت آپ کے والد کا نام ہے۔ اسی ہجری

میں ولادت ہوئی۔ 150 ہجری میں وصال ہے۔ حضرت انس بن مالک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کئی بار آپ نے زیارت کی ہے۔ آپ حضرت عطا، نافع، عبدالرحمن بن ہرمز، عدی بن ثابت، سلمہ بن کھیل، ابو جعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار اور ابواسحاق وخلق کثیر کے آپ شاگرد ہیں۔

آپ کے شاگردوں میں امام زفر بن ہذیل، داؤد طائی، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح الجامع، ابو مطیع بلخی اور کئی لوگ شامل ہیں۔ آپ نے امام حماد بن ابی سلیمان سے فقہ حاصل کی اور آپ کے شاگردوں میں جو حدیث میں شاگرد ہیں۔ حضرت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن صلت، ابو عاصم، امام عبدالرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، ابو عبدالرحمن المقرئ شامل ہیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ آپ:

كان اماما ورعا عالما عاملا
متعبدا كبير الشان.
کہ آپ امام متقی عالم عامل عبادت گزار اور بہت بڑی شان والے ہیں

یزید بن ہارون سے پوچھا گیا کہ امام ثوری بڑے فقیہ ہیں یا امام ابو حنیفہ۔ تو آپ نے فرمایا امام ابو حنیفہ بڑے فقیہ ہیں۔
امام ابن المبارک نے فرمایا۔

ابو حنیفہ افعہ الناس قال
الشافعی الناس عیال فی الفقه
علی ابی حنیفہ.
کہ آپ سب لوگوں سے بڑے فقیہ ہیں۔ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔

یزید بن ہارون نے کہا میں نے آپ سے بڑا پرہیزگار اور عقلمند نہیں دیکھا۔
امام ابن معین سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

لا باس به لم یکن یتهم۔ کوئی حرج نہیں انہیں کبھی تہمت نہیں لگائی گئی۔
امام ابو داؤد نے فرمایا۔

رحم اللہ ان ابا حنیفہ کان اماما۔ آپ نے فرمایا اللہ رحمت کرے بے
شک ابو حنیفہ امام ہیں۔

امام ذہبی آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے
مناقب پر ایک علیحدہ جو بھی لکھی ہے۔ اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ ہیں جو تابعی اور جلیل القدر کبیر الشان امام ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہ نعمان بن
ثابت جلیل القدر امام، امام اعظم کے لقب سے ملقب ہیں۔ الخ

بحر العلوم تھے اور حجت قاطعہ کے مالک تھے۔ امام مالک سے امام
صاحب کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر اس
سے کہا جائے کہ اس ستون کو سونے کا ثابت کر دے تو بے شک ثابت کر کے
رہے گا۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

فقہ میں سب لوگ امام ابو حنیفہ کے دست نگر ہیں۔ فصیح اللسان، اعلیٰ
اخلاق، فیاض، بردبار بلند آواز تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص 282)

جسے امام صاحب کے زیادہ فضائل درکار ہوں وہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا
تبلیغ الصحیفہ۔ ابن حجر مکی کی الخیرات الحسان۔ ابن کثیر کا البدایہ والنہایہ۔ خوارزمی
کی جامع المسانید کی طرف رجوع کریں۔ اس حدیث کے دوسرے راوی:

امام حماد ہیں:

حماد بن ابی سلیمان الکوفی۔

احمد ائمة الفقهاء سمع انس بن مالک وتفقه بابراهيم النخعي قال ابن عدی لاباس به. قال ابن معین ثقہ قال ابو حاتم صدوق. (میزان الاعتدال ص 595)

ائمہ فقہاء میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع کیا ہے اور آپ نے فقہ ابراہیم نخعی سے حاصل کی ہے۔ ابن عدی نے کہا لاباس بہ۔ کوئی حرج نہیں ان کے ساتھ امام ابن معین نے کہا آپ ثقہ ہیں۔ امام ابو حاتم نے کہا آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یہ سچے ہیں اور فقیہ ہیں۔

صدوق و فقیہ۔

(تقریب التہذیب 1 ص 238)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ:

امام ذہبی فرماتے ہیں۔ آپ عراق کے فقیہ ہیں۔

کان من العلماء الاخلاص. آپ صاحب خلوص علماء میں سے ہیں۔

امام عمش نے کہا۔

کان ابراہیم صیرفیا فی الحدیث. کہ آپ حدیث کو بڑا پرکھنے والے تھے۔

حضرت امام شعبی علیہ الرحمۃ کو جب آپ کے وصال کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے۔ ابراہیم نخعی نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

حضرت عبدالملک بن ابی سلیمان نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

تستفتونی و فیکم ابراہیم
النخعی.
سعید بن جبیر فرماتے تھے کہ تم مجھ سے
مسائل پوچھتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم
نخعی موجود ہیں۔

(ملخصاً تذکرہ الحفاظ 1 ص 59)

اس حدیث کے بقیہ رواۃ کی توثیق گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے وہاں
ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نویں سند:
سنن کبریٰ بیہقی:

اس کی سند پر امام بیہقی نے کسی قسم کی
کوئی کلام نہیں کی۔ جس سے ظاہر ہے
کہ امام بیہقی کے نزدیک اس کی سند
میں کوئی قباحت نہیں ورنہ امام بیہقی
علیہ الرحمۃ ضرور اس کی سند پر بھی
گفتگو کرتے۔ اس سند میں مذکور روی
وکیع سے لے کر آخر تک کے حالات
گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے
ہیں۔ امام وکیع سے پہلا راوی۔

اخبرنا ابو طاهر الفقیہ انبانا ابو حامد
بن بلال انبا محمد بن اسماعیل
الاحمسی ثنا وکیع عن سفیان عن
عاصم یعنی ابن کلیب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة
قال قال عبداللہ یعنی ابن مسعود لا
صلین بکم صلوة رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فصلی
فدم یرفع یدیہ الامرة

واحدة. (سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 78)

محمد بن اسماعیل حمسی:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ محمد بن اسماعیل حمسی ابو جعفر السراج ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب 2 ص 55)
اس سے نچلا راوی ہے۔

ابو حامد بن بلال:

اور اس سے پہلا راوی ابو طاہر فقیہہ ہے جو امام بیہقی کا استاد محترم ہے۔
الغرض اصل سند تو کجج سے ہے جن کی توثیق نقل ہو چکی ہے۔
حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دسویں سند:
سنن کبریٰ بیہقی سے:

امام بیہقی فرماتے ہیں:

رواہ محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ (اخبرنا) ابو عبد اللہ الحافظ ثنا محمد بن صالح بن ہانی ثنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو کسی نے بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس سند کے تمام روایت گذشتہ صفحات میں مذکور سوائے محمد بن جابر

ابراہیم بن محمد بن مخلد العزیر کے۔ اب محمد بن جابر کا ترجمہ ملاحظہ
ثنا اسحاق بن ابی اسرائیل ثنا فرمائیں۔

محمد بن جابر فذکرہ۔ (سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 80)

یہ حدیث دارقطنی میں بھی موجود ہے۔ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی
صرف محمد بن جابر پر ہی اعتراض کیا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ اس لئے محمد بن جابر
کے متعلق ہی بیان کرتے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ بعض حضرات نے محمد بن جابر پر جرح کی ہے لیکن اسے
صدوق اور ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ باقی رہی جرح کی بات تو جرح تو
بخاری اور مسلم شریف کے بعض راویوں پر بھی موجود ہے۔

علامہ نوربخش تو کلی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب امام ابوحنیفہ پر اعتراضات
کے جوابات میں تقریباً بخاری شریف کے اسی رواۃ پر جرح کی ہے۔ اسی طرح
مسلم شریف کے بعض راویوں پر بھی جرح موجود ہے۔ امام ابن معین نے امام
شافعی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت کی حدیث قبول نہیں کی۔ تو راویوں پر جرح کے
باوجود اگر بخاری مسلم میں ان سے احتجاج جائز ہے تو محمد بن جابر کے ساتھ بھی
احتجاج جائز ہے جبکہ اسے ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابن ترکمانی جو ہر نقی علیٰ بیہقی:

میں فرماتے ہیں۔ امام بیہقی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ میں

۱۔ فائدہ: غیر مقلدین کے مدوح علامہ عبدالحی لکھنوی صاحب اپنی کتاب فوائد السہیۃ ص 123 پر لکھتے
ہیں کہ علامہ ابن ترکمانی امام عالم شیخ کامل محقق مدقق علوم عقلیہ و نقلیہ میں تبحر ہیں حدیث و تفسیر میں ید طولیٰ
رکھتے ہیں پھر لکھتے ہیں۔ کان اماما فی الفقہ والاصول والحدیث یعنی آپ فقہ و اصول و حدیث میں
مسلم امام ہیں۔۔۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں۔ وکان شدید المحبة للحدیث اہلہ کہ آپ حدیث اور
محدثین سے شدید محبت کرتے تھے۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

کہتا ہوں امام ابن عدی نے ذکر کیا ہے کہ امام اسحاق یعنی ابن ابی اسرائیل فضیلت دیتے تھے محمد بن جابر کو شیوخ کی ایسی جماعت پر جو ان سے افضل اور اوثق سے جبار محدثین نے روایت کی ہے جیسے امام ایوب، ابن عون ہشام بن حسان، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ امام شعبہ وغیرہ نے تو اگر محمد بن جابر اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو یہ جلیل القدر امام ان سے کبھی روایت نہ کرتے، اور امام فلاس نے کہا صدوق، یعنی محمد بن جابر سچا ہے یعنی جھوٹ نہیں بولتا اور امام ابن حبان نے اور محمد بن جابر کو ثقات میں داخل کیا۔ (جوہر نقی علی البیہقی ص 2 ص 78)

امام ابن حجر فرماتے ہیں سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ اس کی کتابیں ضائع ہو گئی تھیں۔ حافظہ میں خرابی ہو گئی تھی۔ تلقین قبول کر لیا کرتے تھے اور امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لہیعہ پر ترجیح دی ہے۔

(تقریب التہذیب 2 ص 61)

اب دیکھئے امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لہیعہ پر فوقیت دی ہے کہ ابن لہیعہ سے یہ جابر اچھا ہے۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا امام حدیث احمد شاہ صاحب شرح ترمذی میں ابن لہیعہ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ احمد شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

عبدالله بن لہیعہ بن عقبہ الخافقی ابو عبدالرحمن المصری القاصی الفقیہ وهو ثقة صحیح الحدیث وقد تکلم فیہ کثیرون بغیر حجة من جهة حفظہ وقد تتبعنا کثیرا من حدیثہ وتفہمنا کلام العلماء

فیہ: فتر جرح لدنیا انه صحیح الحدیث.

(جامع ترمذی تحقیق و شرح احمد شاہ 1 ص 16)

اس عبارت میں غیر مقلد احمد شاہ صاحب نے ایک مرتبہ ابن لھیعہ کو ثقہ کہا اور دو مرتبہ صحیح الحدیث کہا۔ اور سطور بالا میں آپ نے ابن حجر کے حوالہ سے پڑھا کہ امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لھیعہ پر فوقیت دی ہے تو محمد بن جابر زیادہ ثقہ ہوا اور بدرجہ اولیٰ اس کی حدیث صحیح حدیث ہے۔ فافہم و تدبر۔

حافظ ابن حجر نے کہا ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ میرے باپ سے سوال کیا گیا محمد بن جابر اور ابن لھیعہ کے متعلق تو میرے باپ نے کہا محلہما الصدق یعنی مقام دونوں کا صدق ہے یعنی دونوں ہی سچے ہیں لیکن ابن لھیعہ کی نسبت مجھے محمد بن جابر زیادہ پیارا ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 59)

امام ابن حجر کہتے ہیں کہ امام زہلی نے کہا۔

لاباس بہ۔ یعنی اس کی قبول حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

دارقطنی نے کہا وہ اور اس کا بھائی قریب ہے کہ ضعیف ہوں کہا گیا دارقطنی کو کیا یہ متروک ہیں۔ تو دارقطنی نے کہا نہیں۔

بل یعتبر بہما۔ بلکہ یہ دونوں معتبر ہیں۔ (یعنی لائق احتجاج ہیں)

(تہذیب التہذیب 5 ص 60)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اگرچہ بعض اماموں نے محمد بن جابر پر جرح کی ہے لیکن اسے صدوق، معتبر، لاباس بہ اور ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں پھر یہ حدیث تو بطور متابع کے پیش کی ہے۔ فن حدیث کے جاننے والوں پر مخفی نہیں کہ ایسا راوی بطور متابع لائق احتجاج ہے۔

(فافہم و تدبر ولا تکن من المتعصبین)

تو معلوم ہوا کہ محمد بن جابر ثقہ راوی ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں سند:

گیارہویں سند طحاوی شریف سے:

امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین پہلی بار کرتے تھے تکبیر افتتاح کے وقت پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

(طحاوی شریف 1 ص 162)

اس حدیث شریف کے پہلے راوی امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ ہیں۔

امام طحاوی کا تعارف:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ الطحاوی الامام الحافظ صاحب التصانیف البدیعة ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ پھر امام ذہبی نے آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی کثیر تعداد بیان کی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

قال ابن یونس ولد سنة وثلاثین ومائتین وکان ثقة ثبنا فقیہا عاقلا لم یخلف مثله۔

امام ابن یونس نے کہا کہ طحاوی ثقہ ثابت فقیہ عاقل ہے۔ اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی الامام 3 ص 21)

غیر مقلد و ہابیوں کے مدوح اور مشہور مورخ مفسر علامہ ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنہایہ میں امام طحاوی کا ترجمہ خوب نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔
امام طحاوی مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں یہ حدیث کی روایت میں ثقہ ثابت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(البدایہ والنہایہ مترجم 11 ص 421)

قارئین کرام! اس حدیث کے پہلے راوی امام طحاوی ہیں جو جلیل القدر امام اور عظیم محدث ہیں۔ امام جرح و تعدیل ذہبی نے انہیں ثقہ ثابت فقیہہ کہا۔ اسی طرح علامہ ابن کثیر نے امام طحاوی کو حدیث کی روایت میں ثقہ کہا ہے۔
پس ثابت ہوا کہ امام طحاوی ثقہ ثابت اور حجت ہیں۔

ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ ابو سعید بن یونس نے کہا کہ امام طحاوی ثقہ ثابت فقیہ عاقل ہیں۔ اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا۔ امام مسلم بن قاسم اندلسی نے فرمایا کہ طحاوی ثقہ جلیل القدر فقیہ البدن عالم ہیں۔

محمد بن اسحاق الندیم نے فہرست میں کہا کہ طحاوی اپنے زمانے کے امام یکتا ہیں۔
(لسان المیزان ص 276-277)

غیر مقلدین کا سب سے بڑا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے الجامع الفرید میں لکھا ہے جو کہ اس کے آٹھ رسائل کا مجموعہ ہے جس کا ترجمہ عطاء اللہ ثاقب نے کیا ہے اس میں امام طحاوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آپ بہت بڑے امام محدث فقیہ اور محافظ دین کہلائے۔ امام طحاوی ثقہ جید عالم فقیہ اور ایسے دانشمند انسان تھے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ امام ذہبی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں امام طحاوی بہت بڑے فقیہ محدث حافظ معروف شخصیت ثقہ راوی جید عالم اور زیرک انسان تھے۔

حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے ہے کہ طحاوی جید عالم اور بلند پایہ محدث تھے۔ (الجامع الفرید ص 104-105)

جو آپ پر طعن کرتے ہیں وہ متعصب ضدی جاہل ہیں یعنی غیر مقلدین خواہ مخواہ امام طحاوی پر طعن کرتے ہیں۔ اس سند کے دوسرے راوی ہیں امام ابن ابی داؤد، شیخ الطحاوی۔

ابن ابی داؤد: ابراہیم بن ابی داؤد۔

قال العلامة العینی فی نخب الافکار هو ابراہیم بن سلیمان بن داؤد ابو اسحق الاسدی المعروف بالبوس قال ابن عساکر کان ثقة من حفاظ الحدیث۔ امام علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابن ابی داؤد کو امام ابن عساکر نے کہا ہے کہ آپ ثقہ ہیں اور حفاظ حدیث میں بہت بڑے حافظ ہیں۔

(شرح معانی الآثار بمع رجال طحاوی 1 ص 10)

ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ امام طحاوی کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سمع الکثیر ایضا من ابراہیم بن ابی داؤد و کان من الحفاظ المکثرین۔ کہ طحاوی نے کثیر حدیثیں ابراہیم بن ابی داؤد سے سماعت کی ہیں اور وہ حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(لسان المیزان 1 ص 275)

اس سند کے تیسرے راوی نعیم بن حماد ہیں۔

نعیم بن حماد:

نعیم بن حماد الخزاعی: احد الائمة الاعلام امام ذہبی کہتے ہیں: وثقه احمد کہ امام احمد نے کہا کہ نعیم بن حماد ثقہ ہے۔

وروی ابراہیم بن الجنید من ابن ابراہیم بن جنید نے امام ابن معین معین ثقہ سے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں۔

امام احمد عجلی نے کہا:

ثقة صدوق. یعنی ثقہ ہے سچا ہے۔ (میزان الاعتدال 4 ص 267-268)

اس سند کے باقی روایات کی توثیق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت جو کہ سوائے افتتاح نماز کے رفع یدین کے عدم پر صریح ہے اور اپنے مدلول میں واضح ہے، یہ روایت اصول حدیث کے اعتبار سے صحیح حدیث ہے۔ باقی روایات گذشتہ صفحات پر مذکورہ ہیں۔

اب اس حدیث کی بارہویں سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارہویں سند:

امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا يحيى بن يحيى قال ثنا وكيع عن سفيان فذكر مثله باسنادہ.

امام طحاوی فرماتے ہیں ہمیں حدیث سنائی محمد بن نعمان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی یحییٰ بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی وکیع نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی وکیع نے انہوں نے سفيان سے اوپر والی سند اور حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

(طحاوی شریف ص 162)

(یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہ کرتے)

اس سند کے پہلے راوی امام جعفر طحاوی ہیں جن کی توثیق بیان ہو چکی

ہے۔ دوسرے راوی محمد بن نعمان ہیں ان کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن نعمان:

محمد بن نعمان بن بشیر
المقدسی ثقة، من شیوخ ابی
عوانة والطحاوی.
(تقریب التہذیب 2 ص 140)
حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں کہ محمد بن نعمان یہ راوی
ثقة ہے اور امام ابو عوانہ اور امام طحاوی
کا استاد ہے۔

اس سند کا تیسرا راوی یحییٰ بن یحییٰ

یحییٰ بن یحییٰ:

امام بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے
روایت کی ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ ثقة ہے۔
امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ یہ راوی عبدالرحمن بن مہدی سے
بھی زیادہ ثقة ہے۔

وہو امام لاہل الدنیا۔ کہ یہ دنیا کا امام ہے۔

کہ محمد بن اسلم طوسی نے کہا خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں
حدیث کس سے لکھوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”یحییٰ بن یحییٰ سے
حدیث لکھو“۔

عباس بن مصعب کہتے ہیں، آپ ثقة ہیں۔

امام نسائی نے کہا آپ ثقة ہیں مثبت ہیں، پھر کہا ثقة مامون ہیں۔ ابن
حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ قتیبہ بن سعید نے کہا یحییٰ بن یحییٰ نیک

آدی ہے اور ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہے۔

امام حاکم نے کہا کہ میں نے ابوعلی نیشاپوری سے سنا فرماتے تھے۔

ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا کہ میں شدید غم میں مبتلا تھا کہ اس دوران خواب میں مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یحییٰ بن یحییٰ کی قبر پر جا اور استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔ ابوعلی نیشاپوری فرماتے ہیں کہ جب میں نے صبح کی میں نے اسی طرح کیا۔ میری حاجت پوری ہو گئی۔

كنت في غم شديد فرأيت النبي صلي الله تعالى عليه وسلم في المنام كأنه يقول لي. صرالي قبر يحيى بن يحيى واستغفر وسل تقضى حاجتك فاصبحت ففعلت ذلك فقضيت حاجتي. (تهذيب التهذيب ص 188-189)

قارئین! آپ نے دیکھا کہ اس سند کے راوی کتنے ثقہ مثبت اور کس شان کے راوی ہیں۔ اس سے آگے حضرت وکیع ہیں۔

وکیع سے لے کر سند کے آخر تک گذشتہ صفحات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تو اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ترین حدیث ہے۔ اب اس حدیث کی تیرھویں سند ملاحظہ فرمائیں۔ المدونۃ الکبریٰ سے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیرھویں سند:

وکیع عن سفیان عن عاصم عن حضرت علقمہ اور حضرت اسود دونوں

نے فرمایا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں تو پھر آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف ایک ہی بار کیا ہے۔

(یعنی ابتداء نماز کے وقت)

عبدالرحمن بن الاسود عن الاسود وعلقمه قالا قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلاة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیه الامرة۔

(المدونۃ الکبریٰ 1 ص 69)

اس حدیث کے پہلے راوی خود امام عبدالرحمن بن قاسم ہیں جو کہ ابن القاسم کے نام سے مشہور ہیں۔ فقہ مالکی کے امام اجل امام کبیر اور ثقہ ہیں۔

امام ابن القاسم:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن قاسم بن خالد بن جنادہ العتقی۔

امام ابن القاسم مصری فقیہ ہیں۔ آپ نے امام مالک سے حدیث بھی روایت کی ہے اور مسائل بھی۔ امام ابو زرعة نے کہا آپ ثقہ راوی ہیں صالح آدمی ہیں۔ امام نسائی امام حاکم امام خطیب امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا کہ آپ ثقہ مامون راوی ہیں۔

(ملخصاً تہذیب التہذیب 3 ص 409)

ابو عبداللہ المصری الفقیہ روی عن مالک الحدیث والمسائل قال ابو زرعة. مصری ثقہ رجل صالح. قال النسائی ثقہ مامون احد الفقہاء قال الحاکم ثقہ مامون وقال الخطیب ثقہ. قال یحییٰ بن معین ثقہ ثقہ.

اس سند کے باقی تمام روایات کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً امام وکیع کا ص 48 امام سفیان کا ص 49 پر عاصم بن کلیب کا ص 50 پر، امام عبدالرحمن بن اسود کا ص 52 پر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ص 54 پر۔ اس سند کے تمام راوی اپنے اپنے وقت کے امام فقیہ ثابت ہیں۔ اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث مبارک بھی صحیح حدیث ہے۔ جبکہ امام ابن القاسم جیسے فقیہ مجتہد امام نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ نماز میں سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں ہے اور مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ تو یہ حدیث امام ابن القاسم کے نزدیک بھی صحیح حدیث ہے اور آپ کی کتاب مدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

کاتب چلبی حاجی خلیفہ کشف الظنون میں فرماتے ہیں۔

ہی من اجل الكتب من مذهب یعنی المدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی مالک. (2 ص 1655) سب سے بڑی کتاب ہے۔

فافہم و تدبر

اب اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودھویں سند۔ محلی ابن

حزم سے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودھویں سند:

حدثناہ حماد ثنا عبد اللہ بن	حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
محمد الباجی ثنا محمد بن	نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی پاک صلی
عبد المالک بن ایمن ثنا محمد	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں

پھر آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین
صرف نماز کی پہلی تکبیر میں کیا ہے پھر
دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔

بن اسماعیل الصائغ ثنا زهير بن
حرب ثنا وكيع عن سفیان
الثوري عن عاصم بن كليب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن
علقمة عن ابن مسعود قال الا
اريكم صلاة رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم فرفع يديه
في اول تكبيرة ثم لم يعد.

اس حدیث کو ابن حزم نے کہا صحیح حدیث ہے۔ (محلّی ابن حزم 3 ص 4)
اس حدیث کے پہلے راوی علامہ ابن حزم ظاہری ہیں جو کہ غیر مقلدین
کے نزدیک امام حدیث ہیں۔

ابن حزم:

علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ ابن حزم، امام علامہ حافظ مجتہد ہے اور تقریباً
پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا ترجمہ کیا ہے اور آپ کے ثقہ ہونے کو بیان کیا ہے۔
(دیکھئے تذکرة الحفاظ 3 ص 227)

پھر یہ کہ اس سند کے حضرت وکیع سے لے کر آخر تک راوی گذشتہ
صفحات پر مذکور ہو چکے ہیں وہاں دیکھئے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پندرہویں سند:

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں۔

ترجمہ: گذشتہ حدیث والا۔

حدثنا حمام ثنا عباس بن اصبع

(محلّی ابن حزم 2 ص 265)

ثنا محمد بن عبد الملك بن
ایمن ثنا محمد بن اسماعیل
الصائغ نازھیر بن حرب ابو
خثیمة ثنا وکیع عن سفیان
الثوری عن عاصم بن کلب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن
علقمة عن عبدالله ابن مسعود
رضی اللہ عنہ الا اریکم صلاة
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرفع یدیه فی اول تکبیرة
ثم لم یعد .

اصل سند وکیع سے آخر تک ہے جو کئی بار بیان ہو چکی ہے۔ پس یہ
حدیث صحیح حدیث ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولہویں سند:

حافظ ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ التبیہید لما فی الموطا من المعانی
والاسانید میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: حدیث سابق والا ہے اور اس
حدیث کے عبداللہ بن احمد سے لے کر
آخر تک روایت گذشتہ صفحات میں
بیان ہو چکے ہیں۔ وہیں ملاحظہ فرمائیں

حدثنا عبدالوارث بن سفیان قال
حدثنا قاسم بن اصبع قال حدثنا
عبدالله بن احمد بن حنبل قال
حدثنی ابی قال حدثنا وکیع عن

عاصم بن كليب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن
علقمة قال قال ابن مسعود: الا
اصلى بكم صلاة رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم قال
فصلى فلم يرفع يديه الامرة.

(التمهيد از ابن عبدالبر 9 ص 215)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سترھویں سند:

امام عقیلی ضعفاء کبیر میں کہتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر
(صدیق) حضرت عمر (فاروق) رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی کسی
نے بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر
افتتاح کے۔

ما حد ثناہ علی بن عبدالعزیز و
محمد بن اسماعیل و محمد بن
جعفر بن محمد قالو احدثنا
اسحاق ابن ابراہیم، حدثنا
محمد بن جابر السحیمی، عن
حماد عن ابراہیم عن علقمة عن
عبداللہ قال صلیت مع النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی
بکر و عمر رضی اللہ عنہما فلم
یرفعوا ایدیہم الا عند الاستفتاح

(کتاب الضعفاء کبیر عقیلی 4 ص 42)

اس حدیث میں صرف محمد بن جابر پر اعتراض ہے جس کی توثیق ہم

گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں مثلاً ص 85 تا 88 تک۔

اب حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہویں سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہویں سند:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

استحاق بن ابی اسرائیل حدثنا ترجمہ: سابق حدیث والا ہے۔

محمد بن جابر عن حماد عن

ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ

قال صلیت خلف رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی

بکر و عمر فکانوا یرفعون

ایدیہم اول الصلاة ثم لا یعودون (میزان الاعتدال 3 ص 496)

اس سند میں بھی محمد بن جابر پہ اعتراض ہے جو کہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انیسویں سند:

امام مجتہد فقیہ رئیس الحدیث امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں:

اخبرنا سفیان الثوری قال حدثنا حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ

حصین عن ابراہیم عن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن

ابن مسعود انه کان یرفع یدیه مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز کی

اذا افتتح الصلاة: ابتداء میں ہی رفع یدین کرتے تھے۔

(کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ 1 ص 97)

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ مثبت ہیں۔ حضرت سفیان ثوری کا ترجمہ

ص 49 پر ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل ص 54 پر ہیں۔
 امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے متعلق ابن کثیر نے لکھا ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں جب آپ سے قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔
 نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے بڑا عقلمند نہیں دیکھا آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا۔ یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں آپ نے فرمایا حضرت محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے۔ (البدایہ والنہایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 10 ص 693)
 امام جرح و تعدیل ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الامام محمد بن حسن الشیبانی۔

جن محدثین سے آپ نے حدیث روایت کی ہے مسعر بن کرام، مالک بن مغول، عمر بن ذر الہمدانی، سفیان الثوری، اوزاعی، مالک بن انس، آپ نے امام مالک کو ایک مدت تک ملازم پکڑے رکھا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے بعد عراق میں فقہ کی انتہا آپ پر ہی ہوتی ہے اور بہت سے ائمہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم لی ہے اور آپ نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور آپ ذکی عالم ہیں اور وہ ائمہ جنہوں نے آپ سے روایت کی ہے (یعنی آپ کے شاگرد ہیں)۔ حضرت امام شافعی، ابو عبید القاسم بن سلام ہشام بن عبید اللہ رازی، علی بن مسلم طوسی، عمرو بن ابی عمرو، امام یحییٰ بن معین، محمد بن ساعی، یحییٰ بن صالح لوحاطی اور کئی لوگ، احمد بن عطیہ نے کہا میں نے ابو عبید سے سنا کہتے تھے کہ میں نے آپ سے زیادہ

فصح کسی کو نہیں دیکھا، ربیع نے کہا میں نے امام شافعی سے سنا آپ نے فرمایا میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کا بوجھ علم حاصل کیا ہے، یحییٰ بن معین نے کہا میں نے آپ سے آپ کی کتاب جامع صغیر لکھی ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ امام محمد بن حسن نے فرمایا کہ میں امام مالک کے پاس تین سال تک ٹھہرا رہا اور میں نے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنی ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ جب امام محمد علیہ الرحمۃ امام مالک علیہ الرحمۃ سے حدیث بیان کرتے تو شاگردوں سے گھر بھر جاتا تھا۔ ملخصاً بقدر الحاجة۔

من قب الامام ابی حنیفہ وصاحبہ

للذہبی علیہ الرحمۃ ص 51 تا 55

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی لکھتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تینوں کئی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو مخالف کی بات نہ سنی جائے پوچھا گیا وہ تینوں کون ہیں فرمایا ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی (علیہم الرحمۃ) کان من بحور العلم الفقہ قویاً آپ علم وفقہ کا سمندر ہیں اور امام فی مالک۔ مالک سے روایت حدیث میں قوی ہیں عبد اللہ بن علی المدینی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علی مدینی نے کہا آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔ محمود نے کہا ہم آپ کو ابدال سمجھتے تھے، ابراہیم حربی نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے پوچھا یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے سیکھے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا محمد بن حسن کی کتابوں سے۔ ملخصاً بقدر الحاجة، مقدمہ التعلیق لمجد شرح موطا امام محمد ص 29-30۔ حضرت حصین کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حصین:

حصین بن عبدالرحمن ابوالہذیل اسلمی الکوفی۔

قال احمد: ثقة مامون من كبار
الحديث قال احمد العجلي ثقة
ثبت:
قال ابن ابي حاتم: سالت
ابازرعة عنه، فقال ثقة قلت
حجة؟ قال: اي والله قال ابو
حاتم ثقة.
امام ذہبی کہتے ہیں:
فہو من الثقات.
(میزان الاعتدال 1 ص 551-552) میں ہے۔

تو اس سند کے تمام روایت ثقہ ثابت ہیں تو یہ حدیث موقوف صحیح حدیث ہے۔

اعتراض: اس سند میں انقطاع ہے:

کیونکہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا حضور، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے بہم ثابت نہیں نہ ہی ملاقات ثابت ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

قال له الا عمش اذا حدثني
فاسند فقال اذا قلت لك قال
امام اعمش نے حضرت ابراہیم نخعی سے
عرض کیا کہ جب آپ مجھے حدیث

عبداللہ فلم اقل ذلك حتى
حدثني جماعة عن عبداللہ و اذا
قلت حدثني فلان عن عبداللہ
فهو الذي حدثني.

(طحاوی شریف 1 ص 164)

بیان کریں تو اس کی سند بیان کیا
کریں تو حضرت ابراہیم نخعی علیہ
الرحمۃ نے فرمایا کہ جب میں تجھے
کہوں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا
یعنی (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے تو
یہ میں اس وقت کہتا ہوں کہ جب
حضرت عبداللہ سے مجھے محدثین کی
پوری ایک جماعت بیان گموتی ہے۔ تو
جب میں کہوں کہ حضرت عبداللہ سے
فلاں نے بیان کیا تو وہی ایک شخص
ہوتا ہے۔

اسی طرح امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی اعتراف کیا ہے۔

امام بیہقی اپنی سند سے حضرت یحییٰ بن معین علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

یعنی مراسلات ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ صحیح

مراسلات ابراہیم صحیحہ۔

ہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی 1 ص 148)

اسی طرح بالفاظ متقار بہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے بھی امام اعمش سے

روایت کی ہے۔ (دیکھئے، کتاب العلل ترمذی 2 ص 237)

تو اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی حدیث روایت کرتے ہیں جو ان کے

نزدیک ثابت اور صحیح ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے اور اپنے مدلول

میں صریح ہے کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے سوائے پہلی تکبیر کے۔
حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیسیویں سند:

مصنف ابن ابی شیبہ سے:

حدثنا وكيع عن مسعر عن ابي
 معشر عن ابراهيم عن عبد الله
 انه كان يرفع يديه في اول ما
 يستفتح ثم لا يرفعهما.
 حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے
 ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی
 اللہ عنہ، جب نماز شروع کرتے تو رفع
 یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین
 نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اس حدیث کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔ حضرت وکیع کا ترجمہ ص 48 پر
 ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ کریں۔ باقی دو راویوں
 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مسعر:

مسعر بن حبیب الجرمی ابو الحارث بصری ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب 2 ص 176)

ابو معشر:

زیاد بن کلیب الحنظلی ابو معشر الکوفی ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب 1 ص 323)

تو اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ تو یہ حدیث بھی صحیح ہے اور قابل
 احتجاج ہے۔ اس سند کے پہلے راوی امام ابن ابی شیبہ ہیں جو ثقہ ثابت ہیں اور

حجت ہیں ان کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکا ہے وہاں ہی ملاحظہ فرمائیں۔
حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیسویں سند:

حدثنا اسحاق عن حصين عن
 عبدالرزاق عن حصين عن
 ابراهيم ان ابن مسعود كان يرفع
 يديه في اول شئ ثم لا يرفع بعد
 حضرت ابراهيم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے
 ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
 اللہ عنہ نماز کی ابتداء میں رفع یدین
 کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے
 (المعجم الکبیر للطبرانی جزء التاسع ص 261)

اس حدیث کے پہلے راوی امام طبرانی ہیں جو انتہائی درجہ کے ثقہ اور
 حدیث کے جلیل القدر امام ہیں۔

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ طبرانی حافظ امام علامہ حجت
 بقیۃ الحفاظ ہیں۔ اس کے بعد امام ذہبی نے آپ کا طویل ترجمہ بیان کیا ہے۔
 (تذکرۃ الحفاظ جزء 3 ص 85)

اس کے دوسرے راوی امام اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

اسحاق بن ابراهيم الدبري
 صاحب عبدالرزاق بقدر
 الحاجة. وقد احتج بالدبري ابو
 عوانة في صحيحه وغيره واكثر
 عنه الطبراني. وقال الدارقطني
 في رواية الحاكم صدوق.
 (ميزان الاعتدال 1 ص 181)

یعنی اسحاق بن ابراہیم امام عبدالرزاق
 کے شاگرد ہیں اور امام ابو عوانہ نے
 اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے
 اور امام طبرانی نے آپ سے اکثر
 حدیثیں بیان کی ہیں اور امام دارقطنی
 نے امام حاکم کی روایت میں کہا ہے
 کہ یہ صدوق ہے یعنی سچا راوی ہے۔

اس حدیث کے تیسرے راوی امام عبدالرزاق ہیں۔ امام ذہبی علیہ
الرحمة فرماتے ہیں۔

عبدالرزاق بن ہمام:

بن نافع الحافظ الکبیر ابو بکر الحمیری مولانا الصغانی صاحب التصانیف:
آپ نے عبید اللہ بن عمر ابن جریج، ثور بن یزید، معمر اوزاعی، ثوری اور خلق کثیر
سے آپ نے روایات بیان کی ہیں اور آپ سے جنہوں نے روایات بیان کی وہ
یہ ہیں۔ (یعنی آپ کے شاگرد حضرات) حضرت امام احمد بن حنبل، امام اسحاق،
امام ابن معین امام ذہلی، امام احمد بن صالح، امام رمادی، امام اسحاق بن ابراہیم
الدبری اور کئی حضرات ہیں۔ بقدر الحاجة۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ:

قلت وثقه غیر واحد و حدیثہ
مخرج فی الصحاح.
میں کہتا ہوں (یعنی ذہبی) کہ امام
عبدالرزاق کو کثیر لوگوں نے ثقہ کہا
ہے اور بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی،

(تذکرۃ الحفاظ جزء اول ص 266-267) ابن ماجہ، ابوداؤد کے راوی ہیں۔

بقدر الحاجة ملخصاً

اس حدیث کے چوتھے راوی حصین بن عبدالرحمن ہیں جن کا ترجمہ ص
104 پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا
ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تو اس سند کے بھی تمام راوی ثقہ صحیح ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بائیسویں سند:

حدثنا محمد بن عبد اللہ
ترجمہ سابق حدیث والا ہے۔

الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا
 ابو الاحوص عن حصین عن
 ابراهیم قال: کان عبد اللہ لا
 یرفع یدیه فی شئی من الصلاة
 الا فی التکبیرة الاولی .
 (المعجم الکبیر طبرانی ص 261 جزء التاسع)

اس سند کے پہلے راوی محمد بن عبد اللہ الحضرمی ہیں۔ جن کے متعلق امام
 ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الحافظ مطین محدث الکوفة الخ بقدر الحاجة آخر میں امام
 ذہبی فرماتے ہیں۔

قلت مطین: وثقه الناس . کئی لوگوں نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔
 (میزان الاعتدال 3 ص 107)

اس سند کے دوسرے راوی:

احمد بن یونس: ہیں جن کا پورا نام یہ ہے۔

احمد بن عبد اللہ بن یونس بن عبد اللہ بن قیس البتیمی الیربوعی الکوفی وقد
 ینسب الی جدہ۔

امام احمد بن حنبل نے آپ کو شیخ الاسلام کہا۔

امام ابو حاتم نے کہا آپ ثقہ متقن ہیں۔

امام نسائی نے کہا آپ ثقہ ہیں۔

امام ابن سعد نے کہا آپ ثقہ صدوق ہیں۔ صاحب سنت و جماعت ہیں۔

امام عجلی نے کہا آپ ثقہ صاحب سنت ہیں۔ (مخلصاً بقدر الحاجة)

اور امام احمد بن یونس صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب 1 ص 35)

اس سند کے تیسرے راوی جناب ابو الاحوص ہیں۔ ان کا پورا نام اس

طرح ہے۔

محمد بن ایشم بن حماد بن واقد الثقفی الخ المعروف بابی الاحوص الخ

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ابن عقدہ نے ابن خراش سے روایت کیا ہے آپ ثقہ ثابت ہیں دارقطنی نے کہا آپ حفاظ حدیث میں سے ایک امام ہیں اور آپ نے یہ بھی کہا کہ آپ ثقہ مامون حافظ ہیں۔ خطیب نے کہا کہ اہل فضل ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے اور کہا ہے آپ مستقیم الحدیث ہیں۔ امام مسلمہ بن قاسم نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔ بقدر الحاجة ملخصاً۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 318-319)

اس سند کے چوتھے راوی جناب حصین بن عبدالرحمن ہیں ان کا ترجمہ ص 106 پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ہو چکا ص 81 پر دیکھیں۔ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسویں سند:

حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا

حجاج بن المنهال ثنا حماد بن

سلمة عن حماد عن ابراهيم عن

عبدالله بن مسعود انه كان اذا

ترجمہ سابق حدیث والا ہے۔

دخول فی الصلاة رفع یدیه ثم لا یرفع بعد ذلك۔
(المعجم الکبیر طبرانی جز التاسع ص 261)

اس سند کے پہلے راوی علی بن عبدالعزیز ہیں۔

علی بن عبدالعزیز:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ آپ نے حسین بن معلم، ابی یحییٰ عبادۃ بن مسلم الغزالی و عبدالرحمن بن حمید الرواسی و کثیر بن قنبر و مساور بن یحییٰ التمیمی و ابی صالح الہمکی و غیر ہم سے آپ نے روایات کی ہیں اور آپ سے مروان بن معاویہ و اسماعیل بن ابان الوراق و نصر بن مزاحم المنقرمی و غیر ہم نے روایات کی ہیں۔ ملخصاً بقدر الحاجة۔

حجاج بن منہال۔ الانماطی ابو محمد السلمی: بقدر الحاجة۔

امام احمد نے کہا حجاج بن منہال ثقہ ہیں۔ ماری بہ باسا۔ آپ کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابو حاتم نے کہا آپ ثقہ فاضل ہیں۔ امام عجلی کہتے ہیں۔ آپ ثقہ آدمی صالح ہیں۔ ابان نسائی نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا کہ آپ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ ان قانع نے کہا کہ آپ ثقہ مامون ہیں۔ امام فلاس نے کہا کہ میں نے آپ کی مثل نہیں دیکھا۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجة۔ (تہذیب التہذیب 1 ص 447)

اس سند کے تیسرے راوی حماد بن سلمہ ہیں۔

حماد بن سلمہ:

بن دینار البصری ابو سلمہ۔

ثقة عابد، اثبت الناس في ثابت. کہ حماد بن سلمة ثقة عابد بلکہ اثبت الناس ہیں۔ ثابت میں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 238)

اس سند کے چوتھے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں جن کا ترجمہ ص 80 پر دیکھیں۔ اس سند کے پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا ترجمہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ مثلاً ص 81 پر دیکھیں تو اس سند کے بھی تمام راوی ثقہ صحیح ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوبیسویں سند:

حدثنا اسحاق بن ابی اسرائیل	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
حدثنا محمد بن جابر عن حماد	تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے
عن ابراہیم عن علقمة عن	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
عبداللہ قال صلیت مع رسول	ساتھ نماز پڑھی حضرت ابوبکر صدیق،
اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ	حضرت عمر (فاروق اعظم) رضی اللہ
وسلم) و ابی بکر و عمر (رضی	عنہما کے ساتھ نماز پڑھی کسی نے بھی
اللہ عنہما) فلم یرفعوا ایدیہم	سوائے پہلی بار کے پوری نماز میں
الا عند افتتاح الصلاة وقد قال	رفع یدین نہیں کیا۔
محمد فلم یرفعوا ایدیہم بعد	(مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص 36)
التکبیرۃ الاولیٰ.	

اس سند کے پہلے راوی صاحب مسند ہیں جو کہ جلیل القدر امام ہیں ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

ابو یعلیٰ احمد بن علی بن ثنی بن یحییٰ بن بلال تمیمی موصلی:

ابو یعلیٰ جزیرہ کے محدثین میں سے تھے۔ علی بن جعد اور یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین کے شاگرد ہیں۔

ابن حبان، ابو حاتم اور ابو بکر اسماعیلی ان کے شاگرد ہیں مخلوق کو ان کے صدق، دیانت اور حلم و تقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد تھا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ اپنی تصنیف و ترویج علم میں نیت صالحہ رکھتے تھے۔ محض حسبہ اللہ علم حدیث کے تعلم میں مشغول رہتے تھے۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

(ملخصاً از بستان المحدثین۔ مؤلف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ

الرحمة ص 60)

اس سند کے دوسرے راوی اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔

اسحاق بن ابی اسرائیل:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اسحاق بن ابی اسرائیل الامام الحافظ الکبیر محدث بغداد ابو یعقوب بن ابراہیم المروزی۔ آپ نے شریک و حماد بن زید و جعفر بن سلیمان و کثیر بن عبد اللہ الایلی اور کئی لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ادب المفرد میں اور ابو العباس السراج و ابو یعلیٰ الموصلی اور بہت سے لوگوں نے اس سے روایات بیان کی ہیں۔

عبدوس بن عبد اللہ النیشاپوری نے کہا کہ اسحاق بن ابی اسرائیل بہت بڑا حافظ ہے اور حفظ و ورع میں اس کی مثل نہیں ہے۔ ابو القاسم البغوی نے کہا کہ ثقہ

ہے مامون ہے۔ صالح جزرة نے کہا صدوق ہے یعنی سچا ہے۔

(ملخصاً از تذکرہ الحفاظ 2 ص 54)

اس سند کا تیسرا راوی محمد بن جابر ہے اس کا ترجمہ بالتفصیل ص 85 تک ملاحظہ کریں۔ اس سند کا چوتھا راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کا ترجمہ ص 80 پر دیکھیں۔ اس سند کا پانچواں راوی امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں ان کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ کریں۔ اس سند کا چھٹا راوی حضرت علقمہ ہیں ان کا ترجمہ ص 53 پر دیکھیں۔

الغرض اگر غیر مقلدین دیانت و امانت کے ساتھ اس کو دیکھیں تو ضرور اس کو صحیح کہیں گے۔ مگر اذا فاتک الحیاء فافعل مشئت۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پچیسویں سند:

حدثنا زهير، حدثنا وكيع، حدثنا	حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت
سفيان عن عاصم بن كليب، عن	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عبدالرحمن بن الاسود عن	نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی
علقمة، قال قال ابن مسعود الا	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کے
اصلى بكم صلاة رسول الله	دکھاؤں پھر اپنے نماز پڑھی مگر رفع
صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قال	یدین صرف پہلی بار کیا پھر دوبارہ نہیں
فصلى بهم فلم يرفع يده الامرة.	کیا۔ (مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص 36-37)

اس سند کے پہلے راوی امام ابویعلیٰ موصلی ہیں جن کا ترجمہ سابقہ حدیث

میں گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام زہیر ہیں جو کہ زبردست ثقہ ہیں۔

زہیر بن حرب بن شداد الحارثی ابو خثیمہ:

امام ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا۔ امام ابو حاتم نے کہا صدوق یعنی سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا اثبت ہے۔ امام نسائی نے کہا آپ ثقہ مامون ہیں۔ حسین بن فہم نے کہا آپ ثقہ اثبت ہیں۔ ابوبکر خطیب نے کہا آپ ثقہ ہیں اثبت ہیں۔ حافظ متقن ہیں۔ ابوقانع نے آپ کو ثقہ اثبت کہا۔ ابو حاتم نے کہا ثقہ ہے اور سچا ہے۔ ابن وضاح نے کہا ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 202-203)

اس سند کے بقیہ روایات گذشتہ سطور میں مذکور ہیں۔ مثلاً امام وکیع کا ترجمہ ص 48 پر ہے۔ امام سفیان کا ص 49 پر ہے۔ عاصم بن کلیب کا ص 50 پر ہے۔ عبدالرحمن بن اسود کا ص 52 پر دیکھیں۔ حضرت علقمہ کا ص 53 پر ہے۔ اس سند کے تمام روایات ثقہ ہیں۔ اثبت ہیں تو یہ سند صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھبیسویں سند:

حدثنا ابو خثیمہ حدثنا وکیع
حدثنا سفیان عن عاصم بن
کلیب عن عبدالرحمن بن
الاسود عن علقمة قال قال ابن
مسعود الا اصلی بکم صلاة
رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ
وسلم؟ فصلی بهم فلم یرفع
یدیہ الامرة.

ترجمہ سابق حدیث والا ہی ہے۔
(مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص 138)

اس سند کے تمام راوی پچھلی سند والے ہیں جن کی توثیق سابقہ سطور میں بیان ہو چکی ہے۔

اور ابوخیثمہ کا اصل نام زہیر بن حرب ہے جو کہ پچھلی سند کا پہلا راوی ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ستائیسویں سند:

حدثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا
لوين ثنا اسحاق بن ابي اسرائيل
ثنا محمد بن جابر عن حماد عن
ابراهيم عن علقمة عن عبد الله.
قال صليت مع رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم و ابي بكر
و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند
استفتاح الصلاة.

(کامل ابن عدی الجزء السادس ص 152)

اس سند کے تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہیں۔ سوائے لوین کے۔

ان کا پورا نام:

محمد بن سلیمان لوین ہے:

محمد بن سليمان بن حبيب
الاسدي ابو جعفر لقبه لوين
بالتصغير: ثقة من العاشرة.
حافظ ابن حجر عسقلاني عليه الرحمة نے
فرمایا کہ محمد بن سلیمان لوین ثقہ راوی
ہے۔ (تقریب التہذیب 2 ص 82)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھائیسویں سند:

حدثنا سليمان بن الربيع البرجمي
حسرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

حدثنا كادح بن رحمة حدثنا
سفيان عن عاصم بن كليب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة
عن عبدالله قال الارىكم صلاة
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم فكبر ورفع يديه مرة واحدة.

اس سند کا پہلا راوی:

امام ابو بکر خطیب بغدادی:

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
نماز نہ دکھاؤں پھر آپ نے تکبیر کہہ کر
نماز شروع کی اور رفع یدین کیا۔ ایک
ہی بار (یعنی دوبارہ رفع یدین نہیں کیا)؛
(تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص 320)

ہے جو کہ حدیث اور جرح و تعدیل کا امام ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خطیب کی کنیت ابو بکر ہے نام و نسب یہ ہے احمد بن علی بن ثابت بن
احمد۔ ان کے والد کو بھی علم حدیث سے مناسبت تھی۔ اس وجہ سے اس شریف فن
کے طلب کرنے میں ان کو تخریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ سال کے تھے
کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔ ابن ماکولا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد
ہیں آپ مغرب کے وقت سے بخاری شریف کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز
فجر تک بس کرتے تھے۔ دورات اسی طرح پر کیا تیسرے دن چاشت کے وقت
سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔ ذہبی
نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرأت میں مہارت نادرات میں سے
ہے۔ ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں اور بہت ہی مفید تصانیف ہیں
جو محدثین کے لئے سرمایہ معلومات کا کام دیتی ہیں۔ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا

کہ کوئی واعظ خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک نہ ذکر کریں جب تک کہ اس کو خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کر لیں۔

(ملخصاً از بستان المحدثین ص 117-118)

اس سند کے دوسرے راوی:

سلیمان بن الریح البرجمی ہیں:

تیسرے راوی کا دح بن رحمۃ ہیں:

امام ازدی نے فرمایا کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ امام خطابی نے کہا یہ کا دح (حضرت) جرید کے پاس ہمارا ساتھی تھا ساٹھ راتیں ہم نے کبھی بھی اس کو آرام کرتے نہیں دیکھا نہ دن کو، نہ رات کو۔

قال الازدی غیر کذاب. قال الخطابی کان کا دح رفیقی عند جرید الرازی ستین لیلۃ فلم ارہ وضع جنبہ لیلۃ ولا نہاراً.

(بقدر الحاجہ، لسان المیزان 4 ص 480)

باقی روایات، سفیان سے حضرت علقمہ تک گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اثنیسویں سند:

اس کا ترجمہ بھی سابقہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔

اخبرنی الحسن بن علی التمیمی و محمد بن عبد الملک القرشی قالوا اخبرنا عمر بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبد الرحمن

ويعرف بابن ابي حسان الزیادی

(تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص 224)

حدثنا اسحاق ابن ابي اسرائيل

حدثنا محمد بن جابر حدثنا

حماد عن ابراهيم عن غلقمة عن

عبدالله قال صليت خلف النبي

صلى الله عليه وسلم و ابي بكر و

عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند

افتتاح الصلاة.

اس سند کے پہلے راوی ابو بکر خطیب بغدادی ہیں جن کا ترجمہ پیچھے بیان

ہو چکا ص 123 پر۔ اس سند کے دوسرے راوی:

حسن بن علی تمیمی ہیں؛

پورا نام اس طرح ہے۔

الحسن بن علی بن محمد ابو علی بن المذهب التمیمی

البغدادی الواعظ رواية المسند عن القطيعی وروی عن ابن ماسی

و ابي سعيد الحرفی و ابن لؤلؤ الوراق، و عدة.

(ملخصاً: از میزان الاعتدال 1 ص 510)

اس اندکا تیسرا راوی:

عمر بن احمد الواعظ ہے:

ابو حفص بن شاہین محمد بن عمر الداودی نے کہا کہ ابن شاہین شیخ ثقہ ہے

ابن ابی الفوارس نے کہا کہ آپ ثقہ مامون ہیں۔ امام ازہری نے کہا

کہ آپ ثقہ ہیں۔ (لسان المیزان 4 ص 284)

اس سند کا چوتھا راوی:

عمر بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ہے:

جو کہ ابن ابی حسان کے نام سے معروف ہے۔ امام ابو بکر خطیب بغدادی

نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ (دیکھئے تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص 224)

اس سند کے باقی تمام روایات امام اسحاق بن ابی اسرائیل سے لے کر

حضرت علقمہ تک سابقہ اوراق میں بیان ہو چکے۔ وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسویں سند:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت

ابو بکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی

رفع یرین سوائے نماز کی ابتدا کے نہیں

کیا۔ امام اسحاق فرماتے ہیں ہم اسی

حدیث سے دلیل لیتے ہیں۔

حدثنا ابو عثمان سعید بن محمد

بن احمد الحنات وعبد الوهاب

بن عیسیٰ بن ابی حیاة قالانا

اسحاق بن ابی اسرائیل نا

محمد بن جابر، عن حماد عن

ابراہیم عن علقمة عن عبداللہ

قال. صلیت مع النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ومع ابی بکر

ومع عمر رضی اللہ عنہما فلم

یرفعوا ایدیہم الا عند التکبیرة

الاولی فی افتتاح الصلاة قال

اسحاق بہ ناخذ فی الصلاة کلہا

(دارقطنی 1 ص 399-400)

امام دارقطنی نے اس حدیث پر صرف یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ضعیف راوی ہے۔ جبکہ محمد بن جابر کو ثقہ صدوق کہنے والے بھی محدثین موجود ہیں۔ محمد بن جابر کا ترجمہ اور توثیق ص 85 تک ملاحظہ کریں۔ اس سند کے باقی تمام روایات پر دارقطنی نے کوئی کلام نہیں کیا۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکتیسویں سند:

عبدالرزاق عن الثوری عن
حصین عن ابراہیم عن ابن
مسعود کان یرفع یدیه فی اول
شئی ثم لا یرفع بعد۔
حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار رفع یدین کرتے
پھر اس کے بعد نہ کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام راوی ثقہ ثابت ہیں اور یہ سند صحیح ہے۔ امام عبدالرزاق کا ترجمہ ص 128 پر دیکھیں۔ امام ثوری کا ترجمہ ص 49 پر۔ حصین بن عبدالرحمن کا ترجمہ ص 106 پر امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر دیکھیں اور اس سند پر جو انقطاع کا اعتراض ہے وہ ص 107 پر مذکور ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتیسویں سند:

عبدالرزاق عن ابن عیینہ عن

حصین عن ابراہیم عن ابن

مسعود مثله۔ (مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے سوائے ابن عیینہ کے اور وہ امام الحدیث عظیم الشان جلیل القدر امام ہیں۔ ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

سفيان بن عيينه بن ابي عمران ميمون الهلالي ابو محمد الكوفي ثم المكي:

حافظ ابن حجر عسقلاني کہتے ہیں۔

ثقة حافظ فقيه امام حجة ہیں۔ (تقريب التهذيب ملخصاً 1 ص 371)

امام ذہبی میزان میں کہتے ہیں:

سفيان بن عيينه الهلالي احد الثقات الاعلام اجمعت الامة على الاحتجاج به.

یعنی امام سفيان بن عيينه ثقة اماموں میں سے ایک امام ہیں اور پوری امت کا آپ کے حجت ہونے پر اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 170 - ملخصاً بقدر الحاجة)

تو اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینتیسویں سند:

عبدالرزاق عن الثوري عن حماد قال سالت ابراهيم عن ذلك فقال يرفع يديه اول مرة.

امام حماد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراهيم نخعی علیہ الرحمۃ سے اس رفع یدین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا رفع یدین کرتے تھے وہ (یعنی

ابن مسعود) صرف پہلی بار۔ (یعنی

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

نماز شروع کرتے وقت)

اس سند کے تمام زوات کی توثیق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے یہ

سند بھی صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چونتیسویں سند:

قال محمد اخبرنا الثوري حدثنا

حصین عن ابراهیم عن ابن

مسعود انه كان يرفع يديه اذا

افتتح الصلوة. (موطا امام محمد ص 90)

اس حدیث کو امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ نے امام ثوری سے روایت کیا ہے۔ اس سند کے تمام روایات گذشتہ صفحات میں ذکر ہو چکے ہیں سوائے امام محمد بن حسن شیبانی (علیہ الرحمۃ) کے۔

امام محمد بن حسن شیبانی:

صاحب الامام ابی حنیفہ - آپ نے جن حضرات سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ مسعر بن کدام سفیان الثوری، عمرو بن دینار، مالک بن مغول، امام مالک بن انس، اوزاعی، ربیعہ بن صالح، بکیر، قاضی ابو یوسف وغیرہ اور جن محدثین نے آپ سے روایات بیان کی ہیں یعنی آپ کے شاگرد ہیں۔ (امام الشان)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی، ہشام بن عبید اللہ الرازی، ابو عبید القاسم بن سلام و علی بن مسلم الطوسی، و ابو حفص الکبیر و خلف بن ایوب وغیرہ۔ امام شافعی نے فرمایا میں نے آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے آپ سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ ذہمی نے آپ کو احد الفقہاء کہا اور فرمایا کان من بحور العلم والفقہ۔ کہ آپ علم وفقہ کا دریا ہیں۔ امام ابن المدینی نے کہا کہ آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔

(ملخصاً از مقدمہ التعلیق لمجد علی موطا محمد ص 30)

علامہ ابن کثیر نے کہا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میں نے آپ سے زیادہ مہربان اور فصیح نہیں دیکھا اور میں جب آپ کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو

یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے بڑا عقل مند نہیں دیکھا۔ آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا۔ یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت امام محمد بن حسن کی کتب سے۔ آپ نے اور امام کسائی نے ایک ہی دن میں وفات پائی اور رشید نے کہا میں نے آج فقہ اور لغت دونوں کو اکٹھے دفن کر دیا ہے۔

(ملخصاً از البدایہ والنہایہ 10 ص 293-294)

امام شافعی علیہ الرحمۃ امام احمد بن حنبل جیسی جلیل القدر عظیم الشان شخصیات امام محمد بن شیبانی علیہ الرحمۃ کی کتب سے استفادہ کرتے تھے اور شافعی علیہ الرحمۃ تو آپ کے شاگرد رشید بھی ہیں۔ تو جس امام کے اتنے جلیل القدر امام شاگرد ہوں بھلا ان کے ثقہ اور حجت ہونے میں کسی کو شک ہو سکتا ہے سوائے حاسد کے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پینتیسویں سند:

ابو حنیفہ عن ابراہیم عن	حضرت اسود فرماتے ہیں کہ حضرت
الاسود ان عبد اللہ ابن مسعود	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ عنہ کان یرفع یدہ فی	رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں
اول التکبیر ثم لا یعود الی شئی	کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے
من ذلک ویأثر ذلک عن	اور آپ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	وسلم سے بیان کرتے تھے۔
وسلم. اخرجہ ابو محمد	

البخاری عن رجاء بن عبد الله

النہشلی عن شقیق بن ابراہیم (جامع المسانید خوارزمی 1 ص 355)
عن ابی حنیفة رضی اللہ عنہ.

اس حدیث کے تمام راوی مذکور ہو چکے ہیں۔ سوائے تین راویوں کے۔
ابو محمد بخاری، رجاء بن عبد اللہ نہشلی، شقیق بن ابراہیم بلخی کے۔
ابو محمد خارثی:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ تذکرہ میں فرماتے ہیں۔

فیہا منات عالم ماوراء النہر و
محدثہ الامام العلامة ابو محمد
(تذکرۃ الحفاظ 3 ص 49)
عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن
الحارث البخاری الملقب بالاستاذ
جامع مسند ابی حنیفة الامام.

اس عبارت میں امام ذہبی نے آپ کو محدث امام علامہ ملقب بالاستاذ
کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔ دوسرے راوی ہیں۔ رجاء بن عبد اللہ نہشلی۔
اس کے تیسرے راوی ہیں۔

شقیق بن ابراہیم:

جن کے متعلق امام ذہبی میزان میں کہتے ہیں۔
ولا يتصور ان يحكم عليه
بالبضع
یعنی یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ
کو ضعیف کہا جائے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 279)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھتیسویں سند:

امام الحدیث امام جلیل امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ امام حاکم کے

حوالہ سے فرماتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے پھر نہ کرتے تھے۔

(الآلی المصنوعۃ 2 ص 17)

حدثنا محمد بن صالح بن هانئ
حدثنا ابراهيم بن محمد بن
مخلد الضرير حدثنا اسحق بن
ابى اسرائيل حدثنا محمد بن
جابر اليمامي حدثنا حماد بن ابى
سليمان عن ابراهيم عن علقمة
عن عبد الله قال صليت مع النبى
(صلى الله تعالى عليه وسلم)
ومع ابى بكر و عمر فلم يرفعوا
ايديهم الا عند افتتاح الصلاة.

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینتیسویں سند:

ترجمہ وہی سابق ہے۔

حدثنا عبد الله بن صالح بن
عبد الله ابو محمد قال حدثنا
اسحاق بن ابراهيم المروزي
حدثنا محمد بن جابر السحيمي
عن حماد عن ابراهيم عن علقمة
عن عبد الله قال صليت مع

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر فلم یرفعو ایدیہم الا عند افتتاح الصلوٰۃ۔
(کتاب المعجم فی اسماء شیوخ ابو بکر اسماعیلی 2 ص 492-493)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اڑتیسویں سند:

قال ابو حاتم وهو الذی روی حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد اللہ قال صلیت خلف رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر فکانوا یرفعون ایدیہم فی اول الصلوٰۃ ثم لا یعودون اخبرناہ محمد بن جعفر

(کتاب الحجر و حین من الحدیث و الضعفاء و المتر و کین لامام ابن حبان 2 ص 270)

بن طرخان قال حدثنا اسحق ابن ابی اسرائیل قال حدثنا محمد بن سیار عن حماد عن ابراهیم۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتالیسویں سند:

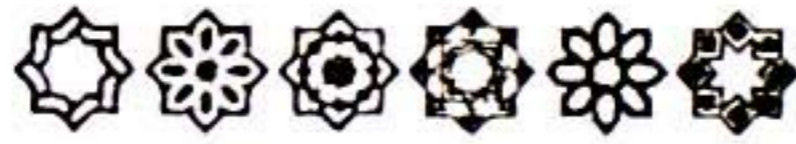
حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة و لا سود عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرفع الا عند افتتاح الصلوٰۃ و لا یعود دلشی من ذلك۔
اس حدیث کی سند امام موفق بن احمد کی بیان فرماتے ہیں۔

اخبرنی تاج الاسلام ابو سعد اسمعانی فی کتابہ اخبرنا ابو

الفرج سعيد بن ابي الرجاء باصبهان اذنا انا ابو الحسين احمد بن
 محمد الاسكاف قراءة انا الحافظ ابو عبد الله بن منده انا ابو محمد
 الحارثي انبا محمد بن ابراهيم الرازي انبا سليمان بن الشاكوني
 سمعت سفيان بن عيينة يقول اجتمع ابو حنيفة والا وزاعى الخ
 مناقب الامام الاعظم ابي حنيفة لا امام الموفق بن احمد مكى 1 ص
 123 حاشيه دراسات اللبيب فى الاسوة الحسنة بالحبیب از علامه محمد
 الملقب بالمعین ابن محمد الملقب بالامین السندی ص 205
 ترجمہ گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیسویں سند:

محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله
 ان ابابكر و عمر رضی اللہ عنہما. (جزء رفع یدین للبخاری ص 63)



ترک سیرتین

(حصہ دوم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

رفع یدین کا مطلب ہے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا اور ترک رفع یدین کا مطلب ہے رکوع جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ پہلی تکبیر کے وقت یعنی نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا اس میں کسی کو اختلاف نہیں، ہاں رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کرنا چاہیے کہ نہیں اس میں اماموں کا اختلاف ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ ترمذی شریف ص 59 پر فرماتے ہیں کہ:
کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کئی اہل علم تابعین کرام بھی ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے ہیں اور یہی عمل سے سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور اہل کوفہ کا.....

امام ترمذی علیہ الرحمہ کے اس فرمان سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

- (۱) کئی صحابہ کرام رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔
- (۲) کئی تابعین کرام بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
- (۳) امام سفیان ثوری جو کہ حدیث کے بہت بڑے امام ہیں انہوں نے بھی ترک رفع یدین ہی اپنایا۔
- (۴) تمام اہل کوفہ کا رفع یدین نہ کرنا۔

معلوم ہوا، اس مسئلہ میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تنہا نہیں ہیں بلکہ ان کو کئی صحابہ اور تابعین اور تمام اہل کوفہ کی حمایت حاصل ہے بلکہ امام دارالہجرت حضرت سیدنا امام مالک جو کہ مدینہ پاک کے امام ہیں۔ اس مسئلہ میں

وہ بھی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں ملاحظہ کیجئے۔

مالکی مذہب کی سب سے زیادہ معتمد کتاب مدونۃ الکبریٰ جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے شاگرد رشید محدث فقیہ مجتہد امام عبدالرحمن بن قاسم نے روایت کیا ہے۔

اس مدونۃ الکبریٰ کے 1 ص 68 پر امام عبدالرحمن بن قاسم فرماتے ہیں۔

وقال مالک لا اعرف رفع
الیدین فی ثبئی من تکبیر الصلاة
لا فی خفض ولا فی رفع الا فی
افتتاح الصلاة.
کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کو نہیں
پہچانتا نماز کی تکبیر میں نہ جھکتے وقت
اور نہ ہی اٹھتے ہوئے سوائے تکبیر
افتتاح کے۔

(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68 مطبوعہ مصر)

امام ابن القاسم مزید فرماتے ہیں۔

کان رفع الیدین عند مالک
ضعيفا الا فی تکبیرة الاحرام.
(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68)
یعنی امام ابن القاسم نے فرمایا کہ تکبیر
افتتاح کے بغیر باقی رفع یدین امام
مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک ضعیف ہے

غیر مقلد مبارک پوری نے ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ مالکی حضرات کا
اعتماد احکام اور فتاویٰ میں مدونۃ الکبریٰ پر ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص 215)

امام نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم ص 168 پر فرماتے ہیں۔

وهو اشهر الروایات عن مالک
یعنی امام مالک علیہ الرحمۃ سے سب
سے زیادہ مشہور ترین روایت جو ہے
وہ ترک رفع یدین کی ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد بھی ابام نووی کے حوالے سے امام مالک علیہ
الرحمة کی یہ روایت درج کرتے ہیں یعنی سب سے زیادہ مشہور روایت امام مالک
سے ترک رفع یدین کی ہے۔

(دیکھئے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 186)

ابن رشد مالکی فرماتے ہیں۔

وہو مذهب مالک۔ (بدایۃ المجتہد 1 ص 150)

امام بخاری علیہ الرحمہ جزء رفع یدین ص 46 پر فرماتے ہیں۔

وکان الثوری و وکیع وبعض
الکوفیین لا یرفعون یدیم۔
کہ امام سفیان ثوری اور امام وکیع بن
جراح اور بعض اہل کوفہ ترک رفع
یدین پر عمل کرتے ہیں۔

اسی طرح امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے۔

دیکھئے امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ 1
ص 237۔ بلکہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تو ترک رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236۔

اسی طرح امام شععی علیہ الرحمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر

افتتاح کے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 اور امام شععی علیہ الرحمہ وہ جلیل

القدر تابعی ہیں جن کو پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ دیکھئے

تذکرۃ الحفاظ ذہبی 1 ص 64۔ اسی طرح امام ابو اسحاق بھی ترک رفع یدین پر عمل

کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح جناب علی المرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

شاگرد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رفع یدین نہیں

کرتے تھے سوائے نماز شروع کرتے وقت۔

اسی طرح امام خیشمہ علیہ الرحمۃ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236۔

اسی طرح امام قیس علیہ الرحمہ بھی ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)۔

اسی طرح امام ابن ابی لیلیٰ بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح جلیل القدر تابعی حضرت اسود علیہ الرحمہ اور جلیل القدر تابعی حضرت علقمہ علیہ الرحمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح امام ابو بکر بن عیناش علیہ الرحمۃ جو کہ صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ (طحاوی شریف 1 ص 165)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے سند صحیح کے ساتھ طحاوی شریف 1 ص 163 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ بیہقی شریف 2 ص 79-80، سنن دارقطنی 1 ص 399، کامل ابن عدی ص 337، مسند ابو یعلیٰ موصلی 5 ص 36۔

اسی طرح جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237،

طحاوی شریف 1 ص 164۔

اسی طرح جناب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236، موطا امام محمد ص 90، طحاوی شریف 1 ص 163، مسند امام زید بن علی ص 89۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص 236 موطا امام محمد ص 90۔ اسی طرح کئی اور جلیل القدر امام ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسی زبردست ائمہ دین محدثین کرام تابعین اور کئی صحابہ کرام کی حمایت حاصل ہے اگر رفع یدین کرنا سنت ہوتا جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں تو اتنے جلیل القدر ائمہ رفع یدین کو کیوں چھوڑتے۔ ان ائمہ دین کا ترک رفع یدین پر عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان ائمہ دین کے نزدیک رفع یدین سنت ثابت نہیں ہے بلکہ ترک ثابت ہے۔ اسی لئے امام نسائی علیہ الرحمہ نے جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی جو ترک رفع یدین پر صریح ہے تو اس پر یہ باب باندھا۔

ترک ذالک یعنی رفع یدین کا چھوڑ دینا۔

اسی لئے احناف کثرہم اللہ تعالیٰ نے رفع یدین کو متروک مانا ہے کہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین منسوخ ہے اور اس کے نسخ پر بڑے مضبوط ترین دلائل موجود ہیں۔

اسی لئے تو غیر مقلد محدث مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب الروضۃ الندیہ میں رفع یدین کی بحث میں لکھتے ہیں کہ رفع یدین کی طرح

ترک رفع یدین بھی سنت ہے۔ (الروضۃ الندیہ ص 94)

نواب صدیق حسن غیر مقلد اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔

ان آخر الامرین ترک الرفع
ولایدری مدۃ الترمک فیحتمل
انہ ترکہ فی ایام المرضیۃ

غیر مقلد صدیق حسن بھوپالی صاحب
کہتے ہیں کہ آخر میں آپ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین چھوڑ دیا
تھا۔ ایام علالت میں ایک احتمال یہ
بھی ہے۔

(الروضۃ الندیہ ص 95 بقدر الحاجتہ)

اور نوات صدیق صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے جو ترک رفع روایت کیا ہے اس سے آپ نے آخر کا ترک مراد لیا
ہے نہ کہ ہمیشہ کا۔ (ص 95 کتاب مذکور)

نواب صاحب کی اس تحریر سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترک رفع یدین کی
روایت کی ہے اس میں ترک رفع یدین سے مراد آخر وقت کا ترک ہے
یعنی حضور علیہ السلام نے آخر میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

(۲) نواب صاحب نے بھی یہی ایک احتمال پیش کیا ہے کہ حضور علیہ السلام
نے ایام علالت میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

بس یہی ہم کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ساری زندگی کا رفع
یدین ثابت نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔
حیات طیبہ کے کس حصہ میں رفع یدین کو ترک کیا تھا سو نواب صاحب نے اس کی
نشاندہی کر دی ہے (یعنی ایام علالت میں)۔

اب امام بخاری علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں آخری فعل کے بارے میں تو

سنیے۔

آپ صحیح بخاری 1 ص 96 پر فرماتے ہیں۔

وانما یوخذ بالآخر۔ یعنی آخری فعل مبارک سے دلیل

پکڑی جائے گی۔

بخاری 1 ص 415 پر بھی یہی فرماتے ہیں۔

انما یوخذ بالآخر من فعل رسول یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آخری فعل سے دلیل پکڑی جائے گی

تو جناب نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے نشاندہی بھی کر دی

ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر میں رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔ اب

احادیث مرفوعہ رفع یدین کے ترک پر پیش کی باقی ہیں۔

حدیث نمبر 1.

ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابو کریب نے ہم

سے بیان کیا دونوں نے کہا کہ ہم سے

ابو معاویہ نے بیان کیا وہ اعمش سے

روایت کرتے ہیں انہوں نے مسیب

بن رفع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ

سے انہوں نے باہر بن سمرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے

فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ و ابو

کریب قالنا ابو معاویة عن

الاعمش عن المسیب بن رافع

عن تمیم بن طرفة عن جابر بن

سمرۃ، قال خرج علينا رسول

الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم

فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم

کانها اذناہ خیل شمس

اسکنوا فی الصلوٰۃ. بقدر
الحاجة الخ
ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا کیا
وجہ ہے میں تم کو شریر گھوڑوں کی دموں
کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا
ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

امام مسلم علیہ الرحمۃ اسی حدیث کو دو اور سندوں سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 2.

وحدثنی ابو سعید الاشج قال
ناو کینع ح.
اور مجھ کو ابو سعید الاشج نے بیان کیا کہ
ہم سے وکیع نے بیان کیا اور ہم نے
سند کو تبدیل کیا۔

حدیث نمبر 3.

وحدثنا اسحق بن ابراہیم قال
اخبرنا عیسیٰ بن یونس قال
جمیعا حدثنا الاعمش بهذا
الاسناد نحوه.
اور ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے
بیان کیا کہا کہ ہمیں عیسیٰ بن یونس نے
خبر دی وکیع اور عیسیٰ دونوں نے کہا کہ ہم
کو اعمش نے گذشتہ اسناد سے حدیث
گذشتہ ہی کی طرح بیان کیا ہے۔

تو امام مسلم علیہ الرحمہ نے اس کو تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جس
میں رفع یدین فی الصلوٰۃ کی ممانعت ہے۔ تشریح آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث نمبر 4.

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ اپنی سند صحیح کے ساتھ فرماتے ہیں۔

ہمیں قتیبہ بن سعید نے خبر دی کہ ہم سے عبثر نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو فرمایا کیا حال ہے ان کا؟ کہ نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہے ہیں جیسے کہ وہ سرکش گھوڑوں کی ڈمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

اخبرنا قتيبة بن سعيد، قال حدثنا عبثر عن الاعمش عن المسيب بن رافع عن تميم بن طرفة، عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: خرج علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونحن يعني رافعوا ايدينا في الصلوة فقال مابالهم رافعين ايديهم في الصلوة كانها اذئاب الخيل الشمس اسكنوا في الصلوة.

(نسائی شریف 1 ص 133)

حدیث نمبر 5.

ہم سے عبداللہ بن محمد نفیلی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا وہ مسیب بن رافع سے وہ تمیم طائی سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حدثنا عبد الله بن محمد النفيلي حدثنا زهير حدثنا الاعمش عن المسيب بن رافع، عن تميم الطائي عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال دخل علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

والناس رافعوا ايديهم قال زهير
 اراه قال في الصلوة فقال مالي
 اراكم رافعي ايديكم كانها
 اذئاب خيل شمس اسكنوا في
 الصلوة.

(ابوداؤد شريف كتاب الصلوة 1 ص 150)

حدیث نمبر 6

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا ابو
 معاوية ثنا الاعمش عن مسيب
 بن رافع عن تميم بن طرفة عن
 جابر بن سمرة قال خرج علينا
 رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم ذات يوم فقال مالي اراكم
 رافعي ايديكم كانها اذئاب خيل
 شمس اسكنوا في الصلوة.

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف
 لائے حالانکہ لوگ نماز میں رفع یدین
 کر رہے تھے تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ
 میں تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا
 ہوں جیسے کہ تمہارے ہاتھ سرکش
 گھوڑوں کی ڈمیں ہیں نماز کے اندر
 سکون اختیار کرو۔

حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ نے
 انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے
 میرے والد (امام احمد نے) انہوں
 نے بیان کیا کہ ہم سے حدیث بیان
 کی ابو معاویہ نے۔ کہا ہم سے بیان
 کی اعمش نے انہوں نے مسیب بن
 رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے
 انہوں نے جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ
 سے کہ حضرت جابر بن سمرة نے فرمایا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ہمارے پاس تشریف لائے ایک دن

تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو شریعہ
گھوڑوں کی دُموں کی طرح رفع
یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز
میں سکون اختیار کرو۔

(مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 451
طبع ادارہ احیاء السنہ لجر جا کھ)

حدیث نمبر 7.

امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

خبر دی ہم کو ابو القاسم بن ابی ہاشم
علوی اور ابو بکر بن الحسن القاضی نے
دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو جعفر
بن دحیم نے کہا بیان کیا ہم سے
ابراہیم بن عبداللہ نے کہا خبر دی ہم کو
وکیع نے انہوں نے اعمش سے انہوں
نے مسیب بن رافع سے انہوں نے
تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن
سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے حضرت جابر
بن سمرہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا اور
ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا نماز میں سکون اختیار کرو۔

اخبرنا ابو القاسم بن ابی ہاشم
العلوی و ابو بکر بن الحسن
القاضی ثنا ابو جعفر بن دحیم ثنا
ابراہیم بن عبداللہ انبا وکیع عن
الاعمش عن المسیب عن جابر
بن سمرة (رضی اللہ عنہ) قال
رآنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ونحن رافعی ایدینا
فی الصلوۃ فقال اسکنوا فی
الصلوۃ.

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 280)

حدیث نمبر 8.

خبر دی ہم کو ابو عبد اللہ حافظ (یعنی امام حاکم نے) کہا بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے پھر اوپر کی سند کی طرح باقی سند بیان کی کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جس طرح شریر گھوڑوں کی ڈمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا وکیع فذکرہ باسنادہ قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن رافعی ایدینا فی الصلوٰۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذنا بخیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ.

(سنن کبریٰ بیہقی ج 2 ص 280)

حدیث نمبر 9.

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

کہ ہم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قاروا فی الصلوٰۃ۔ اس کا معنی ہے

روینا عن عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انه قال قاروا فی الصلوٰۃ یعنی اسکنوا فیہا

نماز میں سکون اختیار کرو۔

آگے وہ حدیث بیان کی سند کے ساتھ۔

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ و ابو سعید بن ابی عمر و قالا ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا اسيد بن عاصم ثنا الحسين بن حفص عن سفيان قال حدثني الاعمش عن ابى الضحى عن مسروق قال قال عبدالله بن مسعود قاروا فى الصلوة.
(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 280)

خبر دی ہم کو ابو عبدالله الحافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا بیان کیا ہم سے اسید بن عاصم نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن حفص نے انہوں نے سفیان سے کہا بیان کیا مجھ سے اعمش نے ابو الضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے مسروق نے کہا فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں سکون اختیار کرو۔

قارئین محترم: یہ نو (9) حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ قولی مرفوع ہیں اور ایک جوابی بھی بیان ہوئی ہے وہ موقوف ہے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان..... ان تمام احادیث میں ترک رفع یدین پر دلیل ہے کہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں میں رفع یدین کرنا منع ہے۔ جیسا کہ ان احادیث کے علاوہ آگے اور حدیثیں بھی بیان ہوں گی۔ جو حضرات نماز میں رفع یدین کر رہے تھے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ جو بعض روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ نسخ سے پہلے کا ہے۔

محدث مکہ مفتی مکہ امام کبیر ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

ولیس فی غیر التحریمة رفع ید
عند ابی حنیفة لخبر مسلم عن
جابر بن سمرة.
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
نزدیک سوائے تکبیر افتتاح کے رفع
یدین نہیں ہے مسلم شریف کی اس
حدیث کے مطابق جو کہ جابر بن سمرة
سے مروی ہے۔

(مرقات ملا علی قاری 2 ص 275 مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ محدث بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ البنایہ فی شرح الہدایہ میں مسلم
کی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

قلت فی الحدیث الاول انکار
لرفع الیدین فی الصلاة و امر
بالسکون فیہا.
آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مسلم
میں، نماز میں رفع یدین کرنے کی
ممانعت ہے اور نماز میں پُر سکون
رہنے کا حکم ہے۔

(البنایہ فی شرح الہدایہ 2 ص 296 مکتبہ حقانیہ ملتان)

اسی طرح امام الحدیث امام جمال الدین زیلعی علیہ الرحمہ بھی نصب
الرایہ میں اس حدیث شریف سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑتے ہیں۔ دیکھئے
نصب الرایہ بحث رفع یدین میں۔

اس حدیث مبارک پر غیر مقلدین حضرات بہت سے اعتراض کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1.

کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب جزء رفع یدین میں فرمایا ہے کہ اس حدیث مسلم سے وہی رفع یدین کی ممانعت پر دلیل پکڑے گا جس کا علم میں حصہ نہیں۔ اسی طرح امام نووی علیہ الرحمۃ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے۔

جواب نمبر 1.

غیر مقلدین حضرات اکثر تحریروں، تقریروں میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہ حوالہ دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے اس رسالہ کو روایت کرنے والا ایک مجہول شخص ہے محمود بن اسحاق۔ اس کا اول ہونا ثقہ ہونا معروف ہونا ثابت کرنا غیر مقلدین کے ذمہ ہے۔ ایک مجہول شخص کی بنا پر اس رسالہ کا اعتبار کیونکر کیا جاسکتا ہے۔

اسی لئے امام الحدیث برصغیر پاک و ہند کا بے مثال محدث فقیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان الحدیث میں فرماتے ہیں۔ کتاب رفع الیدین للبخاری و کتاب الجمعة للنسائی۔ ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

(بستان الحدیث ص 139 مترجم مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

تو جب اس رسالہ کا راوی مجہول شخص ہے تو پھر یہ اعتراض ہی کیسا۔ یہ اعتراض ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مجہول شخص کا عادل، ثقہ، معروف ہونا بیان کیا جائے۔

جواب نمبر 2.

یہ ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ امام بخاری علیہ

الرحمة کا قول ہی ہوگا کوئی (اللہ، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فرمان تو نہیں ہو گا۔ اگر تم اس حدیث پر اعتراض کرنے میں کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہو تو اس کا جواب دینے میں ہم بھی کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہیں۔ اگر تم کہو کہ امام بخاری نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رفع یدین کی ممانعت پر دلیل نہیں تو ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ امام جمال الدین زبیلی حنفی علیہ الرحمہ۔ امام ملا علی قاری، امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رفع یدین کی ممانعت ہے تم نے بھی امام کا قول پیش کیا ہم نے بھی امام کا قول پیش کیا۔ تو کیوں نہ ہم ان تمام اقوال سے ایک بار صرف نظر کر کے قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی غور فکر کر لیں کہ متن حدیث کا تقاضا کیا ہے، متن حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث حالت تشهد میں سلام کرنے کی ممانعت میں ہے جیسا کہ مسلم شریف میں اسی حدیث کے نیچے سلام والی حدیث درج ہے یعنی نیچے والی حدیث یعنی سلام والی حدیث پہلی حدیث کی شرح ہے تو سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ہے نہ کہ رکوع والی رفع یدین کی اور یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں۔ کیونکہ محدثین نے اس حدیث کو باب السلام میں نقل کیا ہے۔ یہ ہے وہ مرکزی اعتراض جو وہاں یہ کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام محدثین نے اس کو (یعنی نماز میں سکون اختیار کرو) کو باب السلام میں نقل نہیں کیا۔ دیکھئے امام بیہقی علیہ الرحمہ نے۔ اسکنوا فی الصلوٰۃ والی حدیث کو باب الخشوع فی الصلوٰۃ میں درج کیا ہے۔ دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 279-280۔

اور وہ حدیث جس میں حالت سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے (باب کراهية الایماء بالید عند التسليم من الصلوٰۃ) میں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی شریف 2 ص 181

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ ترجمہ: (باب سلام کے وقت ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت)۔

پھر مسلم شریف میں جو باب ہے اس میں چار چیزوں کا ذکر ہے۔ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ..... الی آخرہ کہ نماز میں سکون اختیار کرنا اور سلام کے وقت ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنے کی ممانعت اور پہلی صفوں کا مکمل کرنا اور خلاء کو پُر کرنا اور اجتماع کا حکم۔ دیکھئے صحیح مسلم 1 ص 181۔

اب اس باب میں چار چیزوں کا ذکر ہے نہ کہ ایک کا۔

(۱) نماز میں سکون اختیار کرنا۔

(۲) عند السلام ہاتھ کے اشارے سے سلام کی ممانعت۔

(۳) پہلی صفوں کا مکمل کرنا اور خلاء پُر کرنا۔

(۴) اجتماع کا حکم۔

اب ان چار چیزوں کو بغور دیکھو تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ ان میں

سے ہر ایک چیز علیحدہ ہے۔

(۱) میں ممانعت رفع یدین۔

(۲) حالت سلام میں اشارہ سے سلام کی ممانعت۔

(۳) میں پہلی صفوں کے مکمل کرنے کا حکم اور خلاء کو پُر کرنا۔

(۴) میں اجتماع کا حکم۔

تو یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ اس حدیث مسلم کو ہر محدث نے باب السلام میں نقل کیا ہے۔ اگر کئی ائمہ کرام نے اس حدیث مسلم کو باب السلام میں نقل کیا بھی ہے تو بتاؤ متن حدیث کا اعتبار ہو گا یا کہ امام کے باب باندھنے کا۔ تو ہم حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش کرتے ہیں اور غیر مقلدین اماموں کا

باندھا ہوا باب۔ اب حدیث کا منکر کون ہوا۔ یہ کیسی حدیث سے محبت ہے کہ امام کا باندھا ہوا باب جو کہ صرف فہم محدث ہے جو کہ محدث کا استدلال ہے اسے آڑ بنا کر متن حدیث کا صاف انکار کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ لوگ اماموں کے باندھے ہوئے باب پر بھی قائم نہیں رہتے مثلاً

امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے سنن ابو داؤد 1 ص 117 پر ایک حدیث درج کی ہے جو ترک رفع یدین کی دلیل ہے وہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا مسددنا يحيى ابن ابى
ذئب عن سعيد بن سمعان عن
ابى هريرة قال كان رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم اذا
دخل فى الصلوة رفع يديه مده

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو
رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔
(ابو داؤد 1 ص 117 باب من لم

يدكر الرفع عند الركوع)

ہم کہتے ہیں یہ حدیث ترک رفع یدین پر دلیل ہے۔ غیر مقلدین کہتے
ہیں کہ یہ دلیل نہیں ہے کیونکہ اس پر صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے
رکوع کی نفی نہیں۔ ہم غیر مقلدین کو کہتے ہیں کہ دیکھو امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے
اس حدیث کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کے باب میں بیان کیا ہے۔ لہذا
یہ حدیث ترک رفع عند الركوع کی دلیل ہے لیکن یقین جانے غیر مقلدین حضرات
یہاں پر امام کے باندھے ہوئے باب کے بالکل منکر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ غیر
مقلدین حضرات اماموں کے باب باندھنے کو بھی نہیں مانتے سوائے اس کے جو
باب ان کی طبیعت کے مطابق ہو۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جیسے تم کہتے ہو کہ اس
حدیث مذکور میں رکوع کی نفی نہیں ہے اور امام کے باب باندھنے کا اعتبار نہیں بلکہ

الفاظ حدیث کا اعتبار ہے اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اماموں کے باب باندھنے کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ حدیث کا اعتبار ہے اور الفاظ حدیث میں رفع یدین کا ذکر ہے پھر ممانعت کا ذکر ہے۔ اب حدیث اور سند حدیث کو دیکھئے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں جو کہ غیر مقلدین ایک بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دو مختلف واقعات ہیں جن کو اتحاد واقعہ قرار دیا جاتا ہے غیر مقلدین کی طرف سے۔ ہم پہلے سند کا فرق بتاتے ہیں کہ دونوں کی سند بھی ایک نہیں بلکہ سندیں بھی الگ الگ ہیں۔ جو ترک رفع یدین کی حدیث ہے یعنی (اسکنوا فی الصلوٰۃ) اس حدیث کو حضرت جابر بن سمرہ صحابی سے روایت کرتے ہیں جناب تمیم بن طرفہ۔ ان سے مسیب بن رافع ان سے اعمش ان سے ابو معاویہ۔

اور یہ حدیث جس میں عند السلام ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ وہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں جناب عبید اللہ بن قبطیہ۔ ان سے مسعر ان سے ابن ابی زائد اور سلام والی حدیث کی دوسری سند میں حضرت جابر سے عبید اللہ بن قبطیہ ان سے قرات قزاز ان سے اسرائیل ان سے عبید بن موسیٰ ان سے قاسم بن زکریا۔

غور سے دیکھئے کہ یہ ایک ہی سند ہے یا کہ مختلف۔ یہ تو ہوا سند کا فرق۔ اب متن حدیث کی طرف توجہ کیجئے کہ ان دونوں حدیثوں کا متن بھی ایک نہیں، دیکھئے جناب وہ حدیث جس میں رفع یدین کی ممانعت ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

خرج علينا رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم فقال مالي
اراكم رافعي ايديكم
کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور حضور
عليه الصلوٰۃ والسلام شريف لائے۔ کیا
وجہ ہے میں تمہیں ہاتھوں کو اٹھاتے

ہوئے دیکھتا ہوں۔

اور وہ حدیث جس میں سلام کا ذکر ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

کنا اذا صلينا مع رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قلنا
السلام علیکم ورحمة اللہ
السلام ورحمة اللہ و اشار بیدہ
الی الجانبین۔
کہ جب ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم اس طرح
کہتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام
علیکم ورحمۃ اللہ اور آپ نے دونوں
طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

اب دیکھئے رفع یدین کے ممانعت والی حدیث میں نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر ہے نہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ذکر ہے نہ ہی
دونوں جانبوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کا ذکر۔

رفع یدین کی ممانعت والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ کانہا اذنا
خیل شمس اور سلام والی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں جن کی بنا پر اسے اتحاد
واقعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کو شریر
گھوڑوں کی ڈم میں قرار دیا ہے اس میں ہاتھ اٹھانے کا اشتراک ہے کہ دونوں ہی
ہاتھ تو اٹھاتے ہیں بس اسی اشتراک کے لئے دونوں کو ایک ہی لفظ فرمایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ شریر گھوڑے صرف اوپر کو ہی ڈم نہیں اٹھاتے بلکہ
دونوں طرف ڈم کو حرکت دیتے ہیں۔ اسی لئے دونوں کے حق میں یہ الفاظ درست
ہیں۔ یہ دو واقعات ہیں نہ کہ ایک۔ پھر رفع یدین سے ممانعت والی حدیث میں یہ
الفاظ ہیں۔

اسکنوا فی الصلوٰۃ۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

اور عند السلام والی حدیث میں یہ الفاظ نہیں بلکہ انہیں سلام پھیرنے کا

طریقہ ارشاد فرمایا۔

انما یکفی احد کم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ و شمالہ۔
بے شک تمہیں یہی بات کافی ہے کہ تم اپنا ہاتھ اپنی فخذ پر رکھو پھر دائیں بائیں سلام کہو۔

دیکھا آپ نے کہ جو رفع یدین کر رہے تھے انہیں سلام پھیرنے کا طریقہ نہیں سمجھایا بلکہ انہیں اس کام سے منع کیا اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور جو عند السلام ہاتھ اٹھا رہے تھے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ نماز میں سکون اختیار کرو بلکہ سلام پھیرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ تو اس تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ایک حدیث نہیں بلکہ دو مختلف حدیثیں ہیں۔ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مختلف واقعات ہیں تو ثابت ہوا کہ عند التحقیق یہ حدیث یعنی نماز میں سکون اختیار کرو ترک رفع یدین کی زبردست دلیل ہے۔

اسی لئے تو امام جمال الدین زلیعی علیہ الرحمۃ نے نصب الراية میں اور محدث بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نے البناية فی شرح الھدایہ میں امام محدث فقیہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کو ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کیا ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح نقایہ 1 ص 78 پر فرماتے ہیں۔

رواہ مسلم و یفید النسخ۔
کہ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث رفع یدین کے نسخ کا فائدہ دیتی ہے۔

جبکہ مخالفین اس حدیث کا کوئی جواب نہیں پاتے تو پھر مختلف اعتراض شروع کر دیتے ہیں جو کہ ان کی کمزوری پر دال ہیں۔

اعتراض یہ ہے کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف رکوع کی ہی بات نہیں کرتے بلکہ ساری نماز کی بات کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا رکوع نماز میں ہے یا نہیں۔ یقیناً ہے تو پھر رکوع بھی فی الصلوٰۃ ہے تو اس حدیث میں فی الصلوٰۃ کے الفاظ ہی تو ہیں۔ یا تو مخالفین انکار کریں کہ رکوع نماز میں نہیں ہے معاذ اللہ۔ اگر رکوع کو نماز میں مانتے ہیں تو پھر اس حدیث میں فی الصلوٰۃ کا ذکر ہی ہے۔ رفع یدین خواہ رکوع کے وقت ہو یا سجدہ کے وقت یا حالت تشهد میں اس سے ممانعت واضح ہے۔

اعتراض:

پھر تم نماز وتر میں رفع یدین کیوں کرتے ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وتر میں رفع یدین کی ممانعت کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ بخلاف رکوع و بعد الرکوع کے کہ اس کی ممانعت میں کئی احادیث وارد ہیں۔ جیسا کہ ایک تو یہی حدیث دلیل ہے اور اکثر روایات کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو سر دست ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر ہے اور کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، ملاحظہ کریں۔ مالکی حضرات کی سب سے زیادہ معتبر کتاب مدونۃ الکبریٰ میں امام عبدالرحمن بن قاسم، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سند صحیح سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 10.

ابن وہب عن مالک بن انس
ابن وہب مالک بن انس سے وہ ابن
عن ابن شہاب عن سالم بن عبد
شہاب زہری سے وہ سالم بن عبداللہ

اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیه حدو منکیبہ اذا افتتح التکبیر للصلاة۔
(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 مطبوعہ مصر)

سے وہ اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے کندھوں تک جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع کرتے تکبیر نماز کے لئے۔

یہ حدیث ترک رفع یدین پر دلیل ہے۔ اس پر یہ اعتراض کہ اس میں صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ آگے رکوع کی نفی نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام عبدالرحمن بن قاسم نے جو کہ فقہ مالکی کے محدث مجتہد ہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے رکوع والی رفع یدین پر ترک کی دلیل قائم کی ہے۔ کیا اتنے بڑے امام کو علم نہیں تھا کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں ہے اور میں اس کو ترک رفع یدین عند رکوع پر بطور دلیل پیش کر رہا ہوں اتنے بڑے امام کا اس حدیث کو ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کرنا دلیل ہے کہ اس میں ماسوائے شروع کے باقی رفع یدین پر مانعت ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ ایک ضابطہ مشہور ہے۔ (ویسے غیر مقلدین کسی ضابطے کے پابز نہیں ہوتے)

تقدیم ماحقہ التاخیر یفید الحصر۔
کہ جس کا حق تاخیر تھا اگر اس کو مقدم کر دیا جائے تو کام میں معنی حصر کا پیدا ہو جاتا ہے۔

دیکھئے شرط مقدم ہوتی ہے جزا مؤخر ہوتی ہے۔ اگر جزا کو مقدم کر دیا جائے اور شرط کو مؤخر کر دیا جائے تو معنی حصر کا پیدا ہو جاتا ہے۔ تو سنیے جناب اس

حدیث میں کان یرفع یدیه یہ جزا ہے جو مقدم ہے۔ اذا افتتح التكبير للصلاة یہ شرط ہے جسے مؤخر کیا گیا ہے یعنی شرط پہلے ہونی چاہیے تھی اور جزا بعد میں۔ لیکن یہاں یہ جزا کو مقدم کیا گیا ہے اور شرط کو مؤخر اب معنی حصر کا پیدا ہو گیا یعنی صرف شروع میں ہی رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

تو اگر اس حدیث میں آگے رکوع والی رفع یدین کا ذکر ہوتا تو امام ابن القاسم اس کا بھی ذکر کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث ترک رفع یدین پر دلیل ہے اور پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تو رفع یدین نہیں کرتے تھے تو یہ حدیث خود ان کے اپنے عمل کے مطابق ہے۔

تو ثابت ہوا کہ رکوع والی رفع یدین پر ممانعت کی احادیث ہیں بخلاف وتر کے اس کی ممانعت پر ایک بھی دلیل نہیں ہے پھر صحابہ جو نماز پڑھ رہے تھے وہ نہ تو وتر کی نماز تھی نہ ہی عید کی نماز تھی۔

وتر کی نماز تو اس لئے نہیں تھی کہ یہ دن کا واقعہ ہے اور وتر دن کو نہیں پڑھے جاتے بلکہ وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے ہوتا ہے۔ دیکھئے مسند امام احمد 4 ص 451 کا یہ دن کا واقعہ ہے۔ مسند کے یہ الفاظ ہیں۔

خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم. . . کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعالیٰ علیہ وسلم ذات یوم. ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے

تو معلوم ہوا کہ یہ وتر کی نماز نہیں تھی۔ عید کی نماز اس لئے نہیں تھی کہ اگر عید کا واقعہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام بن کر نماز پڑھا رہے ہوتے اور صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدی ہوتے۔ لیکن یہاں یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہ کی نماز بھی نہیں تھی تو کون سی نماز تھی۔

ظاہر ہے کہ دن کی نمازوں میں سے کوئی نماز تھی۔ اس میں رفع یدین سے منع کیا تو معلوم یہ ہوا کہ نہ تو وتر میں رفع یدین منع ہے، نہ عید میں بلکہ ان کے سوا نمازوں میں رکوع جاتے وقت سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے وقت رفع یدین منع ہے اور یہ حدیث مسلم اسی کی ممانعت پر دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حدیث نمبر 11.

حدثنا الحمیدی قال ثنا (سفیان) ^ط ثنا الزہری قال اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه قال: رایت رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدین.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو ہاتھ اٹھائے کندھوں تک اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد آپ نے رفع یدین نہیں کیا اور نہ ہی دو سجدوں کے درمیان۔

(مسند حمیدی 2 ص 277 حدیث نمبر 614 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس حدیث میں ترک رفع یدین کتنی واضح ہے وہ بھی عند الرکوع اور بعد الرکوع کے ذکر کے ساتھ۔

۱۔ مسند حمیدی مطبوعہ بیروت لبنان میں حروف جوڑنے والے کی غلطی سے اس سند میں سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے جبکہ اصل سند میں سفیان کا واسطہ ہے۔ ہم نے یہ سند ایک قلمی نسخہ سے درج کی ہے۔

حدیث نمبر 12.

محدث المکہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ موضوعات کبیر فرماتے ہیں۔

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے خلافت میں
عبداللہ بن عون خراز سے روایت کی
ہے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے

زہری سے انہوں نے سالم سے
انہوں نے اپنے والد سے کہ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین
کرتے جب نماز شروع کرتے پھر
دوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے صحیح طور پر اس کے خلاف بھی
روایت ہے (یعنی رکوع جاتے وقت
اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا) تو
پہلی حدیث کو اس حدیث سے
منسوخیت پر محمول کیا جائے۔

وحدیث اور وہ البیہقی فی
الخلافت من روایۃ عبداللہ بن
عون الخراز حدثنا مالک عن
الزہری عن سالم عن ابیہ ان
النبی علیہ السلام کان یرفع یدیه
الخ ثم لا یعود. قلت وقد صح
عنه خلاف ذلك فینحمل علی
نسخ الاول فیامل فقول ابن
القیم من شتم زوائج الحدیث
علی بعد شہد باللہ انه موضوع،
مدفوع.

(موضوعات کبیر ملا علی قاری مع تذکرہ
الموضوعات ص 175)

پس غور و فکر کریں کہ ابن قیم نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے حدیث کی بو
سونگھی ہے وہ اس کی گواہی دے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ پس ابن قیم کا
جواب ہو گیا ہے۔ یعنی ملا علی قاری نے ابن قیم کا رد کیا ہے جو کہ ابن قیم نے اس

حدیث پر موضوعیت کا اعتراض کیا ہے کہ یہ اعتراض غلط ہے بلکہ پہلی حدیث کو یعنی رفع یدین کرنے والی حدیث کو رفع یدین نہ کرنے والی حدیث سے منسوخ مانیں گے یعنی رفع یدین نماز میں یہ پہلے کا عمل ہے۔ بعد میں متروک ہوا یہی اس حدیث کا مطلب و مفہوم ہے۔ غیر مقلدین جو ابن قیم کی تقلید میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ ذرا انصاف کے ساتھ موضوع حدیث کی تعریف کریں پھر دیکھو کیا یہ حدیث موضوع ہے ہرگز نہیں۔

حدیث نمبر 13.

امام الحدیث امام نسائی علیہ الرحمۃ اپنی سند صحیح کے ساتھ حدیث درج فرماتے ہیں جو کہ ترک رفع یدین پر صریح حدیث ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا
عبدالله بن المبارك عن سفیان
عن عاصم بن كليب عن الرحمن
بن الاسود عن علقمة عن
عبدالله. قال الا اخبركم بصلوة
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم قال فقام فرفع يديه اول
مرة ثم لم يعد.

ہمیں خبر دی سويد بن نصر نے انہوں
نے کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے
بیان کیا ہے سفیان سے۔ انہوں نے
عاصم بن کلب سے وہ عبد الرحمن بن
اسود سے وہ علقمہ سے وہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے
فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ بتلاؤں؟
علقمہ نے کہا پھر آپ کھڑے ہوئے
(اور نماز نبوی پڑھ کر دکھانے لگے) تو

(نسائی شریف کتاب الصلوٰۃ باب
ترک ذلک 1 ص 117)

آپ نے صرف پہلی بار (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ نے ہاتھ اٹھائے اس کے بعد دوبارہ رفع یدین نہ کیا۔

یہ حدیث صحیح حدیث ہے اور کئی حضرات نے اس حدیث کی صحت کو بیان کیا ہے جیسا کہ آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ کریں گے۔

حدیث نمبر 14.

امام نسائی علیہ الرحمۃ یہی حدیث ایک اور سند ثقہ سے بیان کرتے ہیں۔

اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله انه قال الاصلی لکم صلوة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم فلم یرفع یدیه الامرة واحدة.

ہمیں محمود بن غیلان نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا انہوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی تو سوائے ایک (پہلی) مرتبہ کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔

(سنن نسائی 1 ص 120)

قارئین کرام! یہ دو حدیثیں بھی صحیح اور ترک رفع یدین پر صریح ہیں۔ بہت سے حضرات نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جن میں خود غیر مقلدین کے اپنے محدث علماء موجود ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حسن کہا۔ دیکھئے ترمذی 1 ص 59 غیر مقلدین کا محدث ابن حزم کہتا

ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (محلّی ابن حزم 3 ص 4)

غیر مقلدین کے ایک اور علامہ محدث احمد شاہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی تحقیق و شرح احمد شاہ صاحب 2 ص 41)

غیر مقلدین کا ایک اور محدث مولوی عطاء اللہ امرتسری کہتا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں۔ ضرور کئی محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے تعلیقات سلفیہ علی سنن نسائی 1 ص 123)

غیر مقلدین کا ایک اور علامہ محدث ناصر الدین البانی صاحب نے اس حدیث کو چار بار صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے ناصر الدین البانی کی صحیح ابوداؤد صحیح ترمذی، صحیح نسائی، مشکوٰۃ تحقیق ناصر الدین البانی 1 ص 254 بیروت حدیث نمبر 8,9)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الآلی المصنوعہ 2 ص 18 پر اس حدیث کی صحت امام دارقطنی اور ابن القطان کی طرف سے نقل ہے) ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور امام ابوداؤد جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتی ہے۔

تو قارئین کرام دیکھا آپ نے کہ اس حدیث کو کتنے حضرات نے صحیح کہا ہے لیکن موجودہ غیر مقلدین حضرات بالکل اس حدیث کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر غیر مقلدین حضرات بنظر انصاف دیکھیں تو اس حدیث کو ضرور صحیح مانیں گے۔ غیر مقلدین حضرات اصول حدیث کے اعتبار سے اس کی سند کو دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث ضرور صحیح ہے۔ اسی

! ابن حزم غیر مقلد نے محلّی ابن حزم کے ص 4 جلد 3 پر۔ اس حدیث کو دوبارہ صحیح کہا ہے۔

فائدہ:- ائمہ محدثین کے نزدیک موضوع حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں کوئی کذاب راوی ہو۔ تو اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے غیر مقلدین کو چاہیے کہ زور لگا کر اس کی سند میں سے کوئی کذاب راوی نکالیں ورنہ اس حدیث کو موضوع کہنے سے باز رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لئے تو جلیل القدر اماموں نے اس کو بیان کیا ہے۔

غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے بالکل جھوٹ ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہو۔ اگر یہ بات سچ ہے تو غیر مقلدین امام بخاری کی کسی کتاب کی نشان دہی کریں۔

غیر مقلدین حضرات کا یہ کہنا کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنے مسند میں خود اس حدیث کو روایت کیا ہے اگر آپ اس کو ضعیف سمجھتے تو اس کو روایت کیوں کرتے جبکہ غیر مقلدین کا علامہ شوکانی امام سیوطی علیہ الرحمہ سے نقل ہے کہ:

کل ما کان فی مسند احمد فہو مسند امام احمد کی ہر حدیث قبول ہے۔

(1 ص 20)

مقبول.

اور دنیا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جس میں انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہو۔ اگر کسی غیر مقلد کو امام احمد کی کوئی ایسی کتاب مل جائے تو نشانہ ہی کریں۔

الغرض یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند ثقہ ترین ہے اور ترک رفع یدین پر صریح ہے کہ رکوع والی رفع یدین ترک کر دی گئی تھی۔

حدیث نمبر 15.

حدثنا محمد بن الصباح البزار	ہم سے محمد بن صباح بزار نے بیان کیا
ناشريك عن يزيد بن ابي زياد	ہے کہ خبر دی ہم کو شریک نے یزید بن
عن عبد الرحمن بن ابي لیلی عن	ابی زیاد سے انہوں نے عبد الرحمن بن
البراء. ان رسول الله صلى الله	ابی لیلی سے انہوں نے براء بن

عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود.
(ابوداؤد شریف 1 ص 116)

اس حدیث پر امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے سکوت کیا ہے اور امام ابوداؤد علیہ الرحمہ جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتی ہے دیکھئے ابکار الممن از عبد الرحمن مبارک پوری غیر مقلد۔

اس حدیث پر غیر مقلدین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ بعض حضرات نے اس کے حافظہ کی جہت سے اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن اس کو ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔ کتب اسماء الرجال پر نظر رکھنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم یزید بن ابی زیاد کی ثقات پر غیر مقلدین کے گھر سے ہی ایک حوالہ پیش کرتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ ہے ملاحظہ کیجئے۔

غیر مقلدین کے علامہ محدث احمد شاہ صاحب شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

اور حق بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے، ابن شاہین نے بھی اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن صالح مصری نے کہا کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ

والحق انه ثقہ، قال ابن شاہین فی الثقات. قال احمد بن صالح المصری یزید بن ابی زیاد ثقہ ولا یعجبني قول من تكلم فيه.

وقال ابن سعد في الطبقات
وكان ثقة في نفسه.

ہے اور مجھے اس کا قول پسند نہیں جس
نے اس راوی میں کلام کیا ہے۔ امام
ابن سعد نے طبقات میں فرمایا ہے کہ
یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے۔

(ترمذی تحقیق و شرح احمد شاہر 1 ص 195 مطبوعہ بیروت)

یہی احمد شاہر صاحب ترمذی کی دوسری جلد میں بھی لکھتے ہیں۔ ایک
حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے جس کی سند میں بھی یہی راوی یزید بن ابی زیاد ہے
لکھتے ہیں۔

فمدار الحدیث علی یزید بن ابی زیاد وهو ثقة صحيح الحدیث.
اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے
اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔

(ترمذی تحقیق و شرح احمد شاہر 2 ص 409)

غیر مقلدین آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ ان کے علامہ محدث نے یزید
بن ابی زیاد کو ثقہ مانا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تو یہ مذکورہ حدیث بھی
صحیح حدیث ہے۔

پھر اس ابو داؤد میں اس حدیث سے آگے یزید بن ابی زیاد کے دو
زبردست متابع موجود ہیں کہ یزید بن ابی زیاد کی طرح عیسیٰ اور حکم بھی اس
حدیث کو عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے روایت یہ ہے۔

حدیث نمبر 16.

حدثنا حسين بن عبدالرحمن انا
وكيع عن ابن ابی لیلی عن اخیه
بیان کیا ہم سے حسین بن عبدالرحمن
نے کہا خبر دی ہم کو وکیع نے ابن ابی

لیلیٰ سے انہوں نے اپنے بھائی عیسیٰ بن ابی لیلیٰ سے اور حکم سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا جب نماز شروع کی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا نماز پوری کرتے وقت تک۔

عیسی عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعہما حتی انصرف۔

(ابوداؤد 1 ص 117)

دیکھئے جس طرح یزید بن ابی زیاد نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے اسی طرح یزید بن ابی زیاد کی متابعت کرتے ہوئے عیسیٰ اور حکم بھی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں اس روایت میں یزید کے دو متابع موجود ہیں۔ جیسا کہ اصول حدیث کے تحت ضعیف روایت کو بھی بطور متابعت پیش کیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں پر تو دو متابع ثقہ ہیں پھر بھی غیر مقلدین اس حدیث کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس سند پر یہ اعتراض ہے کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض ضعیف بھی ہو تو کیا ضعیف روایت بطور متابعت پیش نہیں کی جاسکتی؟ حالانکہ اس قاعدہ کو غیر مقلدین خود تسلیم کر چکے

ابوداؤد میں غالباً کاتب کی غلطی کی وجہ سے عن الحکم لکھا گیا ہے ورنہ سند اس طرح ہے عیسیٰ والحکم عن عبدالرحمن یعنی عیسیٰ اور حکم دونوں مل کر عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 شرح معانی الآثار 1 ص 162 مسند ابی لیلیٰ 2 ص 152

ہیں کہ ضعیف روایت بطور متابعت پیش کی جا سکتی ہے اور متابعت سے حدیث کو تقویت ملتی ہے۔

لیکن یہاں پر راوی، محمد بن ابی لیلیٰ ایسا ضعیف بھی نہیں کہ بالکل اس کی روایت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اگرچہ کچھ حضرات نے محمد بن ابی لیلیٰ پر کلام کیا ہے مگر اس کو ثقہ صدوق کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

امام جرح و تعدیل علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں محمد بن ابی لیلیٰ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے بعد میں یوں فرماتے ہیں۔

قلت حدیثہ فی وزن الحسن . امام ذہبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کے برابر ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)
غیر مقلدین غور کریں کہ امام جرح و تعدیل نے محمد بن ابی لیلیٰ پر جرح و تعدیل نقل کرنے کے بعد فیصلہ یوں دیا ہے کہ اس کی حدیث درجہ حسن میں ہے۔ تو امام ذہبی علیہ الرحمہ کے فیصلہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث درجہ حسن میں ہے۔ اسی لئے امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے (یعنی درجہ حسن کی حدیث ہے) اور صحت کی نفی سے درجہ حسن کی نفی نہیں ہوتی۔

تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث جس کو بطور متابعت پیش کیا گیا ہے خود درجہ حسن کی حدیث ہے۔ تو معلوم ہوا اصولی طور پر حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ صحیح حدیث ہے جو کہ ترک رفع یدین پر صریح ہے۔

اب ہم اس حدیث کی وہ سند پیش کرتے ہیں جس میں نہ تو یزید بن ابی زیاد ہے اور نہ ہی محمد بن ابی لیلیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔
وہ روایت یہ ہے۔

حدیث نمبر 17

حدثنا ابو القاسم بن بالويه
النيسابوري ثنا بكر بن محمد
بن عبدالله الحبال الرازي، ثنا
علي، ثنا علي بن محمد بن روح
ابن ابي الحرش المصيبي،
سمعت ابي يحدث عن ابيه
روح ابن ابي الحرش، سمعت
ابا حنيفة يقول الشعبي يقول.
سمعت البراء بن عازب، يقول
كان رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع
يديه حتى يحاذي مكنتيه، لا يعود
يرفعهما حتى يسلم من صلاته.

امام ابو نعیم اصبھانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
کہ بیان کیا ہم سے ابو القاسم بن بالویہ
نيسابوزی نے کہا بیان کیا ہم سے بکر بن
محمد بن عبداللہ الحبال رازی نے کہا بیان
کیا ہم سے علی نے بیان کیا ہم سے علی
بن محمد بن روح ابن ابی الحرش مصیصی
نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے کہ وہ
اپنے باپ روح بن ابی الحرش سے بیان
کرتے تھے کہا سنا میں نے (امام) ابو
حنیفہ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ امام
شععی^۱ فرماتے تھے کہ سنا میں نے براء
بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہ آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع
فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ

۱ امام شععی علیہ الرحمہ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی
زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

(مسند الامام ابی حنیفہ ص 156) کندھوں تک اٹھاتے تھے، پھر سلام
 مؤلف امام ابو نعیم اصبھانی مطبوعہ
 مکتبۃ الکواثر الریاض) یدین نہیں کرتے تھے۔

لو جناب اس سند میں نہ تو یزید بن ابی زیاد ہے اور نہ ہی محمد بن ابی لیلیٰ
 پھر جس طرح حدیث براء بن عازب کو حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت
 براء بن عازب سے روایت کیا ہے اسی طرح اس حدیث کو حضرت براء بن
 عازب سے امام شعبی علیہ الرحمہ نے بھی بیان کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح بھی ہے اور
 ترک یدین پر صریح بھی۔

اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ واللہ الہادی الی الرشید۔

حدیث نمبر 18

امام کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔
 حدثنا ابن ابی داؤد^۱ قال ثنا
 نعیم بن حماد^۲ قال ثنا وکیع^۳
 عن سفیان عن عاصم بن کلیب
 عن عبدالرحمن بن الاسود عن
 علقمة عن عبداللہ عن النبی
 ہمیں بیان کیا ابن ابی داؤد نے کہا
 بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے کہا
 بیان کیا ہم سے وکیع نے انہوں نے
 سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب
 سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے

۱ ابن ابی داؤد کے بارے میں ابن حجر لسان المیزان 1 ص 276 پر کہتے ہیں کان من الحفاظ
 المکثرین یعنی آپ حافظ حدیث ہیں اور کثرت سے احادیث آپ سے مروی ہیں۔

۲ ابن حجر لسان المیزان 7 ص 412 پر نعیم بن حماد کے بارے میں کہ امام احمد امام یحییٰ امام عجلی نے
 آپ کو ثقہ کہا ہے۔

۳ وکیع بن جراح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

انہوں نے عبدالرحمن بن اسود سے
انہوں نے علقمہ سے انہوں نے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے کہ آپ رفع یدین کرتے
تھے نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر
میں پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان
یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم
لا یعود۔

(طحاوی شریف 1 ص 162 مکتبہ
حقانیہ ملتان)

حدیث نمبر 19.

امام ربانی مجتہد فقیہ محدث محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ سیدنا امام مالک
علیہ الرحمۃ سے سند ثقہ سے روایت فرماتے ہیں۔

کہ امام مالک بن انس نے نعیم بن
عبداللہ مجمر اور ابو جعفر قاری دونوں
سے روایت کی ہے کہ دونوں راویوں
نے کہا کہ بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ انہیں نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر تو
ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے دونوں نے کہا
کہ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر
کہہ کر نماز شروع کرتے تھے۔

مالک بن انس قدروی عن نعیم
بن عبداللہ المجمر و ابی جعفر
القاری انہما اخبراہ ان ابا ہریرۃ
رضی اللہ عنہ کان یصلی بہم
فی کبر کما خفض و رفع قالوا۔
و کان یرفع یدیہ حین یکبر
ویفتح الصلاة۔

(کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ 1 ص 96 مطبوعہ دارالمعارف نعمانیہ)

حدیث نمبر 20.

بیان کیا ہم سے مسدد نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید بن سمعان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو خوب ہاتھ دراز کر کے رفع یدین کرتے تھے۔

حدثنا مسدد ثنا يحيى عن ابن ابي ذئب عن سعيد بن سمعان عن ابي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل في الصلوة رفع يديه مدا.

(ابوداؤد 1 ص 117 باب من لم يذکر الرفع عند الركوع)

یہ حدیث بھی ترک رفع یدین عند الركوع کی دلیل سے کیونکہ امام ابو داؤد نے اس کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کے باب میں درج کیا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی برج نہیں فرمائی۔

حدیث نمبر 21.

امام ابن عبد البر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

حضرت نعیم الجمر اور حضرت ابو جعفر قاری علیہما الرحمۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رفع یدین تو نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور تکبیر ہر اونچ نیچ

عن نعیم المجرم و ابي جعفر القاری عن ابي هريرة انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة وبكبر كما خفض ورفع ويقول انا اشبهكم صلاة برسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں کہتے تھے اور فرمانے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ تم سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

اس حدیث..... میں صراحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے اور رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میری نماز زیادہ مشابہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے۔

حدیث نمبر 22.

نا اسحق بن ابی اسرائیل نا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۱۔ اگرچہ محمد بن جابر پر جرح موجود ہے لیکن یہ روایت تو بطور متابعت پیش کی ہے پھر محمد بن جابر ایسا راوی بھی نہیں کہ بالکل متروک ہو بلکہ حدیث کے جلیل القدر امام اس سے روایت کرنے والے ہیں دیکھئے کامل ابن عدی 7 ص 328 تا 340۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ:

وعند اسحاق بن ابی اسرائیل عن محمد بن جابر کتاب احادیثہ صالحہ۔

تو یہ روایت بھی محمد بن جابر سے روایت کرنے والے یہی امام اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ امام اسحاق ابن ابی اسرائیل محمد بن جابر کو یوخ کی ایک جماعت پر فضیلت دیتے تھے جو یقیناً ان سے واثق تھے تو اگر وہ اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو یہ یوخ اس سے روایت نہ کرتے۔ ہشام بن حسان، ثوری، شعبہ ابن عیینہ وغیرہ اس سے روایت نہ کرتے۔

محمد بن جابر کی حدیث کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے سنن ترمذی 1 ص 25 میں بطور متابعت پیش کیا ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد نے بھی سنن ابو داؤد 1 ص 27 میں محمد بن جابر کی حدیث کو بطور متابعت پیش کیا ہے۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر کی سند سے سات روایات درج کی ہیں۔ مسند امام احمد 3 ص 458-459۔ شوکانی نے نیل الاوطار میں 1 ص 20 پر لکھا ہے کل ماکان فی المسند فہو مقبول۔ کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز کسی نے پڑھی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ امام اسحاق نے فرمایا کہ ہم اسی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔

(دارقطنی 1 ص 399 بیہقی سنن کبریٰ 2 ص 79)

ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومع ابی بکر ومع عمر رضی اللہ عنہما فلم یرفعوا یدیہم الا عند التکبیرة الاولى فی افتتاح الصلوۃ، قال اسحق بہ ناخذ فی الصلوۃ کلہا.

حدیث نمبر 23.

امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے حمانی نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن آدم نے حسن بن عیاش سے انہوں نے عبد الملک بن بحر سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے اسود نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ رفع یدین نماز کی پہلی تکبیر میں کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور کہا کہ میں نے امام

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا الحماني قال ثنا يحيى بن آدم عن الحسن بن عیاش عن عبد الملک بن ابحر عن الزبیر بن عدی عن ابراهیم عن الاسود قال رایت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرفع یدیہ فی اول تکبیرة ثم لا یعود قال روایت ابراهیم و الشعی یفعلان ذلک قال ابو جعفر فهذا عمر لم یکن یرفع یدیہ ایضا الا فی التکبیرة الاولى فی هذا

الحديث وهو حديث صحيح. (شرح معانی الآثار 1 ص 164)

شعسی اور ابراہیم کو دیکھا وہ بھی اسی طرح کرتے تھے (یعنی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔ امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

رجالہ ثقات. الدراية 1 ص 152 کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ جو ہر نقی میں فرماتے ہیں۔

۱۔ غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی صاحب لکھتے ہیں کہ علی بن عثمان بن ابراہیم الماردینی علاء الدین الشہیر مابن ترکمانی۔

کان امام عالما شیخا بارعا كاملا محققا مدققا متبحرا فی الفنون العقلية والنقلية له البدالطولی فی الحدیث والتفسیر۔

کہ ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ امام عالم زاہد کامل محقق مدقق تبحر ہیں علوم عقلیہ و نقلیہ میں اور آپ حدیث میں اور تفسیر میں ید طولی رکھتے ہیں۔

(فوائد البھیہ نمبر 123)

بعد چند سطور امام سیوطی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

کان اماما فی الفقه والاصول والحدیث۔ کہ آپ فقہ، اصول، حدیث میں امام ہیں۔

(فوائد البھیہ ص 123)

امام ابو الفضل مکی، ذیل طبقات الحفاظ میں فرماتے ہیں۔ ابن ترکمانی علی بن عثمان بن

ابراہیم بن مصطفیٰ مار دینی حنفی قاضی القضاة امام علامہ حافظ علاء الدین روی عنہ شیخنا الحافظ ابو الفضل العراقی سمع علیہ صحیح البخاری ولہ تالیف حسنة مفیدة..... و ذکرہ شیخنا زین الدین العراقی فی ذیلہ علی ذیل العبر للذہبی فقال شیخنا الامام العلامة الحافظ قاضی القضاة علاء الدین علی بن عثمان بن مصطفیٰ بن عثمان

وهذا السند ايضا صحيح على شرط مسلم. جوهر نقی علیٰ صحیح ہے۔ کہ یہ سند امام مسلم کی شرط کے مطابق

البیہقی 2 ص 75

یہ سند ثقہ صحیح ہے لیکن غیر مقلدین تعصب کی بناء پر اس کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں ابراہیم نخعی ہے جو کہ مدلس ہے اور مدلس کی وہ روایت جو عن سے ہو قبول نہیں ہوتی۔

یہی اعتراض مبارک پوری نے ابکار الممن میں کیا ہے یہی اعتراض یحییٰ گوندلوی صاحب نے التحقیق الراح میں اس حدیث پر کیا ہے.....

اس کے متعلق میں صرف اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ بخاری شریف کی ساری حدیثیں صحیح ہیں اور اس کے راوی ثقہ ہیں، یہ غیر مقلدین کا جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ اگر ان لوگوں کا بخاری اور اس کے راویوں پر صحت کا اتفاق ہوتا تو کبھی بھی ان راویوں پر جرح نہ کرتے جو بخاری شریف کے راوی ہیں حالانکہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بخاری شریف کے راوی ہیں اور بخاری میں متعدد ایسی احادیث ہیں جو کہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے عن سے روایت کی ہیں تو گویا غیر مقلدین کے نزدیک پھر وہ بخاری شریف کی تمام احادیث ناقابل اعتبار

(بقیہ پچھلے حاشیہ کا)

الترکمانی و ذکر له ترجمہ رحمہ اللہ علیہ. ذیل طبقات الحفاظ لابی الفضل المکی 5 ص 86..... اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ حافظ الحدیث امام عراقی کے استاذ الحدیث ہیں اور امام عراقی نے آپ کو امام علامہ حافظ قاضی القضاة کے لقب سے ملقب کیا ہے اور ابوالفضل مکی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو امام علامہ حافظ اور صاحب تالیفات حسنہ اور مفیدہ فرمایا ہے یعنی آپ کی کتابیں بڑی عمدہ اور مفید ہے۔

اتنے بڑے امام نے حضرت عمر کی ترک رفع یدین کی حدیث کو جو ہر نقی میں صحیح کہا ہے۔

ٹھہریں گی جن کی سند میں ابراہیم ہے اور عن سے روایت کی ہے تو گویا ان لوگوں نے خود ہی بخاری کے رواۃ پر جرح شروع کر دی ہے۔ اگرچہ بخاری کا نام نہ لیا۔
تو غیر مقلدین حضرات جو جواب بخاری کی ان روایات کا دیں گے جن میں ابراہیم ہے اور عن سے روایت کی ہے۔ وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں۔ غیر مقلدین حضرات کی مشہور کتاب (الرسائل) میں اس حدیث میں یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں حمانی مجہول ہے۔ حالانکہ یہ راوی حمانی مجہول نہیں ہے بلکہ ثقہ ہے۔

پھر بھی ہم یہ سند پیش کر دیتے ہیں جس میں یہ راوی حمانی نہیں ہے اور وہ سند امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد کی سند ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔
امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں اپنی ثقہ سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حدثنا يحيى بن آدم عن حسن بن عياش عن عبد الملك بن ابحر عن الزبير بن عدى عن ابراهيم عن الاسود قال صليت مع عمر فلم يرفع يديه فى شئى من صلاته الا حين افتتح الصلوة قال عبد الملك رايت الشعبى و ابراهيم و ابا اسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحنون الصلوة.

ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے یحییٰ بن آدم نے حسن بن عیاش نے انہوں نے عبد الملک بن ابھر سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے۔ اسود نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ عبد الملک نے کہا کہ میں

نے امام شعبی، ابراہیم اور ابواسحاق کو
دیکھا یہ سب حضرات نماز کی ابتداء
کے سوارفح یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

تو جناب! اس ہند میں حمانی راوی نہیں ہے جس کو غیر مقلدین نے
مجہول کہا ہے..... تو معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ثقہ سند ہے جو نہ مانے اس کی اپنی
مرضی ہے.....

حدیث نمبر 24.

امام ابو بکر عبداللہ بن ابی شیبہ اپنی سند صحیح کے ساتھ حدیث روایت
فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

حدثنا ابو بکر بن عیاش عن
حصین عن مجاہد قال
ما رأیت ابن عمر یرفع یدیه الا
فی اول ما یفتح.
ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم
سے ابو بکر بن عیاش نے حصین بن
عبدالرحمن سے انہوں نے مجاہد سے کہ
مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی

۱. ابو بکر بن عیاش: صحیح بخاری کا راوی ہے۔ (دیکھئے بخاری جلد اول ص 263, 260, 232, 186
496, 275 پر مذکور ہے) اگر ابو بکر بن عیاش کو ضعیف کہو گے بخاری شریف کی اتنی روایات کا کیا ہوگا جن
میں ابو بکر بن عیاش ہے۔ فافہم و تدبر۔

۲. حصین بن عبدالرحمن بھی صحیح بخاری کا راوی ہے دیکھئے بخاری شریف جلد دوم 2 ص 725

۳. اور امام مجاہد تو وہ بالافتاق ثقہ ثبوت حجت ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خود امام ابو بکر بن ابی شیبہ
بخاری کی تیس سندوں میں مذکور ہیں اور مسلم شریف کی پندرہ سو سے زائد سندوں میں مذکور ہیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ اس حدیث کی سند بخاری کی سند ہے اور صحیح ہے، جو اس سند کو صحیح نہیں مانتا
حقیقت میں وہ بخاری کی ان روایات کا منکر ہے جن سندوں میں یہ راوی ہیں۔ فافہم و تدبر۔

اللہ تعالیٰ عنہما کو کبھی رفع یدین کرتے
نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے

اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے اگر رفع یدین ترک نہ کر دیا گیا ہوتا تو ابن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے۔ حضرت مجاہد جو کہ امام
التفسیر ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں ہ میں نے ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس
حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے ہیں اسی لئے امام عراقی کے استاد امام
علامہ محدث ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ جو ہرقی علی البیہقی 2 ص 74 پر اس سند کے
بارے میں فرماتے ہیں۔ ہذا سند صحیح۔

تو قارئین کرام! اس حدیث ابن عمر سے پہلے آپ نے حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند صحیح کے ساتھ حدیث پڑھی کہ حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح ان کے
صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے
رفع یدین نہیں کرتے تھے جیسا کہ ابھی سند صحیح کے ساتھ حدیث گزری ہے جس
کے تمام راوی بخاری شریف کے راوی ہیں۔

تو اگر رفع یدین متروک نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ
خلیفہ راشد ہیں آپ کی شخصیت سے یہ کب امید کی جاسکتی تھی کہ آپ رفع یدین
نہیں کریں گے۔ پھر آپ کے صاحبزادے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو
کہ خود رفع یدین کرنے والی حدیث کے راوی ہیں اس کے باوجود آپ کا رفع
یدین کے بغیر نماز پڑھنا دلیل ہے کہ رفع یدین متروک ہے اور جن روایات میں

رفع یدین کا ذکر ہے وہ منسوحیت سے پہلا کا ہے۔

حدیث نمبر 25.

امام الحدیث امام جلیل طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا
احمد بن یونس قال ثنا ابو بکر
بن عیاش عن حصین عن مجاهد
قال صلیت خلف ابن عمر فلم
یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة

امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
کہ بیان کیا ہم سے ابن ابی داؤد نے کہا
بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا
بیان کیا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے
انہوں نے حصین سے انہوں نے مجاہد

۱۔ امام ابو جعفر طحاوی: پورا نام اس طرح ہے، احمد بن محمد بن سلامہ..... مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں۔ یہ حدیث کی روایت میں ثقہ، ثبت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(البدایہ والنہایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 11 ص 421)

ابن کثیر کے بعد امام ذہبی کا فرمان سنیے آپ فرماتے ہیں کہ طحاوی امام علامہ حافظ صاحب تصانیف عمدہ ہیں..... ابن یونس نے کہا کہ امام طحاوی دو سو سنتیں میں پیدا ہوئے اور آپ ثقہ، ثبت، فقیہ، عاقل ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا۔ (تذکرہ الحفاظ 3 ص 21)۔

اب ذہبی کے بعد غیر مقلدین کے مدہوح علامہ عبدالحی لکھنوی کی زبانی امام طحاوی کا ترجمہ سنیے..... آپ اپنی کتاب فوائد البھیہ میں فرماتے ہیں کہ احمد بن محمد بن سلامہ ابو جعفر طحاوی، امام جلیل القدر ہیں اور آفاق میں مشہور ہیں۔

وکان اماما فی الاحادیث والاختیار وسمع
الحدیث من کثیر۔

کہ آپ احادیث و اخبار میں امام ہیں اور آپ نے
کثیر احادیث کا سماع کیا ہے۔

اور علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے آپ کا ذکر حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ امام ثقہ ثبت فقیہ ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا اور انساب سمعانی میں ہے کہ آپ امام ثقہ فقیہ عاقل ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا۔

(ملخصاً، فوائد البھیہ ص 31, 32, 33 مکتبہ خیر کثیر آرام باغ، کراچی)

الاولی من الصلوٰۃ.
(طحاوی شریف 1 ص 163 مکتبہ
حقانیہ ملتان)
سے کہ امام مجاہد نے کہا کہ میں نے
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں رفع
یدین نہیں کیا سوائے پہلی تکبیر کے۔

ابن ابی داؤد:

دوسرے راوی ہیں، ابن ابی داؤد کے متعلق ابن حجر عسقلانی لسان
المیزان 1 ص 276 پر فرماتے ہیں۔
کان من الحفاظ مکثرین۔
یعنی آپ حافظ حدیث ہیں اور کثرت
سے روایت کرنے والے ہیں۔

اس سند کے تیسرے راوی احمد بن یونس ہیں اور یہ بخاری شریف کے
راوی ہیں۔ دیکھئے بخاری شریف 2 ص 725۔ ابو بکر بن عیاش، حصین بن
عبدالرحمن بھی بخاری شریف کے راوی ہیں۔ بخاری اس صفحہ مذکورہ پر یہ سند اس
طرح ہے۔ حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر بن عیاش عن
حصین بن عبدالرحمن۔

تو یہ بات واضح ہو گئی کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ترک رفع
یدین پر صریح ہے۔ یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط کے مطابق صحیح ہے
کیونکہ اس کی ساری سند بخاری شریف والی ہے۔ اگر یہ راوی بخاری میں ثقہ ہیں
تو یہاں بھی ثقہ ہیں۔ اگر یہاں ثقہ نہیں تو پھر بخاری میں بھی ان کو ثقہ نہ مانو۔

یا ایہا الدین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیداً۔

حدیث نمبر 26.

جس طرح امام مجاہد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین کی روایت کی ہے اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی ترک رفع یدین کی روایت کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
امام محمد علیہ الرحمۃ موطا امام محمد میں فرماتے ہیں۔

قال محمد، اخبرنا محمد بن ابان ابن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ ولم یرفعہما فیما سوی ذلک۔
کہا خبر دی ہم کو محمد بن ابان بن صالح نے انہوں نے عبدالعزیز بن حکیم سے عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ پہلی تکبیر کے وقت کانوں کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔ پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(موطا امام محمد ص 90 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

تو اس سند میں عبدالعزیز بن حکیم، مجاہد کا متابع بھی موجود ہے حالانکہ اس حدیث کو متابعت کی حاجت نہیں کیونکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس کی سند بخاری شریف والی ہے اور صحیح ہے تاہم متابعت سے اور بھی تقویت حاصل ہوتی ہے اس سند میں محمد بن ابان بن صالح پر کلام ہے۔

محمد بن ابان بن صالح، پر اگرچہ ائمہ نے جرح کی ہے لیکن وہ مضر نہیں کیونکہ یہ حدیث بطور متابعت پیش کی ہے اور غیر مقلدین نے توضیح الکلام اور کئی کتب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ ضعیف سند متابعت کو مضر نہیں پھر جبکہ محمد بن ابان بن صالح کوئی ہیں اور امام محمد بن حسن شیبانی بھی کوفہ کے رہنے والے تھے تو اگر یہ راوی ان کی نظر میں اس قابل نہ ہوتا تو آپ ہرگز اس سے احتجاج نہ کرتے۔

ابن عدی نے کامل 7 ص 296 پر کہا کہ محمد بن ابان کی حدیث لکھی جائے گی اس کے ضعف کے

باوجود۔

حدیث نمبر 27.

امام مالک علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید فقیہ مجتہد محدث امام عبدالرحمن بن

قاسم، مدونتہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

امام وکیع نے ابو بکر بن عبداللہ بن قطاف نہشلی سے روایت کی ہے انہوں نے عاصم بن کلیب سے عاصم نے اپنے باپ کلیب سے کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ بن قطاف النهشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ، ان علیا کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود.

(مدونتہ الکبریٰ 1 ص 69 مطبوعہ مصر

مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے پہلی تکبیر کے، اگر یہ رفع یدین ترک نہ کی گئی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی رفع یدین نہ چھوڑتے، حالانکہ آپ خود رفع یدین کی ایک حدیث کے راوی ہیں۔ تو آپ کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے چھوڑ دیا گیا تھا ورنہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلاف سنت کام کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تو اگر رفع یدین باقی ہوتی تو آپ ضرور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے۔

اور اسی حدیث کو امام کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار

المعروف طحاوی شریف میں بھی روایت کیا ہے۔

(دیکھئے طحاوی شریف 1 ص 163 مکتبہ حقانیہ ملتان)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس سند طحاوی کے متعلق فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ 1 ص 152)

حافظ ابن حجر کی توثیق کے بعد اب غیر مقلدین کو اس حدیث پر اعتراض کا حق تو نہیں تھا لیکن کیا کریں ضد بڑی بڑی بلا ہے۔

اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں ابو بکر عبداللہ بن قطف نہشلی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

حالانکہ یہ راوی ثقہ ہے ضعیف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ سند پیش کر دیتے ہیں جس میں ابو بکر بن عبداللہ بن نہشلی موجود نہیں ہے، وہ سند انتہائی درجہ کی اعلیٰ سند ہے۔

اہلبیت کرام کی سنہری سند ہے لو جناب ملاحظہ فرمائیں۔ وہ سند ہے حضرت سیدنا زید بن علی بن حسین بن بی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی مسند میں اسی سند کے ساتھ یعنی اپنے باپ علی بن حسین سے اور وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انہ کان یرفع یدہ فی التکبیرۃ
الاولی الی فروع اذنیہ ثم لا
یرفعہما حتی یقضی صلاتہ۔
بلاشبہ آپ پہلی تکبیر میں کانوں کی لو
تک ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے
تھے حتیٰ کہ اپنی نماز پوری کر لیتے۔

(مسند امام زید ص 90)

یہ سنہری سند ہے جس کے تمام راوی جرح و قدر سے بالاتر ہیں۔ امام زید 122ھ میں شہید ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ آپ ازین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی

ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا محترم ہیں اور حضرت سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے تہذیب التہذیب میں آپ کی ثقات بیان کی ہے۔

لو جناب! اب اس سند عالی میں نہ تو ابو بکر بن عبد اللہ نہشلی ہے جس کی بناء پر آپ حدیث کا انکار کریں اور نہ ہی کوئی اور ضعیف راوی۔

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار شرح منشی الاخبار 2 ص 183 پر امام زید کے مسند کا ذکر بھی کیا ہے جس کا دوسرا نام المجموع بھی ہے۔

غلام احمد حریری نے بھی امام زید کے مسند کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے تاریخ تفسیر و مفسرون ص 485۔

حدیث نمبر 28.

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا يحيى بن سعيد عن
اسماعيل قال، كان قيس يرفع
يديه اول ما يدخل في الصلوة ثم
لا يرفعهما.
کہ بیان کیا ہم سے یحییٰ بن سعید نے
انہوں نے اسماعیل سے اسماعیل نے
کہا کہ حضرت قیس (رضی اللہ تعالیٰ
عنہ) رفع یدین کرتے جب نماز

۱۔ قیس بن ابی حازم: آپ کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ ثقہ حجت ہیں۔ قریب ہے کہ آپ صحابی ہوں۔ ابن معین اور تمام لوگوں نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 392)

شروع کرتے تھے پھر دوبارہ رفع

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236) یدین نہیں کرتے تھے۔

امام ذہبی کے ایک قول کے مطابق آپ صحابی ہیں اور آپ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے دوبارہ نہیں کرتے تھے اور اگر دوسرے قول کے مطابق آپ کوتاہی ہی مانا جائے تو پھر بھی دلیل ہے آپ کبار تابعی ہیں یعنی حضرت سیدنا امیر المؤمنین امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اگر آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رفع یدین کرتے دیکھتے تو آپ ضرور رفع یدین کرتے مگر آپ ترک رفع یدین کے قائل ہیں معلوم ہوا کہ آپ کے اساتذہ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ترک رفع یدین کے قائل ہیں اور جو احادیث رفع یدین کی ہیں وہ منسوخ ہونے سے پہلے کی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حدیث نمبر 29

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا وكيع واسامة عن شعبة
عن ابي اسحاق قال كان
اصحاب عبد الله واصحاب علي
لا يرفعون ايديهم الا في افتتاح
الصلوة.
بیان کیا ہم سے وکیع اور اسامہ نے۔
ان دونوں نے شعبہ سے انہوں نے
ابو اسحاق سے کہ حضرت عبد اللہ بن
مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے تمام شاگرد صرف نماز شروع
کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236) پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن ترکمانی جو ہرنتی میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح جلیل ہے۔ (جو ہرنتی علیٰ لیبہتی 2 ص 97)

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں ابواسحاق سبیعی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بالکل یہ غلط بات ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے، بلکہ یہ ثقہ ہے اور کتب رجال میں ان کی کافی توثیق موجود ہے۔

دارقطنی نے کتنی ہی حدیثوں کو

صحیح کہا ہے جن کی اسناد میں یہی راوی ابواسحاق ہے دیکھئے مثلاً دارقطنی 1 ص 449 پر، تو معلوم ہوا کہ امام دارقطنی کے نزدیک ابواسحاق کی حدیث صحیح

ہے اسی لئے علامہ ابن ترکمانی جو کہ حافظ عراقی کے استاذ الحدیث ہیں اور حدیث، تفسیر، فقہ، اصول میں ید طولیٰ رکھنے والے ہیں۔ انہوں نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حوالہ اوپر مذکور ہو چکا، تو اگر رفع یدین باقی ہوتی یعنی نہ چھوڑ دی گئی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد کیوں رفع یدین چھوڑتے۔

حدیث نمبر 30.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند صحیح کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن

سعيد بن جبیر عن ابن عباس، بیان کیا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن

۱۔ شیخ مہدی حسن نے بھی دارقطنی کے ذیل میں ابواسحاق کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

قال لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن، واذا قام الى الصلوة واذا راى البيت وعلى الصفا والمروة وفي عرفات وفي جمع وعند الجمار.

عباس سے کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے، نماز شروع کرتے وقت اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی پر اور مزدہ پر اور وقوف عرفہ کے وقت وقوف مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

(ابن ابی شیبہ ص 236, 237)

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے جس کی سند صحیح ہے اور آپ نے رفع یدین کے مقامات بیان کئے ہیں کہ رفع یدین کہاں کہاں کیا جائے گا جس میں نماز کا ذکر بھی ہے باقی چھ مقام حج میں، تو نماز کے متعلق رفع یدین کا ذکر آپ نے صرف پہلی بار کیا ہے۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کی جائے گی۔ مگر آپ نے رکوع و سجود والی رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں کیا۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتا تو آپ ضرور اس کا ذکر کرتے مگر آپ نے صرف ابتداء کا ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ متروک ہیں یعنی نسخ سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ امام جلیل استاذ الحدیث امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار میں وضاحت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کو مرفوع بھی بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلیل حدیث کے بہت بڑے امام، طبرانی علیہ الرحمہ اپنی معجم کبیر 11 ص 606 پر فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 31.

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن، حین یفتح الصلوٰۃ و حین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت و حین یقوم علی الصفا و حین یقوم علی المروۃ و حین یقف مع الناس عشیة عرفۃ و بجمع و المقامین حین یرمی الجمرة۔

رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور رفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

معجم طبرانی کبیر جلد گیارہ ص 304, 305 بحوالہ نزل الابرار ص 43

نصب الراية 1 ص 390

غیر مقلدین کے محدث علامہ نواب صدیقی حسن خاں کہتے ہیں۔

من حدیث ابن عباس بسند جید۔ کہ اس حدیث ابن عباس کی سند بڑی عمدہ ہے۔ (نزل الابرار ص 44)

غیر مقلدین اس پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ موجود ہے جس پر جہتِ حفظ سے کلام ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جرح و تعدیل کے امام علامہ ذہبی علیہ الرحمہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث کو

درجہ حسن کی حدیث قرار دیتے ہیں۔

(دیکھئے تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 32.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ:

حدثنا وكيع عن مسعز عن ابي
معشر عن ابراهيم عن عبد الله
انه كان يرفع يديه في اول
ما يستفتح ثم لا يرفعهما.

بیان کیا ہم سے وکیع نے مسعر سے
انہوں نے ابو معشر سے انہوں نے
ابراہیم (نخعی) علیہ الرحمۃ سے انہوں
نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے کہ آپ ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنه نماز شروع کرتے وقت رفع
یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین
نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

تو معلوم ہوا کہ رفع یدین متروک ہے یعنی رکوع والی رفع یدین اگر یہ
رفع یدین متروک نہ ہوتی تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه کیوں
چھوڑتے۔ آپ کے شاگرد کیوں چھوڑتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنه کیوں
چھوڑتے اور آپ کے شاگرد کیوں رفع یدین ترک کرتے۔ حضرت ابن عمر،
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چھوڑ دیا تو احناف کثر ہم اللہ تعالیٰ نے بھی رکوع
جاتے وقت سر اٹھاتے وقت کی رفع یدین چھوڑ دی۔

حدیث نمبر 33.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

حدثنا ابن مبارک عن اشعث
عن الشعبي^١ انه كان يرفع يديه
في اول التكبير ثم لا يرفعهما.
بيان کیا ہم سے ابن مبارک نے
انہوں نے اشعث سے انہوں نے
امام شعسی سے کہ آپ رفع یدین صرف
نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر
دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

قارئین محترم! دیکھا آپ نے کہ پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کرنے
والا جلیل القدر امام رفع یدین کا قائل نہیں بلکہ ترک رفع یدین کا عامل ہے اگر
آپ نے صحابہ کرام کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہوتا یا صحابہ کرام میں مروج
ہوتا تو اتنا بڑا امام رفع یدین کے بغیر نماز نہ پڑھتا۔ معلوم ہوا کہ جن احادیث میں
رفع یدین کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں جیسا کہ نسخ پر پہلے شروع میں مرفوع احادیث
درج ہو چکی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روایت نمبر 34.

امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:
حدثنی ابن ابی داؤد قال ثنا
احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر
بن عیاش^٢ قال مارایت فقیہا قط
یفعله یرفع یدیه فی غیر التکبیرة
الاولی.
بیان کیا مجھ سے ابن ابی داؤد نے کہا
بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا
بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے
کہا کہ میں نے کوئی ایسا فقیہ نہیں
دیکھا جو کہ رفع یدین کرتا ہو سوائے

۱ امام شعسی وہ جلیل القدر تابعی ہیں جن کو پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل ہے
۲ امام ابوبکر بن عیاش: صحیح بخاری کے راوی ہیں دیکھئے گذشتہ صفحہ نمبر 61 پر حاشیہ۔

تکبیر افتتاح۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی 1 ص 165 مکتبہ حقانیہ ملتان)

ابو بکر بن عیاش کا فرمان اس دور کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ رفع یدین

متروک ہے۔

روایت نمبر 35.

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ جو کہ جلیل القدر فقیہ اور تابعی ہیں آپ رفع یدین سے منع کرتے تھے اور آپ بخاری شریف کے راوی ہیں۔

امام الائمہ امام الفقہاء امام ربانی محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں۔

كذلك بلغنا عن ابراهيم انه ، امام محمد عليه الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ
قال لا ترفع يديك في شئ من صلواتك بعد المرة الاولى .
بات اسی طرح پہنچی ہے کہ حضرت
ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تو رفع
یدین نہ کر اپنی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد

(کتاب الآثار ص 174 مطبوعہ الرحیم اکیڈمی)

اسی روایت کو امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ

باسند روایت کرتے ہیں۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا حصين و
مغيرة عن ابراهيم انه كان يقول
اذا كبرت في الصلوة فارفع
بیان کیا ہم سے هشیم نے کہا خبر دی ہم
کو حصین اور مغیرہ نے انہوں نے
ابراہیم (نخعی) سے کہ آپ نے فرمایا

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

یدیک ثم لا ترفعهما فیما بقی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص 236)
 جب تو تکبیر کہے نماز کی ابتدا میں تو
 رفع یدین کر پھر اس کے بعد باقی نماز
 میں کسی جگہ رفع یدین نہ کر۔

اس کی دوسری سند یہ ہے۔ امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں:

حدثنا ابو بکر بن عیاش عن
 حصین و مغیرة عن ابراهیم قال
 لا ترفع یدیک فی شئی من
 الصلوة الا فی الافتتاح الاولی۔
 (ابن ابی شیبہ 2 ص 236)
 بیان کیا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے
 انہوں نے حصین اور مغیرہ دونوں سے
 روایت کی انہوں نے (امام) ابراہیم نخعی
 سے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ رفع یدین کر
 تو نماز میں سوائے پہلی تکبیر کے۔

روایت نمبر 36.

عن عباد بن الزبیر ان رسول الله
 صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم کان
 اذا افتتح الصلوة رفع یدیه فی
 اول الصلوة ثم لم یرفعهما فی
 شئی حتی یفرغ۔
 حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے
 وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز سے
 فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین
 نہیں کرتے تھے۔

(اخرجه البيهقي في الخلافيات، بحواله: الدرر الاثرية في تخریج احادیث ہدایہ 1 ص 152)

روایت نمبر 37.

امام دارقطنی نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن عبد اللہ الوکیل
 نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن عرفہ نے کہا بیان کیا ہم سے ہیشم نے انہوں نے

حصین سے۔ دوسری سند بیان کیا ہم سے حسین بن اسماعیل نے اور عثمان بن محمد بن جعفر نے۔ دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو یوسف بن موسیٰ نے کہا خبر دی ہم کو جریر نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمن سے حصین بن عبدالرحمن نے کہا کہ ہم ابراہیم (نخعی) پر داخل ہوئے تو عمرو بن مرة نے ابراہیم سے بیان کیا کہ ہم نے حضرت مسین کی مسجد میں نماز پڑھی پس بیان کیا مجھ سے علقمہ بن وائل نے انہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو تیرے باپ نے اسی ایک دن ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو کیا اس نے یاد کر لیا اور حضرت عبداللہ نے یاد نہ رکھا؟ پھر حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ بے شک رفع یدین تو صرف نماز کے شروع میں ہی کرنا چاہیے۔

(دارقطنی 1 ص 394)

شیخ مجدی حسن نے دارقطنی کے ذیل میں کہا کہ:

اسناد صحیح۔ اس کی سند صحیح ہے۔

یہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ وہی امام جلیل ہیں جن کے اقوال امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں کئی مقامات پر درج فرمائے ہیں مثلاً دیکھئے بخاری شریف 1 ص 37, 84, 170, 180, 44 اور کئی مقامات پر۔ یہ وہی امام

۱ عن ابیہ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع یدیہ حین یفتح الصلاة و اذا رکع و اذا سجد، فقال ابراہیم ما رای اباک رای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ذلک الیوم الواحد فحفظ ذلک. و عبد اللہ لم یحفظ ذلک منہ، ثم قال ابراہیم انما رفع الیدین عند افتتاح الصلاة۔ (دارقطنی 1 ص 394)

نخعی ہیں جو کہ بخاری شریف کے راوی ہیں دیکھئے جلد اول ص 344، جلد اول ص 10 اور کئی مقامات پر،..... یہ وہی امام جلیل ہیں جن کے بارے میں امام جرح و تعدیل ذہبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ حدیث کو بڑا پرکھنے والے تھے۔ (دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی 1 ص 59)

تو اس فن حدیث کے امام نے کس طرح رفع یدین کی روایت کو رد کیا اور ترک رفع یدین کی تعلیم دی۔ تو اگر رفع یدین کرنا صحیح ہوتا تو اتنا بڑا امام جو کہ تابعی بھی ہے وہ رفع یدین کی مخالفت کیوں کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین متروک تھا۔

روایت نمبر 38.

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن العلاء نے کہا بیان کیا ہم سے ابو الاشعث نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن بکر نے کہا بیان کیا ہم سے شعبہ نے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے کہا یزید بن ابی زیاد نے کہ سنا میں نے ابن ابی لیلیٰ سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے برا (بن عازب) سے اس مجلس میں جس میں قوم کو یہ حدیث سناتے تھے ان میں کعب بن عجرہ بھی تھے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کی پہلی تکبیر میں۔ (دارقطنی 1 ص 396)

امام دارقطنی نے اس حدیث پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی۔ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین صرف ابتداء کی تکبیر پر کی ہے پھر نہیں کی کیونکہ اس حدیث میں فی اول تکبیرۃ کی قید

۱ قال رايت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حين افتتح الصلاة يرفع يديه في اول تكبيرة. (دارقطنی 1 ص 396)

ہے۔ اگر صرف ابتداء کی رفع یدین ہی بیان کرنا مقصود ہوتا تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا لیکن اس میں فی اول تکبیرۃ کی قید ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ بس شروع میں رفع یدین کی پھر نہیں کی۔ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جس کو ضعیف کہا گیا ہے۔

الجواب:

یزید بن ابی زیاد کو کئی حضرات ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔ دیکھئے غیر مقلد علامہ احمد شاہ صاحب شرح ترمذی 1 ص 195 مطبوعہ بیروت پر لکھتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ راوی ثقہ ہے۔ ابن شاہین نے بھی اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن صالح مصری نے کہا کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے اور مجھے اس کا قول پسند نہیں جس نے اس راوی میں کلام کیا ہے۔ امام ابن سعد نے طبقات میں فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے۔..... یہی احمد شاہ صاحب شرح ترمذی کی دوسری جلد ص 409 پر لکھتے ہیں۔ ایک حدیث کے بارے میں جس کی سند میں یہی یزید بن ابی زیاد ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔ اب تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ اس حدیث کو بھی صحیح مان لیں۔

روایت نمبر 39.

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد نے (یعنی امام احمد بن حنبل) کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالقدوس بن بکر بن حنیس نے کہا خبر دی ہم کو حجاج بن عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا عبداللہ بن زبیر

نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کیا کانوں تک۔ (مسند ادم احمد بن حنبل 3 ص 466)

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے اگر عند الركوع اور بعد الركوع بھی رفع یدین ہوتا تو عبداللہ بن زبیر اس حدیث میں ضرور بیان کرتے۔ لیکن آپ نے صرف نماز شروع کرتے وقت کی رفع یدین بیان کی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث میں اصلاً ابتدا کی ہی رفع یدین ہے۔

روایت نمبر 40.

امام ابوعمرانہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ایوب مخزومی اور سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو تینوں نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا عبداللہ نے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کیا کندھوں تک اور کہا بعض نے حذو منکبہ یعنی یحاذی بہما کی جگہ اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور بعض نے کہا کہ اور نہیں کرتے تھے رفع یدین دو سجدوں کے درمیان اور معنی ایک ہی ہے۔

(صحیح ابوعمرانہ ص 463)

حدثنا عبد الله بن ايوب المخزومي و سعدان بن عمرو و شعيب بن عمرو في آخرين قالوا حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبهم واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع لا يرفعهما. وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين والمعنى واحد.

قارئین مکرم! یہ حدیث بھی صحیح مرفوع اور ترک رفع یدین پر صریح ہے کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ترک رفع یدین روایت فرماتے ہیں اور یہ روایت تو خود حضرت عبداللہ بن عمر کے اپنے عمل کے مطابق ہے یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف 1 ص 237 میں سند ثقہ کے ساتھ حدیث روایت فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

تو جو حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اپنے مہمل کے مطابق ہے اسے تو غیر مقلدین زد کرتے ہیں اور جس حدیث میں خود ان کا اپنا عمل نہیں تھا اس کو مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اس حدیث کو رد کرنے کے لئے غلط بہانے بناتے ہیں کبھی کہتے ہیں امام ابو عوانہ نے باب باندھا ہے رفع یدین کرنے کا تو حدیث ترک رفع یدین کی کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ غیر مقلدین کی بنیاد کمزور ہے بلکہ غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے جب الفاظ حدیث میں صراحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکوع جاتے وقت اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کی تو اب حدیث کے مقابلے میں امام کے باب کو ترجیح دینا یہ کہاں کا انصاف ہے اور یہ کیسی حدیث سے محبت ہے کہ حدیث کے الفاظ کا انکار اور محدث کے باب باندھنے کا اعتبار۔ تو اگر غیر مقلدین کو باب پر ہی اصرار ہے تو یہ چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔

دیکھئے امام محدث فقیہ عبدالرحمن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68 پر باب تو باندھا ہے۔ (رفع الیدین فی الہکوع والاحرام) یعنی رفع یدین کرنا

رکوع میں اور تکبیر تحریمہ کے وقت۔ لیکن اس پورے باب میں رفع یدین عند الرکوع کی ایک بھی حدیث نقل نہیں کی بلکہ ترک رفع یدین کی پانچ روایات نقل کی ہیں بلکہ اسی باب میں امام عبدالرحمن بن قاسم نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے کہ امام مالک کے نزدیک رکوع والی رفع یدین ضعیف ہے۔

اب دیکھئے غیر مقلدین کا اعتراض یہ تھا کہ صحیح ابوعمرانہ میں باب تو ہے رفع یدین کرنے کا لیکن حدیث ترک رفع یدین کی۔ اگر یہ حدیث ترک رفع یدین کی ہوتی تو امام یہ باب کیوں باندھتا۔

قارئین کرام! آپ بغور دیکھیں میں نے مدونۃ الکبریٰ کا حوالہ دیا ہے کہ امام نے باب تو باندھا ہے۔ رفع یدین کرنے کا لیکن رفع یدین کرنے کی ایک بھی حدیث نقل نہ کی بلکہ ترک رفع یدین عند الرکوع کی پانچ روایات نقل کی ہیں تو یہاں پر غیر مقلدین کیا جواب دیں گے۔

اسی طرح امام اجل حضرت سید علی متقی علیہ الرحمہ نے کنز العمال 8 ص 46 پر باب تو قائم کیا ہے۔ رفع الیدین کا اور پھر اسی رفع یدین کے باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

اسی طرح امام بخاری و مسلم کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف 1 ص 271 پر باب تو باندھتے ہیں فی دفع الیدین بین السجدتین کہ باب سجدتین کے درمیان رفع یدین کرنا لیکن پہلی ہی حدیث وہ ذکر کی جس میں بین السجدتین رفع یدین کی نفی ہے۔ یہاں پر وہابی کیا جواب دیں گے۔

تو اس اصولی تحریر سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین جو باب کا غدر لے کر

اس حدیث ابو عوانہ کا انکار کرتے ہیں محض ضد ہٹ دھرمی میں صحیح حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

بلکہ دیکھئے بعض اوقات امام باب کوئی اور باندھتا ہے اور حدیث کوئی اور بیان کرتا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف جلد اول ص 1 پر حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باب تو باندھا ہے۔

باب کیف کان بدؤ الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وحی کی ابتداء کس طرح ہوئی۔

اب دیکھئے باب تو باندھا وحی کا اور حدیث بیان کی کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اب اس حدیث کا وحی کے باب سے کیا تعلق ہے۔

(بخاری شریف جلد اول ص 35 پر باب تو باندھا ہے)

باب البول قائما و قاعدا۔ کہ باب کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر بول کرنا۔

اب اس باب میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بھی ذکر ہے اور کھڑے ہو کر کرنے کا بھی..... لیکن امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس باب میں تین حدیثیں تو بول کھڑے ہو کر کرنے کی نقل کی ہیں اور بیٹھ کر کرنے کی اس باب میں ایک بھی حدیث نقل نہ فرمائی۔ غیر مقلدین میں اگر کوئی دم خم ہے تو اس باب میں سے بیٹھ کر بول کرنے کی ایک ہی حدیث دکھا دیں لیکن یقین جانیئے بخاری شریف جلد اول ص 35 کے اس باب سے کوئی غیر مقلد قیامت تک بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث نہیں دکھا سکتا۔ تو اب غیر مقلدین ہی بتائیں کہ باب میں تو ذکر تھا کہ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ لیکن کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تو تین حدیثیں بیان کیں لیکن بیٹھ کر کرنے کی ایک بھی نقل نہ کی۔ اب غیر مقلدین ہی بتائیں اس باب کی ان حدیثوں سے کیا مناسبت ہے۔

غیر مقلدین کے علامہ وحید الزماں صاحب تیسیر الباری شرح بخاری جلد اول ص 224 پر ایک باب کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس باب کو بظاہر کتاب الحیض سے کوئی تعلق نہیں۔

غیر مقلدین تو ایک حدیث کی بات کرتے ہیں۔ وحید الزماں صاحب تو کہتے ہیں اس پورے باب کا ہی کتاب الحیض سے کوئی تعلق نہیں۔

وحید الزماں صاحب ایک اور باب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مناسبت باب سے بیان کرنے میں لوگوں کی عقلیں حیراں ہوئی ہیں اور کئی تو جیہیں بیان کی ہیں۔ (تیسیر الباری شرح بخاری 1 ص 174)

تو قارئین کرام! دیکھئے اس فقیر نے کتنی مثالیں پیش کی ہیں کہ محدث نے باب باندھا اور حدیث وہ پیش کی جس کی باب سے مناسبت ہی نہیں ہے تو ان تمام روایات اور ان بابوں کے متعلق غیر مقلدین کیا کہیں گے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا یہ عذر غلط اور تعصب پر مبنی ہے جس کی بنا پر مسند ابو عوانہ کی حدیث صحیح کا انکار کرتے ہیں جو کہ ترک رفع یدین کی مرفوع صحیح صریح حدیث ہے۔

روایت نمبر 41.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حنبلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے۔

دوسری سند:

یحییٰ بن بکیر نے کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا۔ انہوں نے یزید بن ابی

حبیب اور یزید بن محمد قرشی سے انہوں نے محمد بن عمر بن حلقہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر آیا تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے دیکھا آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر جمادیتے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ آپ کی پیٹھ کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آ جاتی اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ بانہوں کو بچھاتے اور نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے جب دو رکعتیں پڑھ چکے تو بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے جب اخیر رکعت پڑھ چکے تو بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے۔ (بخاری شریف جلد اول ص 114، ترجمہ وحید الزماں۔ تیسیر الباری 1 ص 546)

اس حدیث صحیح میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھ کر دکھائی۔ رفع یدین تحریمہ کے وقت کیا۔ پھر رکوع کا ذکر کیا۔ گھٹنوں پر ہاتھ جمانے کا ذکر کیا۔ پیٹھ سیدھی کرنے کا ذکر کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھانے کا ذکر کیا لیکن آپ نے رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں فرمایا اور کسی ایک صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تم نے رکوع والی رفع یدین کا ذکر کیوں نہیں کیا..... اگر حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث میں رفع یدین عند الرکوع کا ذکر ہوتا تو حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور ذکر فرماتے۔ ہاں ابتداء کی

رفع یدین پر سب کا اتفاق ہے اس لئے اس حدیث میں ابتداء کی رفع یدین کا ہی ذکر ہے..... باقی جتنی بھی اسناد ہیں جن میں رفع یدین کا ذکر ہے حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث میں۔ تو وہ تمام اسناد و متن مضطرب ہیں اور سندیں مجروح بھی۔

حافظ ابن حجر نے الدرایہ میں ابو حمیدی ساعدی کی حدیث بحوالہ ابو داؤد۔ ذکر کی جس میں رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع کا ذکر ہے پھر ابن حجر کو بھی یہ کہنا پڑا کہ اصلہ فی البخاری۔ کہ اصل حدیث بخاری میں ہے اور بخاری میں جو روایت ہے اس میں رفع یدین عند الركوع اور بعد الركوع نہیں ہے۔ (الدرایہ ص 153)

روایت نمبر 42.

حضرت عبدالرحمن بن غنم فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اے اشعری قوم جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کرو تا کہ تمہیں میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی تعلیم دوں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الی) پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور بچوں نے صف باندھی ان کے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں کے پیچھے پھر کسی نے نماز کے لئے اقامت کہی پس آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے ہو گئے پھر رفع یدین کیا اور تکبیر تحریمہ کہی پھر فاتحۃ الكتاب اور اس کے بعد سورۃ دونوں کو خاموشی سے پڑھا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ و بحمدہ تین بار کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر

سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں چھ ہو گئیں جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس جس وقت نماز پڑھائی تو قوم کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میری تکبیروں کو یاد کر لو اور میرے رکوع و سجود کو سیکھ لو کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو ہمیں دن کے اس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ بقدر الحاجة۔

(مسند امام احمد 5 ص 112)

قارئین کرام! آپ نے پڑھا کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کے مرد و زن کو وہ نماز پڑھائی جو مدینہ والی نماز ہے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کی تکبیر سبھی رفع یدین کیا پھر سورۃ فاتحہ پڑھی پھر ساتھ کوئی سورت ملائی۔ پھر رکوع کیا، رکوع کی تسبیحات پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھایا۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر سجدہ میں چلے گئے۔ دیکھا آپ نے کہ صحابی رسول حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کی تعلیم دی مگر رفع یدین صرف پہلی تکبیر میں کیا۔ رکوع کا ذکر ہے رکوع سے اٹھنے کا ذکر ہے مگر رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں رفع یدین ہوتا تو حضرت ابو طالب ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور رفع یدین کرتے مگر آپ نے صرف پہلی رفع یدین کی ہے۔ پھر نہیں کی معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ والی نماز میں عند الركوع و بعد الركوع رفع یدین نہیں ہے۔ پھر آپ نے خاص طور پر یہ فرمایا کہ میرے رکوع و سجود کو یاد کر لو اور آپ کے رکوع و سجود میں رفع یدین نہیں تھا۔

روایت نمبر 43.

سیدنا احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے امیرے والد نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابو عوانہ نے انہوں نے عطاء بن سائب سے کہا ہم سے سالم البراد نے۔ سالم البراد نے کہا داخل ہوئے ہم حضرت ابو مسعود انصاری پر پھر ہم نے نماز کے متعلق ان سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کہا، حضرت ابو مسعود انصاری کھڑے ہوئے (یعنی نماز کے لئے) پھر تکبیر کہہ کر رفع یدین کیا۔ پھر رکوع کیا، رکوع میں دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں اور اپنے بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھا کہا پھر آپ سیدھے کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اور بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھا۔ کہا پھر آپ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پہنچ گیا۔ پھر آپ نے اسی طرح چار رکعات پوری کیں۔

(مسند امام احمد 4 ص 105)

اس حدیث میں بھی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی اور فرمایا کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ رفع

۱۔ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا يحيى بن حماد انا ابو عوانة عن عطاء بن سائب، ثنا سالم البراد قال دخلنا على ابي مسعود الانصاري سالناه عن الصلاة فقال الا اصى بكم كما كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلى قال فقام فكبر و رفع يديه ثم ركع فوضع كفيه على ركبتيه وجافى بين ابطيه قال ثم قام حتى استقر كل شئ منه ثم سجد فوضع كفيه وجافى بين ابطيه، قال ثم قام حتى استقر كل شئ منه ثم صلى اربع ركعات هكذا۔ (مسند احمد 4 ص 105)

یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کیا، پھر رکوع تو کیا رکوع سے سر اٹھایا لیکن رفع یدین بالکل نہیں کیا۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتا تو آپ ضرور کر کے دکھاتے لیکن رکوع والی رفع یدین نہیں کی۔ پس تحریمہ میں رفع یدین کی ہے معلوم ہوا کہ اصلاً..... صرف تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے۔ (پھر نہیں ہے.....)

روایت نمبر 44.

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن عبد الله بن الزبير ثنا ابي ابي ذئب عن محمد بن عمرو بن عطاء عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن ابي هريرة ان رسول صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا قام في الصلاة رفع يديه مدا۔ (مسند امام احمد 2 ص 500)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں رفع یدین کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ تو اگر رکوع اور بعد الزکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی بیان فرماتے۔ کیونکہ رکوع والی رفع یدین نہیں ہے۔ اس لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بس تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین بیان کی ہے اور اس کی نسبت آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔

اسی حدیث کو امام الحدیث امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے اور اس حدیث سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے کیونکہ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے اس حدیث صحیح کو باب من لم يذكر الرفع الا عند الافتتاح میں ذکر کیا۔ یعنی باب جس نے نہیں ذکر کیا رفع یدین کا سوائے شروع نماز کے۔ تو اگر یہ حدیث ترک رفع یدین کی دلیل نہ ہوتی تو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اس سے

ترک رفع یدین پر دلیل نہ پکڑتے۔

غیر مقلدین تو اماموں کے باب باندھنے کو بہت زیادہ ماننے والے ہیں۔ غیر مقلدین کے معتمد مدوح محمد بن شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار شرح منتهی الاخبار 2 ص 182 پر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ لا مطعن فی سندہ..... کہ اس کی سند میں کسی قسم کا کوئی طعن نہیں ہے۔

روایت نمبر 45.

حدثنا ابو العباس بن محمد الدوري ثنا العلاء بن اسمعيل
الخطار ثنا حفص بن غياث عن عاصم الاحول عن انس قال رأيت
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كبر فحاذى بابها ميه اذنيه ثم
ركع حتى استقر كل مفصل منه وانحط بالتكبير حتى سبقت ركبتاه
يديه. هذا اسناد صحيح على شرط الشيخين.

(مستدرک حاکم 1 ص 226)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ نے تکبیر کہی اور انگوٹھے (مبارک) کانوں کے برابر اٹھائے۔ پھر رکوع کیا حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی جگہ ٹھہر گیا اور پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے تو پہلے آپ نے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ۔

امام حاکم نے کہا کہ یہ اسناد بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

امام حاکم کی طرح اسی صفحہ پر 1 ص 226 مستدرک مع تلخیص ذہبی۔ (ذہبی نے

بھی اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق کہا ہے)

حضرات گرامی! دیکھئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف پہلی

مرتبہ رفع یدین کا ذکر کیا ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت وہ بھی کانوں تک ہاتھ اٹھانا۔ پھر رکوع کا ذکر تو کیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے عند الركوع رفع یدین کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف ابتدا کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

روایت نمبر 46.

حدثنا الحسين بن الاسود، حدثني محمد بن الصلت حدثنا ابو خالد الاحمر عن حميد عن انس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا افتتح الصلاة كبر و رفع يديه حتى يحاذي بابها فيه اذنيه ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك . (مسند ابو يعلى 3 ص 310)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے کانوں تک۔ پھر ثناء پڑھتے تھے یعنی سبحانک اللہم الخ۔

امام بیہقی نے مجمع الزوائد 2 ص 107 پر فرمایا کہ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت بیان کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثقہ صحیح حدیث میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے بعد میں کسی جگہ نہیں۔

روایت نمبر 47.

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ ثنا عبدة بن سليمان عن حارثة بن

ابى الرجال عن عمرة قال سالت عائشة (رضى الله عنها) كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قالت كان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم اذا توضأ فوضع يده فى الاناء سمى الله ويسبغ الوضوء ثم يقوم مستقبلاً القبلة فيكبر ويرفع يديه حذاء منكبيه ثم يركع فيضع يديه على ركبتيه ويجا فى بعضديه ثم يرفع راسه فيقيم صلبه ويقوم قيامها طول من قيامكم قليلاً ثم يسجد الخ

(ابن ماجه ص 75)

حضرت عمرہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے بسم اللہ پڑھتے۔ پورا وضو فرماتے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے پھر رکوع کرتے اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور ہاتھوں کو پھیلاتے پھر سر اٹھاتے تو پیٹھ اپنی جگہ پر آجاتی۔ تمہارے اس قیام سے کچھ لمبا قیام ہوتا پھر سجدے کرتے الخ بقدر الحاجة.....

قارئین کرام! دیکھئے اس حدیث میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو اماں جی رضی اللہ عنہا نے طریقہ تعلیم فرمایا۔ رفع یدین کا ذکر صرف تکبیر تحریمہ میں کیا۔ پھر کسی جگہ رفع یدین کا ذکر نہ فرمایا اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو اماں جی رضی اللہ عنہا ذکر فرماتیں۔ کیونکہ آپ نے رکوع کا ذکر کیا ہے۔ رکوع سے سر اٹھانے کا ذکر کیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث صحیح میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے۔

عند الركوع اور بعد الركوع رفع يدين نہیں ہے۔

روایت نمبر 48.

حدثنا احمد بن شعيب ابو عبد الرحمن انا عمر و بن يزيد ابو
برير الجرمي ثنا سيف بن عبيد الله ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن
سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال.
السنجود على سبعة اعضاء. اليدين والقدمين، والركبتين والجبهة،
ورفع الايدي اذا رايت البيت وعلى الصفا والمروة وبعرفة والجمع
وعند رمي الجمار واذا اقيمت الصلاة. (طبرانی کبیر 11 ص 358)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ تو سات اعضاء پر کیا جائے گا۔ دونوں ہاتھوں، دونوں
پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع يدين بیت اللہ کی زیارت کے وقت،
اور صفا پہاڑی اور مروہ پہاڑی اور عرفہ اور مزدلفہ اور رمی جمار کے وقت اور نماز
کے شروع میں کیا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں جو کہ صحیح مرفوع ہے۔ رفع يدين کا ذکر سات
مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ ایک تو نماز شروع کرتے وقت رفع يدين کرنا باقی
چھ مقامات حج میں تو اگر عند الركوع اور بعد الركوع بھی رفع يدين ہوتا تو حضور علیہ
الصلوة والسلام اس کا بھی ذکر فرماتے۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف
تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع يدين بیان کی ہے رکوع اور بعد الركوع کی رفع يدين کا
نام تک نہیں لیا۔ معلوم ہوا صرف تکبیر تحریمہ میں رفع يدين کرنا چاہیے۔ (فہو
المقصود) یہ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوع حدیث بیان کی

ہے جب کہ آپ کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

روایت نمبر 49.

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ اپنے مصنف میں فرماتے ہیں کہ:

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن اذا قام الی الصلوٰۃ و اذا رای البیت و علی الصفاء و المروۃ و فی عرفات و فی جمع و عند الجمار.
(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر نماز شروع کرتے وقت بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پہاڑی پر، مروہ پر، وقوف عرفہ و مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔ اس حدیث پاک میں بھی صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین سات مقامات پر بیان کیا ہے۔ ایک نماز کے شروع میں اور باقی چھ جگہ حج میں۔ تو اگر عند الركوع اور بعد الركوع رفع یدین ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے ساتھ رکوع والی رفع یدین کا ذکر بھی فرماتے مگر ایسا نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صرف شروع نماز میں رفع یدین کرنا چاہیے پھر نہیں کرنا چاہیے۔

روایت نمبر 50.

امام اجل حضرت سید علی متقی علیہ الرحمۃ کنز العمال شریف میں روایت درج فرماتے ہیں بحوالہ طبرانی اوسط۔

اذا استفتح احدكم فليرفع يديه ويستقبل بباطنهما القبلة فان
الله تعالى امامه. (طس عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) کنز العمال 7 ص 176)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اسے رفع یدین کرنا چاہیے اور دونوں
ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہونی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی (رحمت) اس کے
سامنے ہے۔

قارئین کرام! دیکھئے! اس حدیث میں حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے بس رفع یدین کا حکم نماز شروع کرتے وقت ہی کا کیا ہے کہ جب تم
نماز شروع کرو تو تمہیں رفع یدین کرنا چاہیے۔ اگر عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی
رفع یدین ہوتا تو حضور علیہ السلام اس کا بھی حکم فرماتے کیونکہ اس حدیث میں
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسئلہ رفع یدین ہی تو بیان فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ
ہوا کہ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت ہی کرنا چاہیے پھر نہیں کرنا چاہیے۔
روایت نمبر 51.

حضرت سید علی متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبرانی کبیر اور الباوردی کے حوالہ
سے ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں۔

اذا قمتم الى الصلاة فارفعوا ايديكم، ولا تخالف آذانكم ثم
قولوا. الله اكبر. سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك
وتعالى جدك ولا اله غيرك وان لم تزيدوا على التكبير الجزء تكتم.
(کنز العمال 7 ص 176 بحوالہ الباوردی، طب عن الحکیم بن عمیر شمالی)
حضرت حکیم بن عمیر شمالی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو رفع یدین کرو۔ کانوں سے مختلف نہ کرو۔ پھر اللہ اکبر کہو اور ثناء پڑھو۔ سبحانک اللہم الخ

تو اس حدیث شریف میں بھی صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کا حکم

فرمایا۔

تو معلوم ہوا کہ رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں چاہیے۔ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بھی ذکر فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مقدس منور سے جب بھی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے تو ابتداء نماز کی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے۔ پوری حیات طیبہ میں کسی ایک موقع پر بھی ایک بار رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کا ذکر اپنی زبان اقدس سے نہیں فرمایا..... اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان اقدس سے صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ہی ذکر فرمایا ہے اور بعد کے رفع یدین کی نفی فرمائی ہے۔

قارئین کرام! یہ چند روایات ترک رفع یدین کی میں نے پیش کی ہیں جو کہ صحیح، ثقہ روایات ہیں اور ترک رفع یدین پر صریح ہیں۔ تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ترک رفع یدین پر سیدنا امام اعظم ابوحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا نہیں بلکہ آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام علیہم الرضوان کی اور کئی ائمہ کرام کی زبردست حمایت حاصل ہے، تو معلوم ہوا کہ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرنا چاہیے، پھر رکوع کرتے وقت بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ طوالت کے خوف سے انہی روایات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس موضوع پر فقیر کی مفصل کتاب حصہ سوم زیر طبع ہے اس میں کافی شرح و بسط سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔

اس مسئلہ پر غیر مقلدین سے ایک سوال:

(1) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع، متصل، غیر مضطرب، غیر مجروح ہے جس میں یہ موجود ہو کہ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا سنت ہے، سنت کا لفظ متن حدیث سے ہو۔

(2) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع، متصل غیر مضطرب موجود ہے جس میں یہ فرمان ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال شریف تک رفع یدین کیا ہے۔

(3) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل، غیر مضطرب موجود ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع نماز کی زینت ہے۔

(4) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، متصل، مرفوع موجود ہے جس میں یہ موجود ہو کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رکوع اور بعد الركوع اور تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

(7) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل، غیر مجروح موجود ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ رکوع والی رفع یدین کرنے سے اتنا اتنا ثواب ہے۔

بینوا و تو جزوا۔ واللہ اعلم بالصواب



ترک سیرتین

(حصہ سوم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اقول وبالله التوفیق۔ (بخاری شریف کی احادیث رفع یدین کا جواب)

حدیث نمبر 1

حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوة واذا كبر للركوع واذا رفع راسه من الركوع رفعهما كذلك ايضا وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد وكان لا يفعل ذلك في السجود.

(بخاری شریف جلد اول ص 102)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے اپنے کندھوں کے برابر جب نماز شروع کرتے اور جب تکبیر کہتے رکوع کے لئے اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے رفع یدین کرتے تھے اسی طرح اور کہتے تھے سمع اللہ لمن حمده ربنا ولك الحمد اور تھے نہیں کرتے یہ سجدوں میں۔

جواب:

اس حدیث بخاری شریف میں رفع یدین کے متعلق تین باتیں بیان

ہوئی ہیں۔

- (۱) نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک۔
 - (۲) جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر بھی رفع یدین کرتے۔
 - (۳) اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
- ترتیب وار ان تینوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ابتداء نماز کے رفع یدین کا حکم:

نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے بلکہ بقول امام ابن منذر اس پر امت کا اجماع ہے دیکھئے الاجماع لابن المنذر ص 29۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جائیں یا کانوں تک غیر مقلدین حضرات اس حدیث کے پیش نظر ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے ہیں اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی احادیث پر کبھی عمل نہیں کرتے۔

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی احادیث:

ملاحظہ فرمائیں کہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی حدیث کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کی ہے مثلاً سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام الحدیث امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند مبارک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا عبد القدوس بن بكر بن خنيس قال انا حجاج عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم افتتح الصلاة فرفع يديه حتى جاوز بهما اذنيه. (مسند امام احمد بن حنبل 3 ص 466)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع کی تو رفع یدین کیا حتیٰ کہ دونوں ہاتھ کانوں سے تجاوز کر گئے۔

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا ہے جس کے غیر مقلدین منکر ہیں، دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا اسباط ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلاة رفع یدیه حتی تكون ابها ماہ حذاء اذنیہ. (مسند امام احمد ص 292, 293)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کانوں تک۔

حضرات گرامی قدر! جس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں تک رفع یدین بیان کی ہے اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کانوں کی رفع یدین بیان کی ہے، تیسری حدیث ملاحظہ فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کانوں تک ہاتھ مبارک اٹھاتے تھے۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ادريس عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال قدمت المدينة فقلت لانظرن الى صلوة النبي صني الله

تعالیٰ علیہ وسلم قال فکبر و رفع یدیه حتی رأیت ابهامیه قریبا من اذنیہ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 233)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں آیا پس میں نے کہا کہ ضرور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا پھر آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا حتیٰ کہ دیکھا میں نے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے انگوٹھے مبارک کانوں کے قریب ہو گئے۔ اس حدیث میں بھی کتنی صراحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے تھے، چوتھی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ حدثنا ابن نمیر عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث قال رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیه حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ۔ (ابن ابی شیبہ 1 ص 233)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کی حتیٰ کہ ہاتھ مبارک کانوں کے برابر ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت برائن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب حضرات نے بیان کیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ

چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ہاتھ مبارک کانوں کے برابر اٹھاتے تھے اور غیر مقلدین ہمیشہ کندھوں تک اٹھاتے ہیں اور ان تمام احادیث کے منکر ہیں جن میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ پانچویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن محارب قال لو رأیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اذا قام الی الصلوۃ قال ہکذا ورفع یدیه حدو وجہہ۔ (ابن ابی شیبہ 1 ص 234)

ترجمہ: حضرت مجارب (بن دثار) نے فرمایا کہ اگر تو دیکھتا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کھڑے ہوتے طوف نماز کی فرمایا اس طرح کرتے اور رفع یدین کرتے اپنے چہرہ مبارک کے مقابل۔ اس حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھانا ہے۔ گویا کہ بخاری شریف کے حدیث متفق علیہ کے خلاف عمل کرتے تھے۔ غور فرمائیں یہ وہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی حدیث میں امام بخاری علیہ الرحمہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانا بیان کرتے ہیں وہی عبداللہ بن عمر خود نماز شروع کرتے وقت ہاتھ چہرے کے برابر یعنی کانوں تک اٹھاتے تھے۔ چھٹی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام بخاری علیہ الرحمہ جز رفع یدین میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ:
حدثنا موسیٰ بن اسماعیل ثنا ابو ہلال عن حمید بن ہلال

قال كان اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا صلوا كان ايديهم حبال آذانهم كانها المراوح. (جزء رفع يدين ص 24)

ترجمہ: جناب حمید بن ہلال نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں کے برابر ہوتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔

دیکھئے جناب اس روایت میں حمید بن ہلال فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں، یا کہ غیر مقلدین حضرات جو ہمیشہ کندھوں تک ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے برعکس کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، گویا کہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث پر کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں تھا کیونکہ اس روایت کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایسے صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ ساتویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ حدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا ابراهيم بن طهمان عن ابي الزبير قال رأيت ابن عمر رضي الله تعالى عنهما حين قام الى الصلوة رفع يديه حتى يحاذى باذنيه بقدر الحاجة۔ (جزء رفع يدين للبخاری ص 38)

ترجمہ: جناب ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو رفع یدين کیا کانوں تک۔

لو جناب اس حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے شروع

میں کانوں تک رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس روایت کو بیان کرنے والے بھی خود امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ بخاری میں تو بیان کیا ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل کندھوں تک بیان کرتے ہیں اور جزُ رفع یدین میں امام بخاری ہی خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نقل کرتے ہیں کہ آپ جناب نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے۔ یعنی خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور غیر مقلدین حضرات ہمیشہ کندھوں تک ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں ان تمام احادیث کے منکر ہیں۔ اب آٹھویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ جزُ رفع یدین میں فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا موسى بن أسماعيل ثنا حماد بن سلمة انا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث رضى الله تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا دخل فى الصلوة رفع يديه الى فروع اذنيه بقدر الحاجه. (جزُ رفع یدین للبخاری ص 39)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے کانوں تک، امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کندھوں تک رفع یدین بیان کی مرفوعاً۔ لیکن اس رسالہ جزُ رفع یدین میں کانوں تک رفع یدین کبھی مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کبھی خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ معلوم نہیں صحیح بخاری

کے خلاف اس میں کیوں یہ روایات درج کر دی ہیں جو کہ صحیح بخاری کے بظاہر خلاف ہیں۔ کیونکہ بخاری میں نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اور جزر رفع یدین میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

حضرت مالک بن حوریت کی حدیث جس میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ مسند ابو عوانہ ص 426، 427 نسائی 1 ص 117-120، شرح مشکل الآثار 2 ص 29 مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 524-525 وغیرہ میں مذکور ہے۔ اب حدیث نمبر 9 ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

عن الحکیم بن عمیر الشمالی، اذا قتم الی الصلوٰۃ فارفعوا ایدیکم، ولا تخالف آذانکم ثم قولوا اللہ اکبر، سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک. (بقدر الحاجة) (کنز العمال 7 ص 176 بحوالہ طبرانی کبیر)

ترجمہ: حکیم بن عمیر شمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوؤ تو رفع یدین کرو اور کانوں سے مختلف نہ کرو۔ اسی طرح امام حاکم نے بھی مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے تکبیر کہی پس آپ نے انگوٹھے مبارک کانوں تک اٹھائے۔ حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (مستدرک حاکم 1 ص 226)

ناظرین دیکھا آپ نے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں کی رفع یدین روایت کرنے والے کتنے صحابہ ہیں، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن عمیر، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود نماز شروع کرتے وقت کانوں تک رفع یدین کرتے تھے (اور بحوالہ جزؤ رفع یدین بخاری) تو حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ غیر مقلدین ان تمام صحابہ کے برخلاف کندھوں تک ہی ہمیشہ ہاتھ اٹھاتے ہیں اور ان تمام روایات کے منکر ہیں۔ تو ناظرین، بخاری شریف کی رفع یدین والی حدیث جس میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس کے خلاف کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے گویا کہ بخاری کی اس حدیث کے اس حصہ پر صحابہ کرام کا عمل نہیں تھا خاص کر خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اس کے خلاف تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ناظرین اس حدیث کا دوسرا حصہ ہے:

کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ اب تفصیل کے ساتھ اس دوسرے حصے کا بیان ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! پہلے غیر مقلدین حضرات کا موقف سمجھ لینا چاہیے کہ وہ رفع یدین کہاں، کہاں کرتے تھے اور کتنی جگہوں میں نہیں کرتے اور رفع یدین کو وہ کیا سمجھتے ہیں، تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات رفع یدین، افتتاح صلوٰۃ کے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتداء میں، رفع یدین کرنا سنت دائمہ قائمہ کہتے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ

ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال اقدس تک اسی طرح ہی نماز ادا فرمائی ہے اور یہ لوگ دوسری رکعت کی ابتدا میں اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں میں رفع یدین کبھی نہیں کرتے بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جب آپ نے تفصیل معلوم کر لی تو اب ترتیب کے ساتھ اس کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) وہابی اسے سنت دائمہ قائمہ کہتے ہیں تو سب سے پہلے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث سے سنت دائمہ قائمہ کی تعریف کریں کہ سنت دائمہ قائمہ کسے کہتے ہیں اور سنت دائمہ قائمہ کو ثابت کرنے کے لئے کس طرح کی دلیل شرعی درکار ہے۔

(۲) پھر قرآن یا حدیث صحیح سے یہ دکھائیں کہ ان مواقع پر رفع یدین کرنا سنت دائمہ قائمہ ہے۔

(۳) پھر یہ بھی قرآن و حدیث سے دکھلائیں کہ دوسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں میں رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے اور جو اس طرح نماز ادا نہ کرے اس کی نماز باطل ہے یا ناقص ہے۔

(۴) تو اب مذکورہ روایت کے متعلق عرض کیا جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات چار رکعت والی نماز میں چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں، لیکن اس حدیث میں رفع یدین تین جگہ پر مذکور ہے، یعنی چوتھی جگہ جو وہابی رفع یدین کرتے ہیں خود اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں جب حدیث میں تین جگہ ذکر ہے تو غیر مقلدین نے چار جگہ رفع یدین کی تو اس حدیث کے خلاف ہی عمل ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے تو یہ حدیث اصلاً حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ ہوئی لیکن اس حدیث کو امام مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے موطا شریف میں اس وقت درج فرمایا جب کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ امام مالک نے جب اپنے موطا شریف میں اس حدیث کو درج فرمایا تو اس وقت اس حدیث میں رفع یدین صرف دو بار تھا۔ ایک نماز شروع کرتے وقت دوسرا رکوع سے سر اٹھاتے وقت، لیکن یہی روایت جب بخاری شریف میں درج ہوئی تو اس میں رفع یدین تین مرتبہ ہو گیا پھر تین کی بجائے چار مرتبہ ہو گیا، پھر جزر رفع یدین للبخاری میں چار کی بجائے پانچ دفعہ ہو گیا، جیسا کہ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے، پھر اس حدیث کو روایت کرنے والے خود حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور خود ان کا اپنا عمل ترک رفع یدین تھا۔ تفصیل حاضر ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم جو کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ سے حدیث اور فقہی مسائل روایت فرمانے والے ہیں وہ اپنی کتاب المدونۃ الکبریٰ میں امام مالک سے اس مسئلہ کی تفصیل نقل کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ مالکی مذہب میں احکام و فتویٰ میں اعتماد اس مدونۃ الکبریٰ پر ہے جیسا کہ غیر مقلدوں کے محدث مبارک پوری صاحب نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تعجیل المنفعة سے نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

بل اعتماد ہم فی الاحکام والفتویٰ علی مارواہ ابن القاسم
عن مالک سواء وافق مافی الموطا ام لا، بقدر الحاجة. مقدمہ تحفۃ
الاحوذی ص 210 مطبوعہ بیروت لبنان، (تعجیل المنفعة بیرواند
رجال الائمة الاربعة ص 18 طبع بیروت لبنان)

ترجمہ: بلکہ مالکیہ حضرات کا احکام و فتویٰ میں اعتماد ابن القاسم کی روایت پر ہے جو انہوں نے امام مالک سے روایت کیا ہے چاہے وہ موطا کے موافق ہو یا موطا

کے خلاف ہو) تو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مالکیہ حضرات کے نزدیک معتبر روایت امام مالک سے ابن القاسم کی روایت ہے چاہے وہ موطا کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اسی المدونۃ الکبریٰ کے متعلق کاتب چلبی حاجی خلیفہ اپنی کتاب کشف الظنون میں فرماتے ہیں۔

(ہی من اجل الكتب من مذهب مالک 2 ص 1644)

ترجمہ: یعنی مدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے۔

اور خود امام ابن القاسم کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ آپ اپنی کتاب تہذیب التہذیب 3 ص 409 پر فرماتے ہیں۔ ابو عبد اللہ المصری الفقیہ روی عن مالک الحدیث والمسائل، قال ابوزرعة، مصری ثقة رجل صالح، قال النسائی ثقة مامون احد الفقہاء قال الحاکم ثقة مامون وقال الخطیب ثقة قال یحیی بن معین ثقة ثقة۔

ترجمہ: امام ابن القاسم مصری فقیہ ہیں۔ آپ نے امام مالک سے حدیث بھی روایت کی ہے اور مسائل بھی۔ امام ابوزرعة نے کہا آپ ثقہ روای ہیں صالح آدمی ہیں۔ امام نسائی امام حاکم، امام خطیب، امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا کہ آپ ثقہ مامون راوی ہیں۔

ناظرین! جب یہ بات واضح ہو چکی کہ امام عبدالرحمن بن قاسم فقیہ مجتہد ثقہ مامون ہیں اور ان کی کتاب المدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے اور اسی پر ہی مالکی حضرات احکام و فتویٰ میں اعتماد کرتے ہیں تو امام ابن القاسم کے حوالے سے ہی امام مالک کی رفع یدین کے متعلق رائے بیان کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبدالرحمن بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال مالک لا اعرف رفع اليدين في شئ من تكبير الصلاة لا في خفض ولا في رفع الا في افتتاح الصلاة، المدونة الكبرى 1 ص 68 ترجمہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کو نہیں پہچانتا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

قال ابن القاسم كان رفع اليدين عند مالک ضعيفاً الا في تكبير الاحرام. (المدونة الكبرى 1 ص 68) ترجمہ: ابن القاسم نے فرمایا کہ رفع یدین کرنا امام مالک کے نزدیک ضعیف ہے سوائے نماز شروع کرنے کے۔

ابن رشد مالکی کا فیصلہ:

ایک اور مالکی مذہب کے محدث فقیہ علامہ ابن رشد مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں رفع یدین کی بحث میں فرماتے ہیں کہ فمنهم من اقتصر على الاجرام فقط ترجيحاً لحديث عبد الله بن مسعود و حديث البراء بن عازب وهو مذهب مالک لموافقة العمل به۔ (بدایۃ المجتہد 1 ص 150 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: پس کوئی ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے فقط نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین کو اختیار کیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اور یہی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جو ان کے اپنے عمل کے مطابق ہے۔ اس عبارت میں بھی ابن رشد مالکی نے ترک رفع یدین ہی امام کا مذہب بتایا ہے

اور اسی پر ہی ان کا عمل ہے۔

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ کی شہادت:

علامہ نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم میں رفع یدین کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قال ابو حنیفة واصحابه و جماعة من اهل الكوفة لا يستجب في غير تكبيرة الاحرام وهو الشهر الروایات عن مالک۔
(مسلم مع شرح نووی 1 ص 168)

ترجمہ: نووی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھی اور جماعت اہل کوفہ تکبیر احرام کے سوا کسی رفع یدین کو مستحب نہیں سمجھتے اور یہی روایت (یعنی ترک رفع یدین) امام مالک سے سب سے زیادہ مشہور ہے۔

علامہ شوکانی کی شہادت:

علامہ شوکانی نیل الاوطار شرح منتهی الاخبار میں رفع یدین کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقال ابو حنیفه و اصحابه و جماعة من اهل الكوفة لا يستجب في غير تكبيرة الاحرام قال النووی ، وهو اشهر الروایات عن مالک۔

(نیل الاوطار شرح منتهی الاخبار 2 ص 186 مطبوعہ ادارة القرآن کراچی)
ترجمہ: شوکانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ اور جماعت اہل کوفہ سوائے تکبیر احرام کے وقت کے کسی رفع یدین کو مستحب نہیں سمجھتے۔ نووی نے کہا کہ حضرت امام مالک سے مشہور روایت بھی یہی ہے۔ (یعنی ترک رفع یدین کی) ناظرین آپ نے دیکھا کہ امام ابن القاسم اور علامہ ابن رشد مالکی اور شوکانی صاحب اور علامہ نووی یہ سب حضرات فرما رہے ہیں کہ امام مالک کا مذہب ترک

رفع یدین ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی کی شہادت:

علامہ ابن عبدالبر اندلسی مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب التمهید لمافی الموطا من المعانی ولاسانید 9 ص 212 پر رفع یدین کی بحث میں کہتے ہیں کہ:

واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلاة فروی ابن القاسم وغیره عن مالک انه کان یری رفع الیدین فی الصلاة ضعيفاً الا فی تکبیرة الاحرام وحدها وتعلق بهذه الروایة عن مالک اکثر المالکین.

ترجمہ: اور اختلاف کیا ہے علماء نے نماز میں رفع یدین کرنے کے متعلق پس روایت کی ابن القاسم نے اور ابن القاسم کے غیر نے بھی امام مالک سے کہ بے شک امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے سوائے نماز شروع کرتے وقت کے رفع یدین کے، اور اکثر مالکیوں نے امام مالک سے یہی بات متعلق کی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کی اس عبارت سے کئی باتیں واضح ہوئی۔

(۱) جس طرح ابن القاسم نے امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے اسی طرح اور حضرات نے بھی امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع پر اتفاق نہیں ہے، بلکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

(۳) تیسری یہ بات واضح ہوئی بقول علامہ ابن عبدالبر کے کہ اکثر مالکی

حضرات امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا ہی بیان کرتے ہیں تو ناظرین یہ بات واضح ہوگئی کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ترک رفع یدین ہے، تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اگر یہ روایت رفع یدین کی قابل عمل ہوتی تو آپ ضرور اس پر عمل کرتے آپ کا اس کو روایت کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں اور نہ ہی قابل عمل ہے۔

امام ربانی مجتہد فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی کا

اس کو روایت کرنے کے بعد آپ کا فیصلہ:

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد آخر

میں یہ فیصلہ دیتے ہیں۔

قال محمد: السنة ان يكبر الرجل في صلاته كلما خفض

وكلما رفع واذا انحط للسجود كبر واذا انحط للسجود الثاني

كبر فاما رفع اليدين في الصلوة فانه يرفع اليدين حذوا لا ذنين في

ابتداء الصلوة مرة واحدة ثم لا يرفع في شئ من الصلوة بعد ذلك.

(موطا امام محمد ص 88)

ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ آدمی تکبیر کہے ہر اونچ نیچ

میں اور جب سجدے کرے تو بھی تکبیر کہے جہاں تک رفع یدین کا تعلق ہے تو وہ

نماز شروع کرتے وقت کرے پھر دوبارہ نہ کرے۔

ناظرین! آپ نے دیکھا کہ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ جو کہ امام شافعی علیہ

الرحمۃ کے استاذ الحدیث والفقہ ہیں اور حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابو

حنیفہ کے شاگرد رشید ہیں وہ بھی اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روایت

کرنے کے بعد اسے متروک العمل ہی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سنت صرف پہلی بار میں رفع یدین کرنا ہے۔

امام سفیان بن عیینہ کا عمل:

جس طرح اس حدیث کو امام زہری سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام سفیان بن عیینہ بھی اس حدیث کو امام زہری سے روایت کرنے والے ہیں (اگرچہ آپ سے اختلاف ہے) لیکن امام سفیان بن عیینہ بھی اس پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے تھے ملاحظہ فرمائیں علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

وكان ابن عينية ربما فعله وربما لم يفعله. بقدر الحاجة

(التمهيد لابن عبدالبر 9 ص 226)

ترجمہ: ابن عبدالبر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ امام سفیان بن عیینہ کبھی تو رفع یدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ تو علامہ ابن عبدالبر کی شہادت سے واضح ہو گیا کہ امام سفیان بن عیینہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ہمیشہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ترک رفع یدین پر بھی عمل کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

اور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس وقت پیش ہوئی جبکہ امام بخاری و مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابھی تک شکم مادر میں بھی تشریف نہ لائے تھے۔ تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول نہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

حضرت سفیان بن عیینہ کا ہی یہ فرمان ہے کہ: قال اجتمع ابو حنیفة والاوزاعی فی دار الحناطین بمكة فقال الاوزاعی لابی حنیفة ما بالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوة عند الركوع وعند الرفع منه فقال ابو حنیفة لاجل انه لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ شیء قال کیف لا یصح وقد حدثنی الزہری عن سالم عن ابيه عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة وعند الركوع وعند الرفع منه فقال له ابو حنیفة وحدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة ولا یعود لشیء من ذلك فقال الاوزاعی احدثک عن الزہری عن سالم عن ابيه وتقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابو حنیفة کان حماد افقه من الزہری وکان ابراهیم افقه من سالم وعلقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه وان كانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فلا سود له فضل کثیر وعبدا اللہ هو عبدا اللہ فسکت الاوزاعی۔

(مسند امام اعظم ص 50 فتح القدر جلد 1 ص 219 طبع مصر)

ترجمہ: سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ اور اوزاعی مکہ میں گہوں کی منڈی میں ایک دوسرے سے ملے اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ تم نماز میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ امام ابو حنیفہ فرمانے لگے کہ اس سبب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث (بغیر معارض کے) نہیں ملی۔ اوزاعی نے کہا صحیح حدیث کیوں نہیں ہے اور حدیث بیان کی مجھ سے زہری نے انہوں نے سالم سے روایت کیا

انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ رفع یدین کرتے نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت، تو امام ابوحنیفہ نے ان سے فرمایا کہ روایت بیان کی مجھ سے حماد نے انہوں نے روایت کی ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر اوزاعی کہنے لگے کہ میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں زہری سے وہ سالم سے اور وہ اپنے والد سے اور تم کہتے ہو حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے اور انہوں نے روایت کی ابراہیم سے تو امام ابوحنیفہ نے اس کا جواب دیا کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہے اور حضرت علقمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ میں کچھ کم نہیں اگرچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرف صحبت نبوی نصیب ہے تو اسود کو بہت فضیلت حاصل ہے اور پھر عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں اس پر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

اگرچہ وہابیہ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں لیکن اس واقعہ کو امام ابن الہمام نے فتح القدر میں اور شیخ الحدیث محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جیسی شخصیات نے شرح سفر السعادت ص 66 پر نقل کیا ہے اور اس واقعہ کو بلا تکثیر مختصراً غیر مقلد نواب صدیق حسن خان صاحب بھوبھالی نے بھی اپنی کتاب الروضۃ الندیہ میں بیان کیا ہے۔ (1 ص 95)

تو ناظرین کرام! حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو رفع یدین والی ہے اس کو امام صاحب علیہ الرحمہ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت امام علیہ الرحمہ نے روایت کی لیکن اس پر عمل نہ فرمایا، امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے روایت کیا

لیکن اس پر عمل نہ فرمایا۔ امام سفیان بن عیینہ نے اس کو روایت کیا لیکن اس پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت رفع یدین ان حضرات کی نظر میں قابل عمل نہیں تھی ورنہ امام مالک جیسی شخصیت سے یہ کب امید کی جاسکتی ہے کہ وہ خود ہی روایت کریں اور عمل اس کے خلاف کریں۔

حضرت سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنا:

پھر اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے اس روایت میں ان کے بیٹے حضرت سالم ہیں اور حضرت سالم نے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو اپنے باپ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ ^{تفصیلی} روایت ملاحظہ فرمائیں۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام الحدیث حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا۔ امام بخاری سے پہلے۔

حدیث:

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن جابر سمعت سالم بن عبد الله يحدث انه رأى اباہ يرفع يديه اذا كبر و اذا اراد ان يركع و اذا رفع راسه من الركوع فسألته عن ذلك فزعم انه رأى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصنعه.

(مسند امام احمد 2 ص 64 اداره احياء السنه گرجا کھ)

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے سنا وہ بیان کرتے

تھے کہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ سالم نے کہا کہ میں نے اس رفع یدین کے متعلق اپنے باپ سے سوال کر دیا۔ پس میرے باپ نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔ اس روایت سے چند باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(۱) رفع یدین مدینۃ المنورہ میں مروج نہیں تھا۔ اگر مروج ہوتا تو اس پر تعجب نہ کرتے۔

(۲) حضرت سالم خود بھی رفع یدین کو نہیں جانتے تھے ورنہ اس کے متعلق سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہی تھا کیونکہ جو کبھی کبھار کیا تو فوراً اس پر تعجب کیا گیا اور اس رفع یدین کے متعلق سوال ہونے لگا۔

اس کے مخالف اثر:

قائلین رفع یدین یہاں پر امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جز رفع یدین کے حوالہ سے ایک اثر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سالم خود بھی رفع یدین کیا کرتے تھے حالانکہ یہ اثر سنداً بھی صحیح نہیں اور یہ اثر غیر مقلدین کے موافق بھی نہیں تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبد الله انا عكرمة بن عمار. قال
رائيت سالم بن عبد الله والقاسم بن محمد وعطاء و مكحول يرفعون

ایدیہم فی الصلوٰۃ اذا رکعوا واذا رفعوا.

(جزء رفع یدین للبخاری ص 42 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور عطاء اور مکحول کو دیکھا ہے یہ حضرات رفع یدین کرتے تھے نماز میں جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سالم حضرت قاسم بن محمد حضرت عطاء حضرت مکحول یہ تمام حضرات رفع یدین کے قائل تھے مگر یہ اثر قائلین رفع یدین کی ہرگز تائید نہیں کرتا تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) اس میں رفع یدین کا ذکر دوبار ہے جب کہ غیر مقلدین حضرات چار بار رفع یدین کے قائل ہیں۔

(۲) اس میں سجدوں کی نفی نہیں جبکہ غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کی نفی کرتے ہیں۔

(۳) بلکہ اس کے بعد جو اثر آپ ملاحظہ کریں گے اس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت سالم سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے جبکہ سالم کا یہ عمل بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے گویا کہ حضرت سالم حدیث بخاری کے خلاف عمل کرتے تھے۔

(۴) پھر یہ اثر سنداً بھی صحیح نہیں ہے جبکہ اس کی سند شروع ہوتی ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل سے جبکہ اصل میں سند یہ تھی۔ حدثنا مقاتل۔ جیسا کہ خود اس جلال پور پیر والہ نسخہ کے حاشیے میں موجود ہے کہ مطبوعہ نسخے میں مقاتل تھا ہم نے محمد بن مقاتل کر دیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہے جو کہ ضعیف ہے ملاحظہ

فرمائیں۔ ابن جوزی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں درج کرتے ہیں۔

عکرمہ بن عمار، ابو عمار، الیمامی، العجلی، قال یحییٰ بن

سعید، احادیث ضعاف لیس بصحاح قال احمد احادیثہ ضعاف۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین 2 ص 185)

ترجمہ: (امام جرح و تعدیل) یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں ضعیف ہیں صحیح نہیں ہیں۔ (امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حاتم نے کہا کہ سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا مگر ہے وہی۔ (یہ رفع یدین وہم کا ہی نتیجہ ہے)۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ضعیف الحدیث ہے، اور خود امام بخاری نے کہا کہ اس کے پاس کتاب نہیں ہے پس اس کی حدیث میں اضطراب ہے، یحییٰ سے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 90-91)

تو جب یہ ہے ہی وہی اور ضعیف الحدیث اور مضطرب الحدیث تو پھر اس کی حدیث صحیح کیسے ہو سکتی ہے لیکن سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنے کی حدیث وہ مسند امام احمد کی صحیح حدیث ہے، جس مسند کے متعلق غیر مقلدین کا علامہ شوکانی کہتا ہے کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ (نیل الاوطار 1 ص 20)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اسی عکرمہ بن عمار سے جز رفع یدین ص 44 پر روایت کرتے ہیں۔ وقال عمر بن یونس حدثنا عکرمہ بن عمار۔ قال رایت القاسم وطاؤسا ومکحولا وعبداللہ بن دینار وسالما یرفعون ایدیہم اذا استقبل احدہم الصلوۃ وعند الرکوع والسجود۔ (جز رفع یدین ص 44)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ دیکھا میں نے قاسم اور طاوس اور مکحول اور عبد اللہ بن دینار اور سالم کو رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے وقت اور سجدوں کے وقت بھی۔

ناظرین کرام دیکھئے! اس روایت میں صاف لکھا ہوا کہ ہے حضرت قاسم، طاوس، مکحول اور عبد اللہ بن دینار اور سالم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جب یہ روایت بخاری شریف کی روایت کے خلاف ہے کہ بخاری شریف میں سالم اپنے باپ سے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں رفع یدین ابتدا نماز میں وقت رکوع اور بعد الرکوع اور پھر یہ کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور سالم ہی خود سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ یعنی بخاری کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف کرتے تھے۔ تو غیر مقلدین حضرات جو سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت کہتے ہیں اور اس کے سخت منکر ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت سالم، قاسم، طاوس، مکحول، عبد اللہ بن دینار کی نمازیں تو یقیناً خلاف سنت ہی ہوئیں۔ اب آپ خود ہی غور و فکر کریں کہ جس روایت پر خود اس کے اپنے راویوں کا ہی عمل نہ ہو وہ روایت کس درجے کی ہوگی۔

حضرت سالم کی طرح قاضی کوفہ حضرت محارب بن دثار

نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا ہے:

جس طرح سالم نے اپنے باپ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو تعجب سے پوچھا اسی طرح حضرت محارب بن دثار نے بھی ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو تعجب سے سوال کر دیا کہ یہ کیا ہے۔ تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث سیدنا احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں روایت کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن فضيل عن عاصم عن ابن كليب عن محارب بن دثار قال راثيت ابن عمر يرفع يديه كلما ركع و كلما رفع رأسه من الركوع قال فقلت له ما هذا قال كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا قام في الركعتين كبر ورفع يديه.

(مسند امام احمد 2 ص 146 مصنف ابن ابي شيبة 1 ص 235-236)

ترجمہ: محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ کیا ہے، تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

ناظرین اس روایت سے کئی باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) دور صحابہ اور دور تابعین میں رفع یدین سے کوئی واقف بھی نہیں تھا اگر کوئی کبھی کبھار کر لیتا تو فوراً اس سے سوال ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے، حیران ہو کر سوال کرتے۔

(۲) حضرت محارب بن دثار جو کہ کوفہ کے قاضی تھے اور صاحب علم و فضل تھے۔ انہوں نے جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا تو اظہار تعجب کیا اور پوچھا کہ (ماہذا) یہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس وقت رفع

یدین بالکل مروج نہیں تھا ورنہ اتنا تعجب نہ ہوتا اور محارب بن دثار تعجب کرنے والے تنہا نہیں ہیں بلکہ خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سالم نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا۔

رفع یدین عند الركوع پر یہ تعجب اور سوال کا سلسلہ اس بات کی خوب نشاندہی کرتا ہے کہ اس دور خیر القرون میں ترک رفع یدین ہی معمول تھا۔ بخاری شریف کی حدیث رفع یدین کے آخری راوی خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل خود ترک رفع یدین تھا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ کے استاذ الحدیث امام اجل امام کبیر ابن ابی شیبہ صحیح سے اپنے مصنف میں روایت کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عمر کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے:

حدیث:

حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح، مصنف ابن ابی شیبہ . (1 ص 237) ترجمہ: حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے نماز کے شروع میں۔

حضرت مجاہد جو کہ امام التفسیر ہیں اور جلیل القدر تابعی ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے نماز شروع کرنے کے یعنی صرف نماز کے شروع میں ہی رفع یدین کرتے پھر دوبارہ نہ کرتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے اس سند کے

تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں تاہم تفصیل کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے پہلے راوی امام ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں جو کہ اعلیٰ درجہ کے ثقہ ثابت ہیں۔ (دیکھئے میزان الاعتدال 2 ص 490)۔

(تقریب البتہذیب 1 ص 528۔ تہذیب التہذیب 3 ص 252)

دوسرے راوی ہیں، حصین بن عبدالرحمن، یہ بھی ثقہ ثابت ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ مامون ہے حدیث کا بہت بڑا امام ہے۔ امام احمد عجمی نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ثابت ہے، ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے امام ابو زرعبہ سے اس راوی کے متعلق پوچھا تو ابو زرعبہ نے کہا یہ راوی ثقہ ہے میں نے کہا کیا یہ حجت بھی ہے تو انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ حجت ہے امام حاتم نے کہا یہ راوی ثقہ ہے امام ذہبی نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔

(میزان الاعتدال 1 ص 551-552)

تیسرے راوی حضرت امام مجاہد ہیں جو کہ حدیث کے ساتھ ساتھ تفسیر کے بھی امام ہیں اور بلا تفاق ثقہ ثابت ہیں دیکھئے تہذیب التہذیب جلد 10 ص 39-40۔ طبع بیروت۔

تو ناظرین کرام! جب اس سند کے تمام راوی ثقہ ثابت اعلیٰ درجہ کے روی ہیں تو پھر انکار حدیث کیوں شاید اس لئے کہ یہ حدیث ان کے مزاج کے خلاف ہے۔ غیر مقلدین حضرات جب اس کا کوئی جواب نہیں پاتے تو کہہ دیتے ہیں کہ حضرت حصین بن عبدالرحمن کا آخر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ (دیکھئے ابکار المہمن) لیکن یقیناً جانئے یہ صرف انکار حدیث کا ایک بہانہ ہے، غور فرمائیں کہ اس سند میں حصین سے روایت کرنے والا راوی ابوبکر بن عیاش ہے اور یہی سند یعنی ابوبکر بن عیاش عن حصین، بخاری شریف میں مذکور ہے تو بخاری شریف کی

جتنی سندوں میں یہ راوی ہوگا کیا غیر مقلدین حضرات بخاری کی اتنی حدیثوں کے منکر ہوں گے جب یہ راوی ہی بخاری کا ہے تو پھر اس پر آپ کا جرح کرنا ہی بیکار ہے یا پھر آپ بخاری کی تمام روایات کو صحیح نہیں مانتے، اگر مانتے ہیں تو پھر بخاری شریف کے راویوں پر جرح کرنا یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ تو اگر یہ راوی بخاری میں ثقہ ہے تو پھر یہاں بھی ثقہ ہے اگر یہاں ثقہ نہیں تو پھر بخاری میں یہ راوی کیونکر ثقہ ہو گیا..... ہائے انصاف۔

اس حدیث کو مسترد کرنے کے لئے غیر مقلدین حضرات ابو بکر بن عیاش کے متعلق بھی کچھ مہربانی کرتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش کا حافظہ بھی آخر میں متغیر ہو گیا تھا لیکن یہ بھی بہانہ ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ابو بکر بن عیاش خود بخاری شریف کا راوی ہے۔ غیر مقلدین حضرات بخاری کے راویوں کو صحیح ثقہ بھی کہتے ہیں پھر ان پر جرح بھی کرتے کچھ تو بخاری شریف کا خیال کیا ہوتا اور بخاری کے ساتھ حق و وفا ادا کیا ہوتا۔ یہ بخاری شریف کے راویوں پر کتنی بد اعتمادی ہے، غیر مقلدین کی کہ ایک ہی راوی بخاری میں آئے تو ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے وہی راوی بخاری کے علاوہ کسی ایسی حدیث میں آجائے جو غیر مقلدین کے مزاج کے خلاف ہو تو پھر خدا کی پناہ اس راوی کو شہید کرنے کے لئے عزم صمیم کر لیتے ہیں اور اس پر جرح کرتے کرتے کئی کئی ورق سیاہ کر ڈالتے ہیں جو راوی بخاری میں ثقہ تھا اب وہ ضعیف بن گیا کیونکہ اس نے وہ حدیث بیان کی ہے جو غیر مقلدین کے عمل و مزاج کے خلاف ہے یہ ہے غیر مقلدین کی دیانتداری اور انصاف حالانکہ ابو بکر بن عیاش بخاری و مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ثابت ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب جلد 12 ص 38 امام نووی شافع علیہ الرحمہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

ابو بکر بن عیاش فهو الامام المجمع علی فضله 1 ص 10۔

ترجمہ: نووی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش ایسے جلیل القدر امام ہیں جن کی فضیلت پر سب کا اتفاق ہے۔

تو ناظرین کرام! جب اس سند کے راوی ثقہ ثبت ہیں تو پھر یہ حدیث صحیح ثابت ہوئی۔ اسی لئے تو امام عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے دادا استاد امام علامہ ابن ترکمانی جو ہر نقی علی البیہقی میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ ہذا سند صحیح۔ یہ سند صحیح ہے۔ جو ہر نقی 2 ص 74 تو اب امام بخاری علیہ الرحمہ کا بیٹی بن معین سے یہ نقل کرنا کہ ابوبکر عن حصین انما هو توہم لاصلہ۔ جز رفع یدین للبخاری ص 10 مطبوعہ جلال پور پیر والہ کہ ابوبکر کی حدیث حصین سے تراوہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ سب دعویٰ بلا دلیل ہے جس پر کوئی دلیل و برہان نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل تھی تو انہیں پیش کرنی چاہیے تھی جب اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہی نہیں تو پھر یہ کیسے مان جائیں کہ ابوبکر کی حصین سے حدیث تراوہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں تو کیا غیر مقلدین ابن معین کا یہ فرمان کہ ابوبکر کی حصین سے روایت تراوہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ بخاری شریف میں بھی صحیح مانیں گے یا نہیں کیا بخاری میں بھی یہ ماننے کے لئے تیاوہم ہوں گے کہ بخاری میں جو حدیث ابوبکر عن حصین کی سند سے مروی ہیں وہ سب تراوہم ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اگر نہیں تو پھر یہاں بھی مان جاؤ کہ خود اس بے دلیل بات کی اپنی کوئی اصل نہیں ہے، حدیث تو صحیح ہے کیونکہ اس کی سند موجود ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور بیان کرنے والے امام جلیل القدر شخصیات ہیں۔ اسی لئے تو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سند دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا وہی کہتا۔ مقدمہ شرح نووی مع مسلم تو اگر سند ہوگی تو کسی کو غلط بات کرنے کی جرأت

نہ ہوگی اگر کوئی بے سند بات کر بھی دے گا تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اس لئے یہ حدیث جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی ترجمانی کرتی ہے کہ آپ ترک رفع یدین پر عامل تھے، یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی آپ سے ترک رفع یدین بیان کرتے ہیں:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث والفقہ اور امام یحییٰ بن معین کے استاد اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے دادا استاد۔ امام الحدیث سید الفقہاء، امام ربانی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ۔ موطا امام محمد 1 ص 90 پر اپنی سند سے نقل کرتے ہیں۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیہ فی اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فیما سوی ذلک۔

(موطا امام محمد ص 90 مطبوعہ سعید ایم ایچ کراچی)

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت کانوں تک رفع یدین کرتے اس کے علاوہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے اس سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے اور یہ اثر صحیح ہے کیونکہ مجتہد کا کسی حدیث سے دلیل پکڑنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔

۱۔ محمد بن ابان بن صالح پر گفتگو ترک رفع یدین حصہ دوم ص پر ملاحظہ کریں۔

عطیہ عوفی بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں:

رواہ البیہقی عن سوار بن مصعب عن عطیة العوفی ان
باسعید الخدری وابن عمر کانا یرفعان ایدیہما اول ما یکبران ثم لا
یعود۔ (بتنسیق نسطاہ فی نسند الامام ص 35)

ترجمہ: عطیہ عوفی سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے
تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے تین شاگردوں نے
ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ اصل روایت تو حضرت مجاہد کی ہے دو باقی
شاگردوں کی روایتیں یعنی عبدالعزیز بن حکیم اور عطیہ عوفی کی دو روایتیں متابعتاً
ہے اور متابع کے لئے ثقہ ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اہل علم خوب جانتے ہیں تو
ناظرین کرام بخاری شریف کی حدیث رفع یدین کے آخری راوی صحابی حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ تفصیلاً پڑھ چکے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کریں جس روایت
کے راویوں کا اپنا عمل اس روایت پر نہ ہو۔ بھلا وہ روایت کیسے قابل عمل ہو سکتی
ہے پھر جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے عند الركوع اور
بعد الركوع رفع یدین کا اثبات ہے اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اگرچہ یہ سند ضعیف ہے مگر متابعتاً کوئی حرج نہیں یہ اثر بطور متابعت عرض کیا گیا اور متابع اگرچہ ضعیف ہی
کیوں نہ ہو اصل روایت کو قوی کرتا ہے۔

سے مرفوعاً۔ عند الركوع اور بعد الركوع کی نفی بھی ثابت ہے تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ مسند ابوعوانہ جس کو ذہبی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ الحفاظ میں المسند الصحیح کہا ہے۔ جس کی حدیثیں بخاری و مسلم کی طرح صحیح احادیث ہیں۔ اس مسند ابوعوانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

حدیث:

امام ابوعوانہ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبد الله ابن ايوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع لا يرفعهما. وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين، والمعنى واحد.

(مسند ابوعوانہ 1 ص 423 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت سالم اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کندھوں تک اور بعض راویوں نے حذو منکبہ ذکر کیا ہے اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور بعض راویوں نے کہا اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ معنی ایک ہی ہے۔

اس روایت پر غیر مقلدین کے اعتراضات کے تفصیلی جوابات ترک رفع یدین حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ اس روایت میں کتنی وضاحت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے ہیں تو یہ روایت خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے عمل کے مطابق ہے بلکہ حضرت مالک امام رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہے اور حضرت سالم نے رفع یدین پر تعجب کیا حضرت صحاب بن دثار نے رفع یدین پر تعجب کیا۔ ان تمام روایات کی یہ حدیث جو ترک رفع یدین پر صریح بھی صحیح بھی ہے مرفوع ہے تائید کرتی ہے تفصیل گذشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

جس طرح امام ابو عوانہ نے اس ترک رفع یدین کی مرفوع حدیث کو روایت کیا ہے اسی طرح حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث محدث عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بھی اس روایت کو مرفوعاً روایت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ محدث عبداللہ بن زبیر حمیدی اپنی سند ثقہ کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان^۱ ثنا الزہری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ بن ابیہ قال۔ رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه حدو منکبیه، واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین۔

۱۔ مطبوعہ بیروت لبنان کے نسخہ خمیدی میں۔ حروف جوڑنے والے کی غلطی سے سند میں سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے جبکہ اس کے محقق نے حاشیہ میں سفیان کا حوالہ دے دیا ہے اور مسند حمیدی کے قلمی نسخہ ص 79 میں بھی سند سفیان کے واسطہ سے ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(مسند حمیدی 2 ص 277 مطبوعہ بیروت لبنان۔ مسند حمیدی (قلمی) ص 79)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کی رفع یدین کیا کندھوں تک
اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور
نہ دو سجدوں کے درمیان۔

تو ناظرین کرام! جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مرفوعاً عند الركوع اور بعد الركوع رفع یدین کی نفی مسند ابو عوانہ میں ہے اسی طرح
عند الركوع اور بعد الركوع رفع یدین کی نفی مسند حمیدی میں بھی ہے۔ یہ حدیث
مرفوع بھی ہے صحیح بھی متصل بھی ہے اور رفع یدین عند الركوع اور بعد الركوع کی نفی
بھی صریح ہے۔ غیر مقلدین حضرات جب مسند حمیدی کی حدیث کا کوئی جواب
نہیں پاتے تو پھر اس کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم بھی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے صرف افتتاح کی رفع یدین ہی روایت کرتے ہیں:

امام ابن القاسم علیہ الرحمہ جو کہ امام دارالہجرت حضرت امام مالک رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے تلمیذ رشید ہیں اور فقہ مالکی کے مجتہد فقیہ ہیں آپ نے حضرت
امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب مدونۃ الکبریٰ میں یہ حدیث روایت
کی ہے اور اس حدیث سے امام ابن القاسم نے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی
ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ابن وهب و ابن القاسم عن مالک بن انس عن ابن شهاب

عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح التكبير للصلاة.

(المدونة الكبرى 1 ص 69)

ترجمہ: امام ابن وہب اور امام ابن القاسم دونوں نے حضرت امام مالک سے
روایت کی انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے
انہوں نے اپنے باپ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ بے شک
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک جب شروع
کرتے تکبیر نماز کے لئے۔

حضرات محترم! یہ حدیث صحیح، مرفوع متصل ہے اور اس حدیث کو مالکی
فقہ مجتہد نے ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کیا ہے، ابن القاسم اور ابن
وہب دونوں نے من کر اس حدیث کو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا
ہے اور اس میں صرف افتتاح کی رفع یدین کا ذکر ہے اگر رکوع والی رفع یدین
اس میں ہوتی تو ابن القاسم وہ بھی پیش کرتے لیکن ابن القاسم علیہ الرحمہ نے
صرف ابتداء ہی کی رفع یدین بطریق مالک مرفوعاً روایت کی ہے اور یہ حدیث
ترک رفع یدین پر مالکیوں کا مستدل ہے۔ جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ
چکے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بقول علامہ ابن عبد البر اکثر
مالکی حضرات نے امام مالک سے ترک رفع یدین ہی متعلق کیا ہے۔ اسی طرح امام
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور شاگرد بطریق مالک، حضرت ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں بحوالہ خلافيات بیہقی۔
ملاحظہ فرمائیں۔

ابن قیم نے اس حدیث کو جرأت کر کے موضوع کہہ دیا بلا دلیل۔

محدث مکہ مفتی مکة المکترمه حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ، ابن قیم کا رد کرتے ہوئے اس حدیث کو ثابت کرتے ہیں۔

حدیث:

وحدیث اورده البیهقی فی الخلافیات من رواية عبد الله بن عون الخراز حدثنا مالک عن الزهري عن سالم عن ابیه ان النبی علیہ السلام کان یرفع یدیه الخ ثم لا یعود. قلت وقد صح عنه خلاف ذلك فیحمل علی نسخ الاول فتامل فقول ابن القیم من شتم روائح الحدیث علی بعد شہد بالله انه موضوع، مدفوع.

(موضوعات کبیر ملا علی قاری مع تذکرہ الموضوعات ص 175)

ترجمہ: امام بیہقی علیہ الرحمہ نے خلافیات میں عبد اللہ بن عون الخراز سے روایت کی ہے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے پھر دوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر اس کے خلاف بھی روایت ہے۔ (یعنی رکوع جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا) تو پہلی حدیث کو اس حدیث سے منسوخیت پر محمول کیا جائے۔ پس غور و فکر کر ابن قیم نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے حدیث کی بوسونگھی ہے وہ اس کی گواہی دے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے پس ابن قیم کا اعتراض ختم ہوا۔ دوسرے شاگردوں کی طرح عبد اللہ بن عون الخراز نے بھی امام مالک سے ترک رفع یدین روایت کیا ہے اور یہی یعنی ترک رفع یدین ہی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا

عمل ہے جیسا کہ تفصیلاً سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات جو ابن قیم اور ابن حجر کی تقلید میں اس حدیث صحیح کو موضوع کہتے ہیں تو غیر مقلدوں کو موضوع حدیث کی تعریف پر غور کرنا چاہیے کیونکہ موضوع من گھڑت حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں کوئی کذاب راوی ہو تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے اس کی سند سے کوئی کذاب راوی نکالیں ورنہ خدا کا خوف کریں اور اس حدیث کو موضوع کہنے سے باز رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت طحاوی شریف میں بھی موجود ہے مرفوعاً جس میں مسئلہ رفع یدین ہی بیان کیا گیا ہے لیکن جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو اس حدیث میں صرف ابتدا کی ہی رفع یدین کا ذکر ہے تو اگر رکوع اور بعد الركوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ امام جلیل محدث کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ شرح معانی الآثار میں اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسیٰ قال ثنا ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر و عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰة وعند البیت و علی الصفا والمرورة و بعرفات و بالمزدلفة وعند الجمرتین.

(شرح معانی الآثار 1 ص 416)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ دونوں صحابہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے۔ نماز کے شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر اور مروہ پر اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث میں مسئلہ رفع یدین ہی بیان کیا گیا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کا بیان فرماتے ہوئے افتتاح صلوٰۃ کی رفع یدین کا ذکر تو فرمایا لیکن رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا آپ نے ذکر تک نہیں کیا تو اگر رکوع والی رفع یدین بھی ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے، تعجب کی بات ہے کہ جس رفع یدین کو وہابی غیر مقلد سنت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی ایک موقع پر بھی اپنی زبان اقدس سے اس رفع یدین کا ایک بار بھی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی رکوع والی رفع یدین کی فضیلت بیان کی ہے۔ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور سند سے روایت فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا فهد قال ثنا الحماني قال ثنا المحاربي عن ابن ابي ليلي عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مثله، شرح معاني الآثار 1 ص 416.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں پہلی حدیث کی مثل۔ (یعنی رفع یدین سات مقامات پر

کیا جائے۔

اس حدیث کا انکار کرنے کے لئے غیر مقلدین حضرات ایک بہانہ تو یہ بناتے ہیں کہ اس میں رکوع اور بعد الرکوع کی نفی نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حدیث بالکل واضح ہے اور اس میں صرف مسئلہ رفع یدین ہی تو بیان کیا گیا ہے نماز کے متعلق ابتدا کی رفع یدین کا حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے اگر رکوع کی رفع یدین ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے کیونکہ جب اس حدیث میں بیان ہی رفع یدین کا ہے تو پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رکوع کی رفع یدین کا ذکر نہ فرماتے اگر ہوتا تو ضرور ذکر فرماتے کیونکہ رکوع والی رفع یدین سنت ثابت نہیں ہے۔ اس لئے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے۔ رکوع والی رفع یدین کا ذکر زبان اقدس سے بالکل نہیں فرمایا۔ فہو المقصود۔

ایک اعتراض:

غیر مقلدین حضرات اس حدیث کو رد کرنے کے لئے ایک اور بہانہ بناتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ضعیف ہے لہذا یہ حدیث معتبر نہیں ہے۔

جواب:

غیر مقلدین حضرات نے محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لیا بلکہ تعصب کی نذر ہو گئے ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس پر جہتِ حفظ سے کلام کیا ہے لیکن اُسے ثقہ کہنے والے ائمہ بھی موجود ہیں۔ اس کے متعلق

امام جرح و تعدیل مسلم شخصیت امام ذہبی علیہ الرحمہ کا قول پیش خدمت ہے کہ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق بحث کرنے کے بعد فیصلہ کر دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں، ابن ابی لیلیٰ کو امام عالم مفتی کوفہ اور قاضی کوفہ اور فقیہ لکھتے ہیں۔ احمد بن یونس نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ افقہ اہل الدنیا ساری دنیا سے بڑا فقیہ ہے۔ وقال العجلی کان فقیہاً صدوقاً صاحب سنة جائز الحدیث قارئاً عالماً بالقرآن۔ امام عجلی نے کہا ابن لیلیٰ فقیہ ہے سچا ہے اور سنت پر عامل ہے اس کی حدیث درست ہے قرآن کا قاری اور عالم ہے۔ قال ابو زرعة ليس هو باقوى مايكون۔ امام ابو زرعة نے کہا کہ زیادہ باقوی نہیں ہے۔ (یعنی قوی ہے اقوی نہیں ہے) قال احمد مضطرب الحدیث امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ مضطرب الحدیث ہے۔ قلت حدیثہ فی وزن الحسن ولا یرتقی الی الصحة لانه ليس بالمتقن عندهم ومناقبه كثيره۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں ذہبی کہتا ہوں کہ محمد ابن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے اور اس کی حدیث درجہ صحیح تک نہیں پہنچتی اس لئے کہ یہ ان کے نزدیک متقن نہیں ہے اور اس کے مناقب کثیر ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ 1 ص 128-129 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین کرام! بنظر انصاف دیکھیں کہ امام جرح و تعدیل علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے اس پر جرح اور تعدیل نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ اس طرح دیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے۔ تو جب ذہبی جیسے نقاد نے محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث کو حسن کا درجہ دیا تو ہے بچارے غیر مقلدوں کی کون سنتا ہے تو اگر غیر مقلدین حضرات ذہبی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو علامہ محدث امام جرح و تعدیل عظیم نقاد علامہ نور الدین ہاشمی علیہ الرحمہ کی بات

وعلى الصفا والمروة، وبعرفات، وجمع، وفي المقامين، وعند
الجمرتين. (الدرايه لتخريج احاديث هدايه ص 148 مطبوعه دارنشر

الكتب الاسلاميه لاهور)

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً و
موقوفاً روایت ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقامات کے، نماز کے
شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر، مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ
میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث میں صیغہ حصر ہے کہ ان مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا
جائے اس حدیث میں بھی رفع یدین شروع نماز کے وقت بیان کیا گیا ہے اور باقی
چھ مقام حج میں تو اگر رفع یدین عند الركوع اور بعد الركوع بھی ہوتا تو اس کو بھی بیان
کیا جاتا کیونکہ اس حدیث میں مذکورہ رفع یدین کے سوا پر ممانعت کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض:

اگر مذکورہ مقامات کے علاوہ رفع یدین کی نفی ہے تو آپ احناف
حضرات عمیدین میں اور وتروں میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں جبکہ احادیث میں
ان مقامات کے علاوہ بھی کئی مواقع پر رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ فرض نمازوں
کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا، نماز استسقا کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا وغیرہ۔

جواب:

ناظرین کرام! جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں سات مقام پر جو
بیان کئے گئے ہیں کہ ان میں رفع یدین کیا جائے اور مقام پر نہ کیا جائے تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ ان سات مقامات میں رفع یدین کہاں کہاں کیا جائے مثلاً نماز

ہے تو فرمایا گیا کہ نماز کے متعلق رفع یدین شروع میں کیا جائے تو پھر نہ کیا جائے۔ اسی طرح باقی چھ مقامات کو بھی سمجھ لیں جو حضرات عیدین اور وتروں کی بات کرتے ہیں یا نماز استسقاء وغیرہ کی کرتے ہیں تو وہ رفع یدین اس سے منع نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عدد زائد کی نفی نہیں کرتا لیکن یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ نماز کے متعلق رفع یدین وہ صرف افتتاح میں ہی ہے نہ کہ رکوع و بعد الركوع میں ہذا با عندی والعلم عند اللہ واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث جو علامہ ذہبی نے نقل کی ہے جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کو بدعت قرار دیا ہے۔

حدیث:

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث نقل کی بسند جبارہ بن المغلس حدثنا حماد بن زعید عن بشر بن حرب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر کہتے ہیں وبہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رایتکم ورفع ایدیکم فی الصلاة واللہ انہا لبدعة ما رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعل هذا قط۔ الخ (میزان الاعتدال 1 ص 315 الکامل جلد 2 ص 160 لابن عدی) کہ اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے اور تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا اللہ کی قسم بے شک یہ ضرور بدعت ہے۔ دیکھئے جناب اس روایت میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت فرمایا۔

اعتراض:

اس روایت میں یہ تو ہے کہ نماز کے اندر رفع یدین کرنا بدعت ہے مگر رکوع کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس سے رکوع مراد نہیں لے سکتے۔

جواب:

جناب جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس حدیث میں نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت کہا گیا ہے تو اب آپ کا لفظ رکوع کا مطالبہ درست نہیں ہے کیونکہ فی الصلوٰۃ کا لفظ نماز شروع کرنے کے بعد سے سلام پھیرنے تک یہ سارا فی الصلوٰۃ ہی تو ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نماز اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے تو یہ درمیان میں سارا فی الصلوٰۃ ہی تو ہے۔ روایت میں تو ذکر ہے کہ تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا بدعت ہے آپ کہتے ہیں کہ اس روایت میں فی الصلوٰۃ کے ساتھ رکوع کا لفظ دکھائیں۔ تو شاید آپ رکوع اور بعد الرکوع کو فی الصلوٰۃ میں شمار نہیں کرتے ہونگے ہمارے خیال میں تو آپ یقیناً رکوع اور بعد الرکوع کو نماز میں شمار کرتے ہیں تو جب رکوع اور بعد الرکوع بھی فی الصلوٰۃ میں داخل ہے تو پھر آپ کا لفظ رکوع کا مطالبہ درست نہیں ہے آخر میں یہ عرض ہے کہ اگر آپ کا یہ مطالبہ ہے کہ اس روایت میں فی الصلوٰۃ کے ساتھ رکوع کا لفظ دکھائیں تو پھر آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپ جناب کسی شرعی دلیل سے رکوع کو فی الصلوٰۃ سے خارج کر دیں تو ہم آپ کو رکوع کا لفظ دکھا دیں گے یا پھر اس روایت کو پیش نہیں کریں گے۔

تو ناظرین محترم! اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی بنا پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت فرمایا کیونکہ

آخر ان کا اپنا عمل بھی تو ترک رفع یدین تھا اور ان کے بیٹھے حضرت سالم نے رفع یدین پر تعجب کیا اور قاضی کوفہ محارب بن دثار نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا جیسا تفصیل گذشتہ اوراق میں مرقوم ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسے بدعت قرار دینا کوئی تعجب نہیں ہے جیسا کہ ”نماز چاشت کو بدعت قرار دیا“۔

تو ناظرین! بات ہو رہی تھی رفع یدین عند الركوع اور بعد الركوع پر بخاری شریف کی باب رفع یدین کی پہلی حدیث پر تو اب ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) یہ روایت رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع جس میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، ان تمام احادیث کے خلاف ہے جن میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جو کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کی ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲) اس روایت رفع یدین کے کئی راویوں کا عمل اس روایت کے خلاف ہے جیسا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنا اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اس روایت کے ایک راوی سفیان بن عیینہ کا بھی اس پر ہمیشہ عمل نہیں تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

(۳) یہ روایت بخاری جس میں رفع یدین کا ذکر تین بار ہے جو بطریق امام مالک ہے۔ جبکہ خود موطا میں دو بار۔ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۴) جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین مروی ہے بروایت بخاری۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق امام مالک مرفوعاً عند الركوع اور بعد الركوع کی نفی بھی روایت کی گئی ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

- (۵) تو جس روایت میں اتنا تعارض ہو ایک میں نفی ایک میں اثبات اور خود اس کے اپنے راویوں کا عمل اس روایت کے خلاف ہو تو وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔
- (۶) مدونۃ الکبریٰ میں بطریق امام مالک، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً رفع یا بن صرف ابتدا کی ہے۔
- (۷) اور موطا امام مالک میں ابن عمر سے مرفوعاً دو بار رفع یدین کا ذکر ہے۔
- (۸) اور بخاری میں بطریق امام مالک، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً۔ تین بار رفع یدین کا ذکر ہے۔
- (۹) پھر بخاری ہی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً۔ چار بار رفع یدین کا ذکر ہے۔
- (۱۰) اور جزر رفع یدین بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدوں میں بھی رفع یدین ہے، جس کی صحیح بخاری میں نفی ہے۔ سجدوں کی رفع یدین کی تفصیل آگے آرہی ہے۔
- (۱۱) امام طحاوی علیہ الرحمہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین روایت کی ہے جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔
- (۱۲) اور تو اور خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزر رفع یدین میں ایک ایسی روایت درج کی ہے جس میں ایک رکوع میں چار مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ دیکھئے جزر رفع یدین بخاری ص 33 مطبوعہ جلال پور پیر والہ۔
- (۱۳) غیر مقلدین کے علامہ محدث ابن حزم نے محلی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک موقوف حدیث نقل کی ہے جس میں یہ ہے کہ ابن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے پستانوں تک۔ محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان۔

اس روایت میں سجدہ کی رفع یدین بھی ہے لیکن اس کے ساتھ دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی ہے کہ آپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعتوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جس کے غیر مقلدین منکر ہیں یعنی دوسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا۔ اب غیر مقلدین ہی بتائیں کہ اس روایت کے مطابق تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعت کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن وہابی غیر مقلدین اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔

(۱۴) تو ناظرین جس روایت میں اتنا تعارض ہو وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے اسی لئے تو امام الحدیث سید الفقہاء حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ کے ساتھ مناظرہ میں یہ فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے۔ (یعنی بغیر کسی تعارض کے)

رفع یدین متروک ہے:

امام علامہ محدث احمد بن ابوبکر بن اسماعیل البوصیری علیہ الرحمہ متوفی 840 نے اپنی کتاب اتحاف الخیرة المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ ص 369 باب نمبر 34 پر یہ سرخی قائم کی ہے۔

باب رفع یدین عند الرکوع وترکہ:

ترجمہ: باب رفع یدین کرنا رکوع کے وقت اور اس کا چھوڑ دینا۔
پھر انہوں نے حضرت وائل بن حجر کی حدیث نقل کی رفع یدین کرنے کی
اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین کی حدیث
روایت کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وقال ابوبکر بن ابی شیبۃ: ثنا وکیع، عن حماد، عن بشر بن
الحارث سمع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: واللہ ان رفعکم
ایدیکم فی الصلاة لبدعة واللہ ما زاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم علی ہکذا یعنی باصبغہ قلت، بشر بن الحارث ضعیف، ولہ شاهد
من حدیث ابن مسعود رواہ الترمذی، اتحاف الخیرة المہرة ص 369
ترجمہ: بحذف اسناد، بشر بن حارث نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا
آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم بے شک تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا ضروریہ بدعت
ہے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے یعنی
انگلی کا اشارہ۔

محدث بوسیری کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بشر بن حارث ضعیف
ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے جو
ترمذی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ
دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی تو رفع یدین شروع میں کیا پھر دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ ترمذی نے کہا
کہ حدیث ابن مسعود کی حسن ہے اور کئی اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر عمل ہے اور اہل کوفہ اور سفیان
ثوری کا بھی اسی پر عمل ہے۔ (ترمذی جلد 1 ص 35)

ناظرین کرام! محدث بوسیری علیہ الرحمہ نے ایک ہی باب میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے، رفع یدین کرنا اور رفع یدین کا چھوڑ دینا، رفع یدین کرنے کی دلیل حضرت وائل بن حجر کی حدیث بیان کی اور رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کرنے کو بدعت فرمایا اور وہ بھی اللہ کی قسم اٹھا کر اور پھر محدث بوسیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث اس کا شاہد ہے (یعنی ترک رفع یدین میں) جسے ترمذی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔

تو ناظرین کرام! امام ابن ابی شیبہ جو کہ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث ہیں اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابو معاوية عن الشيباني عن ابي بكر بن عمرو بن عتبة عن شريح انه راى رجلاً قد يرفع يده وبصره الى السماء فقال اكف يدك واخفض من بصرك فانك لن تراه ولن تناله.
(مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص 240)

ترجمہ: جناب شریح نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا ہاتھ اٹھا رہا تھا اور اپنی آنکھ آسمان کی طرف تو جناب شریح نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ روک لے اور اپنی آنکھ نیچے کر لے۔ اس لئے کہ تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ بقدر الحاجة۔

اس روایت میں جناب شریح نے ایسے آدمی کو منع کیا جو آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اور آنکھیں اٹھا رہا تھا آپ نے اسے دونوں کاموں سے منع کیا رفع یدین سے بھی اور آسمان کی طرف دیکھنے سے بھی یہ قاضی شریح ثقہ تابعی ہیں ان کا رفع یدین نہیں منع کرنا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اس وقت رفع یدین بالکل

مروج نہیں تھا۔

اعتراض:

اس روایت میں ایک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رکوع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب:

دیکھئے جناب جس طرح اس روایت میں ایک ہاتھ کا ذکر ہے اسی طرح ایک آنکھ کا بھی ذکر ہے۔ تو کیا وہ آدمی ایک ہی آنکھ اٹھا رہا تھا۔ ذرا سوچئے تو سہی۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسانی اعضاء میں جو عضو دو، دو ہیں ان میں ایک کا ذکر کرنا بطور جنس کے دوسرے کو بھی شامل ہے۔ معروف حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ الحدیث۔

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ دیکھئے اسی حدیث میں بھی ایک ہی ہاتھ کا ذکر ہے لیکن مراد دونوں ہیں۔ اسی طرح اوپر والی روایت میں اگرچہ ایک ہاتھ کا ذکر ہے لیکن مراد دونوں ہاتھ ہی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ رفع یدین متروک العمل ہے جس پر احناف کترہم اللہ تعالیٰ عامل ہیں۔ یہ مذکورہ تمام روایات بخاری شریف کی رفع یدین کرنے والی حدیث کے خلاف ہیں۔ خیر ترک رفع یدین کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ اب اس حدیث کا تیسرا حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت کا تیسرا حصہ:

یہ ہے کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب تفصیل کے ساتھ

سجدوں کی رفع یدین کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حصہ بھی کتنی حدیثوں کے خلاف ہے اور اس حصہ میں بھی کتنا اضطراب ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ وکان لا يفعل ذلك في السجود۔ اور سجدوں میں یہ نہیں کرتے تھے۔ (یعنی رفع یدین)

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں سجدہ کو جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنے کی ممانعت ہی نہیں ہے بلکہ فی السجود کی ممانعت ہے یعنی سجدوں میں پڑے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے یعنی حالت سجدہ میں ہاتھوں کو اوپر نہیں اٹھاتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وکان لا يفعل ذلك في السجود۔ یہ کس کے الفاظ ہیں کیا یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے یا کہ کسی اور راوی کے یہ الفاظ ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ کے استاذ الحدیث سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے بغیر بھی روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مسند امام احمد 2 ص 45 مسند امام احمد 2 ص 46, 47, 101, 133 اسی لئے امام کبیر محدث جلیل حضرت امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ شرح مشکل الآثار 2 ص 17 میں فرماتے ہیں۔ فکان مافی هذا الحدیث (وکان لا يفعل ذلك بين السجدين) لا یدری من قول من ہو؟ وانہ من ابن عمر او من ہودونہ۔ ترجمہ: امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، معلوم نہیں کہ یہ الفاظ کس کے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں یا کہ کسی نچلے راوی کے۔ بہر حال اس میں بھی کئی احتمال پیدا ہو گئے ہیں دوسرا یہ

کہ اگر یہ الفاظ ثابت بھی ہو جائیں کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی الفاظ ہیں تو پھر بھی سجدوں میں رفع یدین کی نفی ہے نہ کہ سجدہ کو جاتے ہوئے یا سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ جزؤ رفع یدین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ کے وقت بھی رفع یدین روایت کی ہے یعنی خود اپنی صحیح بخاری کے خلاف روایت کی ہے اور اس سجدہ کی روایت پر نہ خود امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل ہے اور نہ ہی کسی غیر مقلد وہابی کا سوائے بعض کے۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے عمل کے خلاف تھی نہ جانے کیوں امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسے درج کر دیا۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین عند الركوع اور بعد الركوع بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وزاد و کيع عن العمري عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه اذا رکع واذا سجد۔ (جزؤ رفع یدین ص 48)

سجدہ کی رفع یدین عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ترجمہ: اور زیادہ بیان کیا وکیع نے عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ دیکھئے جناب اس حدیث میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجدے کی رفع یدین روایت کر رہے ہیں۔ جب کہ صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے صحیح بخاری میں نفی۔ جزؤ بخاری

میں اثبات۔ یہ تعارض نہیں تو اور کیا ہے اور خود غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کے منکر ہیں جبکہ بیان کرنے والے خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے سجدہ کی رفع یدین صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی نہیں بیان کی بلکہ آپ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی سجدہ کی رفع یدین بیان کی ہے۔

سجدہ کی رفع یدین عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ملاحظہ فرمائیں۔ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا رکع واذ سجد۔
(جز رفع یدین ص 45 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ دیکھئے جناب اس روایت میں بھی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سجدہ کی رفع یدین بھی روایت کی ہے۔ جس پر خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل بھی نہیں اور نہ ہی موجودہ دور کے غیر مقلدین کا اور یہ سجدہ کی روایت پھر صحیح بخاری کی روایت کے بھی خلاف ہے۔ دونوں جگہ روایت کرنے والے امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی اور جو رفع یدین میں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات۔ یہ تعارض نہیں تو اور کیا ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صرف یہی دو روایتیں بیان نہیں کہیں بلکہ سجدہ کی رفع یدین کی اور بھی روایات نقل کیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

سجدہ کی رفع یدین عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقوفاً:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حدثنا موسى بن اسماعيل ثنا حماد بن سلمة عن يحيى ابن

بى اسحاق قال رأيت انس بن مالك رفع يديه بين السجدين.

(جزء رفع یدین للبخاری ص 60 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: بخذف سند، یحییٰ بن ابی اسحاق نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے دو سجدوں کے درمیان۔

اس حدیث کے بیان کرنے والے بھی خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ

ہیں اور یہ روایت جو کہ موقوف ہے یعنی حضرت انس بن مالک صحابی رسول جب

نماز پڑھتے تو سجدوں کے درمیان میں رفع یدین کرتے تھے جبکہ یہ روایت انس

بھی بخاری کی روایات کے خلاف ہے گویا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے اور اس

روایت کو بیان کرنے والے بھی خود امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ جس کے غیر

مقلدین حضرات منکر ہیں۔

ناظرین کرام حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے

موقوف بیان کیا ہے لیکن امام ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں صحیح کے ساتھ اس

حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے۔ امام ابو یعلیٰ اپنے مسند میں فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ حدثنا عبدالوہاب الثقفی، عن

حمید، عن انس، ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیه

فی الركوع والسجود. (مسند ابو یعلیٰ 3 ص 314 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بخذف سند، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجود میں۔

اس حدیث کے متعلق مسند ابویعلیٰ موصلی کا محقق مصطفیٰ عبدالقادر عطاء صاحب نے مسند ابویعلیٰ موصلی کے حاشیہ میں فرمایا بحوالہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ۔ ورجالہ رجال الصحیح اور اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اور اس حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سند صحیح کے ساتھ بھی بیان فرماتے ہیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ، ثنا الثقفی عن حمید عن انس. ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیه فی الركوع والسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235 محلی بن حزم 3 ص 9)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجدوں میں“ اس ابن ابی شیبہ کی سند کے بارے میں غیر مقلد علامہ احمد شاہ صاحب شرح ترمذی 2 ص 42 پر فرماتے ہیں۔ وهذا اسناد صحیح جداً۔ اس کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔ دوسرا غیر مقلد علامہ ابن حزم محلی 3 ص 9 پر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ثقہ ہے۔

تو ناظرین کرام! حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں سجدہ کی رفع یدین ہے موقوفاً و مرفوعاً صحیح ثقہ سند ہے اور یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے اور نہ تو اس پر امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل ہے اور نہ ہی غیر مقلدوں کا جب ثقہ اسناد سے سجدہ کی رفع یدین بھی ثابت ہے تو غیر مقلدین

کو چاہیے کہ اگر رفع یدین پر عمل کرنا ہے ساری روایتوں پر عمل کریں اور سجدوں میں بھی رفع یدین کریں یا پھر سب کو ترک کر دیں سوائے پہلی رفع یدین کے۔
سجدوں کی رفع یدین عن ابن عمر موقوفاً:

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ اپنے مصنف میں حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا ابو بکر قال انا ابو اسامة عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر انه كان يرفع يديه اذا رفع راسه من السجدة الاولى.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271)

ترجمہ: بخذف سند: جناب نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب سر اٹھاتے پہلے سجدے سے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور جزر رفع یدین میں جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں، سجدوں کی رفع یدین کا اثبات کیا ہے، اسی طرح امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت سجدوں کے وقت رفع یدین کی بیان کی ہے مذکورہ بالا، غیر مقلدین کی حالت بھی بڑی عجیب ہے اگر حدیث ابن عمر پر عمل کرنا ہے تو سجدوں میں بھی رفع یدین کرنی چاہیے یہ کیا ہوا۔ آدھی حدیث پر عمل اور آدھی حدیث جو مزاج کے خلاف ہے اس کا انکار غیر مقلدین کا علامہ ابن حزم بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدوں کی رفع یدین روایت کرتے ہیں اور اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔

حدثنا يونس بن عبداللہ ثنا احمد بن عبداللہ بن عبدالرحيم

ثنا احمد بن خالد ثنا محمد بن عبدالسلام الخشني ثنا محمد بن
 بشار ثنا عبدالوهاب بن عبدالمجيد الثقفي عن عبيد الله بن عمر عن
 نافع عن ابن عمر. انه كان يرفع يديه اذا دخل في الصلاة، واذا ركع،
 واذا قال سمع الله لمن حمده، واذا سجد و بين الركعتين يرفعهما الى
 ثدييه۔ (محلّي ابن حزم 3 ص 10 مطبوعه بيروت لبنان)

ترجمہ: بحذف سند: جناب نافع عليه الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے
 جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے
 (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان رفع
 یدین کرتے تھے پستانوں تک۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کی سند میں مداخلت کی
 مجال نہیں ہے۔

ابن حزم نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدوں کے
 وقت رفع یدین اسی لئے کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کا فعل ثابت ہے۔

لو جناب! گھر کی گواہی ہی مان لو۔ اب تو تمہارے علامہ محدث نے بھی
 اقرار کر لیا ہے کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ کرتے وقت رفع یدین
 کرتے تھے اور وہ اس لئے کرتے تھے کہ ان کے نزدیک یہ فعل نبی پاک صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا ثابت ہے۔ اب غیر مقلدوں کو چاہیے کہ وہ سجدوں میں بھی رفع
 یدین کیا کریں لیکن اس رفع یدین کو وہ لوگ نہ کبھی کرتے ہیں نہ اس کو مانتے ہیں
 بلکہ اس رفع یدین سے منع کرتے ہیں۔

اور یہ تمام روایات صحیح بخاری کی رفع یدین والی حدیث کے خلاف ہیں۔ آپ غور فرمائیں جس ایک روایت میں اتنا تعارض ہو وہ کیسے لائق احتجاج ہو سکتی ہے کہیں نفی کہیں اثبات ہے یہ اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔

لو جناب ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے اور اس کو دیگر ائمہ کے ساتھ ساتھ بیان کرنے والے بھی خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔

سجدوں کی رفع یدین حضرت سالم سے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ جز رفع یدین میں فرماتے ہیں کہ:

وقال عمر بن یونس حدثنا عكرمة بن عمار قال رايت القاسم

وطاؤسا ومكحولا وعبدالله بن دينار وسالما يرفعون ايديهم اذا

استقبل احدهم الصلوة وعند الركوع والسجود. (جز رفع یدین

للبخاری ص 44 مطبوعه جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ میں نے دیکھا حضرت قاسم، طاؤس، عبداللہ

بن دینار اور سالم کو رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع و

سجود کرتے تھے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں حضرت سالم کی

روایت سے ہی حضرت ابن عمر کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے

لیکن یہاں پر امام بخاری ہی بیان کرنے والے ہیں کہ جناب سالم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ جب سجدہ کرتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ گویا کہ حضرت سالم

نے جس حدیث کو روایت کیا صحیح بخاری والی کو اسی کے خلاف خود عمل کرتے تھے۔

تو جس روایت پر خود اس کے اپنے راوی کا ہی عمل نہ ہو بلکہ اس کے خلاف ہو اب آپ ہی فرمائیں وہ روایت کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ پھر اس روایت سالم کے ساتھ اور حضرات بھی ہیں جو کہ بخاری کی حدیث رفع یدین کے خلاف نماز پڑھتے تھے یعنی حضرت سالم سجدے میں رفع یدین کرتے اسی طرح جناب قاسم، جناب طاؤس، جناب مکحول، جناب عبداللہ بن دینار یہ سب حضرات سجدے میں رفع یدین کرتے تھے۔ گویا ان سب حضرات کا بخاری کی حدیث پر عمل نہیں تھا۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نافع بھی روایت کیا ہے اور اسے مرفوعاً بیان کیا ہے صحیح بخاری میں (مرفوع کی بحث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن غیر مقلد علامہ محدث ابن حزم نے محلی میں اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ جناب نافع سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔

سجدوں میں رفع یدین عن نافع:

بخذف سند: عن ایوب السختیانی قال رأیت طاؤسا و ناعفا

مولی ابن عمر یرفعان ایدیہما بین السجدتین قال حماد. و کان ایوب

یفعلہ۔ (محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جناب ایوب سختیانی نے فرمایا کہ میں نے طاؤس اور نافع کو دیکھا رفع

یدین کرتے تھے دو سجدوں کے درمیان۔ اور کہا حماد نے کہ خود ایوب سختیانی بھی

سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ لو جناب حضرت نافع بھی بخاری والی

حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف عمل کرتے تھے اور جناب ایوب

سختیانی بھی اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف سجدوں میں رفع یدین

کرتے تھے۔ گویا کہ ان تمام حضرات کی نماز صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف تھی اور تو اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث جناب عبدالرحمن بن مہدی نے سجدے کی رفع یدین کو سنت قرار دیا ہے اور ناقل خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سجدے کی رفع یدین سنت ہے بقول امام عبدالرحمن بن مہدی:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا۔

وقال وكيع عن الربيع قال رأيت الحسن ومجاهد او عطا وطاؤس و قيس بن سعد والحسن بن مسلم يرفعون ايديهم اذا ركعوا واذا سجدوا وقال عبدالرحمن بن مہدی هذا من السنة.

(جزر رفع یدین ص 44 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: جناب ربیع نے کہا کہ میں نے دیکھا جناب حسن، مجاہد، عطا، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم کو رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدے کرتے اور کہا عبدالرحمن بن مہدی نے کہ یہ سنت ہے (یعنی سجدے کی رفع یدین)۔ دیکھئے جناب یہ سب حضرات سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جو کہ بخاری کی روایت کے خلاف ہے گویا کہ یہ سب حضرات بخاری کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام عبدالرحمن بن مہدی نے تو سجدے کی رفع یدین کو سنت فرما دیا ہے، بخاری میں سجدے کی رفع یدین کی نفی ہے۔ یہاں امام بخاری اپنے استاد سے اس رفع یدین کو سنت لکھ رہے ہیں۔ کیا یہ تعارض نہیں کیا یہ تضاد نہیں ہے کہ بخاری شریف میں جس کی نفی کی ہے۔ جزر رفع یدین میں اس کو سنت کہہ دیا۔ یا للجب۔

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔

سجدوں کے درمیان رفع یدین امام حسن بصری اور امام ابن سیرین سے:

حدثنا ابو بکر قال انا يزيد بن هارون عن اشعث عن الحسن وابن سيرين انهما كانا يرفعان ايديهما بين السجدين.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271)

ترجمہ: بخذف سند: جناب اشعث سے روایت ہے کہ جناب حسن (بصری) اور ابن سیرین دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ گویا کہ جناب ابن سیرین اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی بخاری کی رفع یدین والی حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے کہ سجدوں کے درمیان میں بھی رفع یدین کرتے تھے جب کہ صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدے کی رفع یدین مرفوعاً:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام الحدیث ابن سیرین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رکوع اور سجدے کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ پھر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس سند کے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرفوعاً بیان کیا اور آخر میں فرماتے ہیں مثل ذلک یعنی یہ حدیث پہلی حدیث کی طرح ہے۔ جس طرح اس میں سجدہ کی رفع یدین ہے اسی طرح اس روایت میں بھی سجدہ کی رفع یدین ہے۔ وہ سند یہ ہے۔

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا الحكم بن نافع ثنا اسماعيل بن عياش عن صالح بن كيسان عن نافع عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مثل ذلك. (مسند امام احمد 2 ص 133 مطبوعه اداره احياء السنه گرجا کھ)
 اس سند میں غیر مقلدین اسماعیل بن عیاش پر کلام کرتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ مختصراً اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اسماعیل بن عیاش کے متعلق اپنی کتاب القول المسدود فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں۔

قد وثقه بعضهم مطلقاً یعنی اسماعیل بن عیاش قال یعقوب بن سفیان تکلم ناس فی اسماعیل بن عیاش و اسماعیل ثقة عدل.
 (القول المسدود ص 12)

ترجمہ: ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے تو مطلقاً اسماعیل بن عیاش کو ثقہ قرار دیا ہے محدث یعقوب بن سفیان نے کہا کہ کچھ لوگوں نے اسماعیل میں کلام کیا ہے حالانکہ اسماعیل بن عیاش ثقہ اور عادل راوی ہے۔

تو اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ صحیح مرفوع حدیث ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجدے کی رفع یدین بھی بیان کرتے ہیں۔ جس کے غیر مقلدین حضرات بڑی سختی سے منکر ہیں اور نہ ہی اس پر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا عمل ہے؟ کیونکہ یہ روایت صحیح بخاری کی حدیث رفع یدین کے خلاف ہے۔ حضرت امام کبیر محدث جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر تکبیر

کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اور پھر فرماتے تھے کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔ اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند صحیح کے ساتھ فرماتے ہیں۔
 کما حدثنا اسحاق بن ابراہیم، حدثنا نصر بن علی الجہضمی، حدثنا عبد الاعلی بن عبد الاعلی، عن عبید اللہ، عن نافع، عن ابن عمر: انه كان يرفع يديه في كل خفض، ورفع وركوع و سجود و قيام و قعود بين السجدين و يزعم ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يفعل ذلك. (شرح مشکل الآثار 2 حصہ 20)

ترجمہ: امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نصر بن علی جہضمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الاعلی بن عبد الاعلی نے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے ہر اونچ نیچ میں رکوع میں اور سجدوں میں اور قیام کے وقت اور جب بیٹھتے دو سجدوں کے درمیان اور خیال فرماتے تھے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

لو جناب! اس حدیث کی سند ثقہ ہے اور حدیث صحیح ہے اور ہے بھی مرفوع اور وہ بھی خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ صرف روایت بلکہ خود بھی اس پر عمل کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مرفوعاً چار جگہ رفع یدین ثابت کیا اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور قیام کے وقت بھی اور جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے اور اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ بخاری میں تو چار جگہ رفع یدین تھی۔ ابتداء صلوة کے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت، اور تیسری رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی، لیکن اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے تھے ہر قیام کے وقت اور سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ سجدوں کی رفع یدین بھی صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے لیکن غیر مقلدین حضرات اس رفع یدین کے سختی سے منکر ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔ اگر رفع یدین پر عمل کرنا ہے تو پھر ساری حدیثوں پر عمل کرو ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرو اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرو۔ سجدے کو جاتے ہوئے بھی اور سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے بھی کرو ورنہ احناف کی طرح باقی تمام رفع یدین کو ترک کر کے صرف ابتداء صلوة کی رفع یدین کے قائل ہو جاؤ۔

نوٹ:- سجدے کی رفع یدین صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت نہیں بلکہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو داؤد ص 112 اور حضرت مالک بن حورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نسائی ص 123 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مسند ابو یعلیٰ موصل 3 ص 314، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو داؤد ص 115، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن ماجہ ص 62 اور کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت ہے اور کئی تابعین سے بھی ثابت ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں اس کی تفصیل ہے۔

تو ناظرین کرام! اس ساری تفصیل سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین اس میں اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔ کہیں نفی کہیں اثبات، کہیں ایک رکوع میں چار دفعہ رفع یدین کہیں دو مرتبہ کا ذکر کہیں سجدوں میں رفع یدین کی نفی کہیں سجدوں میں رفع یدین کا اثبات، اسی لئے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اوزاعی کے ساتھ مناظرہ میں فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح طریقے سے رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ عینی شرح ہدایہ 3 ص 302 فتح القدیر ص 219 مرقات ملا علی قاری 2 ص 255 مظاہر حق 1 ص 544 مسند امام اعظم اردو ص 133 جامع المسانید 1 ص 352۔ پھر اس حدیث کو امام ربانی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ موطا امام محمد میں روایت کرتے ہیں لیکن صرف ابتداء کی رفع یدین کو سنت قرار دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔ خود حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روایت کیا اور خود امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ترک رفع یدین ہے۔ دیکھئے۔ مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68، بدایۃ المجتہد 1 ص 150، شرح مسلم نووی 1 ص 168 جوہر نقی علیٰ لیبھقی 2 ص 75 المصنف از ابن عبدالبر 9 ص 212۔ بلکہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رفع یدین کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68)

تو حضرات گرامی قدر! اگر یہ روایت لائق احتجاج ہوتی اور اس میں کسی قسم کا اضطراب نہ ہوتا تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرمانے کے باوجود اس کو کیوں ترک کرتے اور ہرگز رفع یدین کو ضعیف قرار نہ دیتے۔

معلوم ہوا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی یہ روایت لائق احتجاج نہیں ہے، حضرت سفیان بن عیینہ بھی ہمیشہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ کبھی رفع یدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

(التمہید ابن عبدالبر 9 ص 226)

تو معلوم ہوا کہ ان ائمہ کے نزدیک یہ روایت ہرگز لائق احتجاج نہیں ہے ورنہ ایسے مقدس امام ہرگز ترک رفع یدین اختیار نہ کرتے۔

اس حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے:

اسی حدیث کو حضرت سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں بطریق نافع علیہ الرحمہ بھی بیان کیا ہے اور اس میں رفع یدین کا ذکر چار مرتبہ روایت فرمایا ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت، تیسری رکعت کی ابتداء میں۔ یہ روایت بھی غیر مقلدین کے موقف کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں سجدوں کی نفی نہیں ہے۔

کیا یہ روایت مرفوع ہے؟

ناظرین کرام آپ حضرات یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ جس روایت کو غیر مقلدین مناظروں میں پیش کرتے ہیں اور جس روایت کی بنا پر اہل اسلام کی نمازوں کو باطل قرار دیتے ہیں۔ سرے سے وہ روایت مرفوع ہی نہیں ہے بلکہ موقوف روایت ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید محدث جلیل امام الحدیث
حضرت امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ امام ابو داؤد
علیہ الرحمہ اپنی سنن میں 1 ص 115 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان۔ پر یہی روایت درج
فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔ قال ابو داؤد الصحيح قول ابن عمر وليس
بمرفوع۔

کہ ابو داؤد نے فرمایا کہ صحیح یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔ اور یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔ اس کے بعد
امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس کو ثقفی نے عبید اللہ سے موقوف ہی بیان کیا ہے۔
پھر امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو لیث بن سعد اور (امام) مالک اور
ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ (ابو داؤد 1 ص 115)

یہ امام ابو داؤد حدیث کے جلیل القدر عظیم الشان امام ہیں جن کی جلالت
شان میں کسی کو اختلاف نہیں۔ آپ نے کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ
یہ روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوع نہیں ہے۔ (یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے) بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک
موقوف ہے لیکن غیر مقلدین پھر بھی اپنی ضد میں اندھے بنے ہوئے ہیں۔

امام عقیلی کی گواہی کہ یہ روایت موقوف ہے:

امام عقیلی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نافع عن ابن عمران
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں ولم يتابع علي رفعه۔ کہ
مرفوع روایت کرنے میں اس کا کوئی متابع نہیں ہے پھر نافع کی سند سے موقوف
حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

ہذا اولیٰ: یہ (موقوف) ہی بہتر ہے۔ (ضعفاء کبیر عقیلی 2 ص 68)

امام دارقطنی کی گواہی کہ اس کے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے:

غیر مقلدین کا امام مدوح معتمد علامہ محمد بن علی شوکانی، نے نیل الاوطار 2 ص 189 پر اسی روایت نافع کی تشریح میں کہا ہے کہ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اس کو ثقفی نے یعنی عبدالوہاب نے عبید اللہ بن عمر بن حفص سے تو اسے مرفوع بیان نہیں کیا اور یہ ہی صحیح ہے کہ یہ روایت مرفوع نہیں ہے، اسی طرح لیث بن سعد، ابن جریر، مالک نے بھی اسے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد شوکانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

وحکی الدار قطنی فی العلل الاختلاف فی رفعه ووقفه.
اور امام دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے کا اختلاف بیان کیا ہے۔

(نیل الاوطار شرح منشی الاخبار 2 ص 189)

حضرات گرامی قدر! دیکھا آپ نے کہ امام دارقطنی بھی اس حدیث کے مرفوع ہونے میں متفق نہیں ہیں کیونکہ یہ روایت ہے ہی موقوف۔

امام زرقانی کی گواہی:

حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: امام اصیلی نے کہا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت پر عمل اس لئے نہیں کیا کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہ روایت ان چار روایتوں میں سے ایک ہے جہاں سالم و نافع کا اختلاف ہے۔ الی..... اس سے جب سالم و نافع رحمہما اللہ نے اس

کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف کیا تو امام مالک نے اپنے مشہور قول میں رفع یدین کے استحباب کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو افعال سے بچایا جائے۔ (زرقانی شرح موطا امام مالک 1 ص 143)

امام اسماعیلی کی گواہی:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الدرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ میں اسی حدیث کے متعلق امام اسماعیلی سے نقل کرتے ہیں کہ و اشار الاسماعیلی الی ان عبد الاعلیٰ تفر دبه و رواه ابن ادریس و المعتمر و عبد الوهاب عن عبید اللہ فلم یدکروھا الا موقوفا علی ابن عمر و قال ابو داؤد بعد تخریج روایة عبد الاعلیٰ الصحیح انه من فعل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (الدرایہ 1 ص 153 مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

یعنی امام اسماعیلی علیہ الرحمہ نے عبد الاعلیٰ کے تفر د کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ابن ادریس اور معتمر، عبد الوهاب ان تمام نے اس کو موقوف ہی روایت کیا ہے اور امام ابو داؤد نے اس روایت کے بعد فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی فعل ہے یعنی موقوف ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ بھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں:

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اخبرنا مالک حدثنا نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا ابتداء الصلوة رفع یدیه حذو منکبیه و اذا رفع راسه من الركوع رفعهما دون ذلك۔ (موطا امام محمد ص 87 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی)

خبر دی ہمیں امام مالک نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نافع نے کہ بے

شک عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ذرا نیچے کر کے۔

ناظرین! دیکھا آپ نے کہ امام محمد علیہ الرحمہ نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اسے بطریق نافع موقوف ہی روایت کیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام مالک علیہ الرحمہ کی گواہی:

حضرات گرامی قدر! آپ حیران ہوں گے کہ اس موقوف روایت کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت نافع سے مرفوع بیان کیا ہے جبکہ امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت نافع علیہ الرحمہ، درمیان تین واسطے ہیں جبکہ امام دارلہجرت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت نافع علیہ الرحمہ کے خود شاگرد ہیں یعنی امام مالک اور حضرت نافع کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں ہے تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت نافع سے اس حدیث کو موقوف ہی بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مالک عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه واذا ارفع رأسه من الركوع رفعهما دون ذلك۔ (موطا امام مالک ص 61 مطبوعہ نور رکارڈ نہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

امام مالک حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین ذرا کندھوں سے نیچے کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ اصل یہ روایت اسی طرح ہے جس طرح امام مالک رحمۃ

اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ (یعنی موقوف)

تو ناظرین کرام! گذشتہ اوراق میں آپ نے دلائل کے ساتھ پڑھا کہ اس روایت کو امام محمد علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے۔ حضرت امام ابو داؤد نے صراحتمنداً اس کے مرفوع ہونے کی نفی کی ہے اور اس کے موقوف ہونے کو بیان کیا ہے۔ امام اسماعیلی نے اس کے موقوف ہونے کی طرف اشارہ دیا ہے امام زرقانی علیہ الرحمہ بھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور شوکانی وغیرہ نے بھی اس روایت کے موقوف ہونے کی طرف ہی گواہی دی ہے امام دارقطنی بھی اس کے مرفوع ہونے میں مشکوک ہیں تو ان جلیل القدر اماموں سے اتنی وضاحت کے بعد بھی اسے مرفوع کہنا اور اس کے موقوف ہونے کا انکار کرنا سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ یہ روایت ابن عمر بطریق نافع جو امام بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعاً بیان کی ہے۔ حقیقت میں دلائل کی روشنی میں یہ روایت مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے اور موقوف آثار وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی وہابی غیر مقلد نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ (قول الصحابی لا تقوم به حجة) کہ قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (الروضۃ الندیہ 1 ص 89)

تو جب آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان گستاخوں کے نزدیک حجت ہی نہیں تو پھر یہ روایت کس منہ سے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ یہ فعل رفع یدین منسوخ فعل کی حکایت ہے یعنی رفع یدین کی ممانعت سے پہلے کی روایت ہے تو جب رفع یدین منسوخ ہو گیا تو اب اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ رفع یدین کی ممانعت کی بحث۔ ترک رفع یدین حصہ دوم میں ملاحظہ کریں۔

اس حدیث کا چوتھا جواب:

غیر مقلدین کا امام علامہ محدث مبارک پوری اپنی کتاب ابکار اللمنن میں امام محدث نیموی علیہ الرحمہ کی پیش کردہ ایک حدیث کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس کی سند میں زہری ہے اور وہ مدلس ہے اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ابکار اللمنن ص 61)

اگر ایسی بات ہم اہلسنت و جماعت کہیں کہ اس سند میں بھی زہری ہے اور وہ مدلس ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے تو یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے تو غیر مقلدین کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

اس حدیث کا پانچواں جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت فعلی ہے قوی نہیں جبکہ قوی میں دوام ہوتا ہے اور فعلی روایت میں دوام نہیں ہوتا جیسا کہ وہابیہ کے محدث علامہ صدیق حسن بھوبھالی صاحب نے لکھا ہے۔ والفعل لاعموم له۔ (الروضۃ الندیہ ص 98)

اور فعل کے لئے عموم نہیں ہوتا۔ یہ وہابیوں کے گھر کی گواہی ہے کچھ تو پاس رکھیں۔

اس حدیث کا چھٹا جواب یہ ہے:

کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رفع یدین پر عمل نہیں کرتے تھے جیسا کہ امام مجاہد نے روایت فرمائی ہے کہ میں نے آپ کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے افتتاح ضلوة کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237 طحاوی شریف 1 ص 163)

نوٹ:- اس روایت کی توثیق کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا ص.....

اس حدیث کا ساتواں جواب:

یہ ہے کہ اسے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور خود امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مذہب ترک رفع یدین ہے۔ تفصیل دیکھئے اس کتاب کے ص..... پر۔

اس حدیث کا آٹھواں جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

جب کہ مسند ابوعوانہ 1 ص 423 اور مسند حمیدی 2 ص 277 پر اسی روایت میں ہے کہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ایک میں اثبات تو دوسری میں نفی۔

کہیں رفع یدین فی السجود کی نفی ہے، تو کہیں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات تفصیل گذشتہ اوراق میں۔

دیکھئے مدونۃ الکبریٰ

کہیں رفع یدین ایک مرتبہ

دیکھئے موطا امام مالک

دیکھئے بخاری

دیکھئے بخاری

جزء رفع یدین بخاری

شرح مشکل الآثار

کہیں رفع یدین دو مرتبہ

کہیں رفع یدین تین مرتبہ

کہیں رفع یدین چار مرتبہ

کہیں رفع یدین پانچ مرتبہ

کہیں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین

تو جس روایت میں اتنا اضطراب ہو وہ کیسے لائق احتجاج ہو سکتی ہے۔

اسی لئے تو حضرت امام مالک نے اسے روایت کرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا۔

اس حدیث کا نواں جواب:

یہ ہے کہ برسبیل تنزل اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو محدثین کے ضابطے کے تحت ابن عمر کی حدیث کے مقابل ترجیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ہے۔ دیکھئے۔

(مستدرک حاکم 1 ص 139، دارقطنی 1 ص 213 سنن بیہقی 1 ص 136)

اس حدیث کا دسواں جواب:

یہ ہے ترک رفع یدین کی احادیث میں سے بعض قولی بھی ہیں جبکہ رفع یدین کرنے کی ایک بھی قولی نہیں ہے۔ جو ہیں وہ سب فعلی ہیں اور فعل میں عموم نہیں ہوتا اسی لئے عندالمحدثین ترجیح قولی احادیث کو ہے دیکھئے۔

(نووی شرح مسلم 1 ص 453)

۱۔ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس اسناد بمع توثیق ترک رفع یدین حصہ اول میں ملاحظہ کریں۔

تلك عشرة كاملة فاعتبروا يا اولى الابصار.

بخاری شریف میں دو ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کی روایت ہے۔ ایک تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس پر ابھی بحث ختم ہوئی ہے اور دوسری حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اب حضرت مالک بن حویرث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل حاضر خدمت ہے)۔

حدیث نمبر 2.

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن حویرث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور حدیث سناتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

(بخاری شریف 1 ص 102)

اس حدیث کا پہلا جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کے موقف کے مطابق ہے ہی نہیں جب اس سے پورا موقف ہی واضح نہیں ہوتا تو اسے پیش کرنے کا کیا معنی۔ غیر مقلدین حضرات تیسری رکعت کی ابتدا میں بھی رفع یدین کرتے ہیں اور اس رفع یدین کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور غیر مقلدین حضرات سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے بلکہ اس کی نفی کرتے ہیں جبکہ اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی بھی نہیں ہے بلکہ آپ آگے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھیں گے کہ حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے جس کے

وہابی غیر مقلد سخت منکر ہیں۔ تو جب یہ روایت ان کے موقف کے مطابق ہی نہیں تو پھر اسے رفع یدین کے دلائل میں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

اس حدیث کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ حدیث پوری نقل نہیں فرمائی کیونکہ اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے جس کے وہابی منکر ہیں پوری روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے قبل آپ کے استاذ محترم امام الحدیث سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس حدیث کو اپنے مسند میں روایت فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن ابي عدى عن سعيد عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث انه راى نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه فى صلاته اذا رفع رأسه من الركوع واذا سجد واذا رفع رأسه من سجوده حتى يحاذى بهما فروع اذنيه. (مسلم امام احمد 4 ص 524 مطبوعه اداره گرجا کھ احياء السنه)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رفع یدین کرتے تھے اپنی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سر اٹھاتے سجدوں سے حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ مبارک کانوں تک پہنچ جاتے۔

لو جناب! اس حدیث میں سجدہ جاتے وقت بھی رفع یدین ہے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے اور حضرت مالک بن حویرث رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل قرار دیتے ہیں۔ تو اگر وہابیوں نے اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کریں اور سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن وہابی اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

اس حدیث کی دوسری سند:

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا سعید عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رأى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه اذا اراد ان يركع واذا رفع رأسه من الركوع واذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذى بهما فروع اذنيه.

(مسند امام احمد 4 ص 524)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے حتیٰ کہ ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔

اس حدیث کی تیسری سند:

حدثنا عبدالله حدثني ابى ثناعفان ثنا همام ثنا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه حياى فروع اذنيه فى الركوع والسجود۔

(مسند امام احمد 4 ص 525)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کانوں تک رکوع میں اور سجدوں میں۔

لو جناب اس تیسری سند میں سجدوں کی رفع یدین ہے اور وہ بھی مرفوعاً یعنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن وہابی غیر مقلدین حضرات رکوع والی رفع یدین تو کرتے ہیں لیکن سجدوں والی رفع یدین کے سخت منکر ہیں اور اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جناب اگر حدیث مالک بن حویرث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کرو آدھی پر کیوں عمل کرتے ہو۔ کیا اسی کا نام عمل بانہیث ہے؟

یہ تو تھے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید کی سنیے وہ بھی بخاری کی روایت کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ امام بخاری کے شاگرد ہیں اپنی سند ثقہ کے ساتھ حدیث مالک بن حویرث نقل فرماتے ہیں اور اس میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے۔

اس حدیث کی چوتھی سند:

امام نسائی باب باندھتے ہیں۔ باب رفع الیدین للسجود۔ پھر حدیث بیان کرتے ہیں۔ اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رأى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم رفع يديه فى صلاته اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود

حتیٰ یحاذی بہما فروع اذنیہ۔

(نسائی شریف 1 ص 123)

اس حدیث کی پانچویں سند:

اخبرنا محمد بن المثنیٰ حدثنا عبد الاعلیٰ قال حدثنا سعید
عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رأى النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیه ف ذکر مثله.

(نسائی شریف 1 ص 123)

اس حدیث کی چھٹی سند:

اخبرنا محمد بن المثنیٰ حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی
عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رأى نبی اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دخل فی الصلوٰۃ ف ذکر نحوه وزاد
فیہ واذا رکع فعل مثل ذلک واذا رفع رأسہ من الركوع فعل مثل
ذلک واذا رفع رأسہ من السجود فعل مثل ذلک.

(نسائی شریف 1 ص 123)

تو حضرات گرامی قدر آپ نے دیکھا کہ امام نسائی علیہ الرحمہ نے
حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سندوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے
اور تینوں سندوں میں ہی سجدوں والی رفع یدین کا ذکر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت
مالک بن حویرث کی حدیث میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین ہے سجدہ کو جاتے
ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے بھی۔ لیکن غیر مقلدین حضرات سجدوں کی
رفع یدین کے سخت منکر ہیں بلکہ اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو اگر مالک بن
حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آپ لوگ پیش کرتے ہیں تو پھر اس پر عمل بھی

کریں یعنی سجدہ میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن کیا کریں خدا ضد کا بُرا کرے۔
اس حدیث کی ساتویں سند:

امام ابو عوانہ اپنے مسند مبارک میں یہ حدیث لائے اور اس میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس مسند ابی عوانہ کو امام ذہبی ^{المصحح} المسند اصح کہتے ہیں۔ یعنی اس کی ساری حدیثیں صحیح ہیں۔ امام ابو عوانہ فرماتے ہیں۔
 حدثنا الصائغ بمكة قال ثنا عفان قال ثنا همام قال انبا قتادة
 باسنادہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیه حیال اذنیہ
 فی الركوع والسجود۔ (مسند ابو عوانہ 1 ص 427 مطبوعہ بیروت لبنان)
 بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کانوں
 تک رکوع میں اور سجدوں میں۔

ناظرین محترم! جب مسند ابو عوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور اس حدیث
 میں امام ابو عوانہ سند ثقہ کے ساتھ حضرت مالک بن حویرث کی حدیث میں سجدوں
 کی رفع یدین کا بھی ذکر فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدوں میں
 بھی رفع یدین کرتے تھے۔ پھر وہابیہ غیر مقلدین کیوں سجدوں کی رفع یدین کا
 انکار کرتے ہیں۔ اگر حدیث مالک بن حویرث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر
 کرو یعنی سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کرو ورنہ ہم احناف کی طرح تم بھی رفع
 یدین کی منسوحیت کے قائل ہو جاؤ۔

اس حدیث کی آٹھویں سند:

غیر مقلدین کا امام علامہ محدث ابن حزم مَحَلّی میں بیان کرتے ہیں۔
 حدثنا عبد اللہ بن ربیع ثنا محمد بن معاویة ثنا احمد بن

شعيب انا محمد بن المثنى ثنا معاذ بن هشام الدستوائي وعبدالاعلى
 و محمد بن ابى عدى عن سعيد بن ابى عروبة عن قتادة. وقال معاذ
 حدثنى ابى عن قتادة ثم اتفقوا، عن نصر بن عاصم عن مالك بن
 الحويرث رأى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم رفع يديه فى صلاته
 اذا ركع واذا رفع رأسه من ركوعه واذا سجدوا اذا رفع رأسه من
 سجوده حتى يحاذى بهما فروع اذنيه۔ (مخلى ابن حزم 3 ص 8)

جناب مالک بن حورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے اپنی نماز میں جب
 رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب مسجدوں سے سر
 اٹھایا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کانوں تک پہنچ گئے۔

دیکھتے جناب اس حدیث میں بھی سجدوں کی رفع یدین کا ذکر موجود
 ہے۔ جناب مالک بن حورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کو سجدوں میں رفع یدین کرتے دیکھا۔ مگر غیر مقلدین حضرات کبھی بھی اسے
 ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

علامہ ابن حزم نے رفع یدین کی کچھ روایات بیان کی ہیں جن میں
 سجدوں کی رفع یدین بھی موجود ہے۔ انہیں روایات کے بارے علامہ ابن حزم
 کہتے ہیں۔

قال على: فهذه آثار متواترة متواترة عن ابن عمر، و ابى
 حميد و ابى قتادة و وائل بن حجر، و مالك بن الحويرث و انس
 و سواهم من اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و هذا يو
 جب يقين العلم۔ (مخلى ابن حزم 3 ص 9)

اس عبارت میں علامہ ابن حزم نے رفع یدین کی روایات کو متواتر قرار دیا ہے اور ان میں سجدوں کی رفع یدین بھی موجود ہے تو ابن حزم کے نزدیک سجدوں کی رفع یدین بھی متواتر ہوئی اور غیر مقلدین وہابیہ اس متواتر رفع یدین کے (بقول ابن حزم) منکر ہوئے اور اس رفع یدین کے سخت مخالف ہیں نہ جانے کیوں، تو آخر میں گزارش یہ ہے کہ جناب اگر آپ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کریں آدھی پر عمل نہ کریں۔ (تومنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض) بعض پر ایمان بعض کا انکار احادیث کے ساتھ من مانی نہ کریں۔ یہودیوں والا طریقہ نہ اپنائیں۔ تو جب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آپ کے ہے ہی خلاف تو آپ کس منہ سے پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ تو حضرات معلوم ہو گیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث وہابیہ کے موافق نہیں بلکہ وہابیہ کے مخالف ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف میں انہی دو صحابہ حضرت ابن عمر اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات درج کی ہیں اور ان کے جوابات آپ نے بالتفصیل پڑھ لئے ہیں۔

نوٹ:- امام نسائی علیہ الرحمہ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں وہ سنن نسائی میں حضرت ابن عمر اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات رفع یدین بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے متروک قرار دیتے ہیں، کیونکہ پہلے رفع یدین کی یہ دونوں روایات بیان کیں پھر باب باندھتے ہیں (ترک ذلک) یعنی اس رفع یدین کا چھوڑنا، پھر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ امام نسائی کے نزدیک یہ رفع یدین کی روایات متروک العمل ہیں۔

یہی دو حدیثیں امام مسلم علیہ الرحمہ نے بھی نقل کیں ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا جواب تفصیل سے گزر چکا ہے۔

اب ابو داؤد شریف کی احادیث:

رفع یدین کا بیان ہوتا ہے اور ان کے جوابات۔

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے رفع یدین کے باب میں ان صحابہ کرام سے روایات درج کیں ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت ابو محمد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ الجمیعین سے امام ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث کا جواب ہو چکا ہے باقی سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں۔ ناظر فرمائیں۔

۱۔ اخبرنا سوید بن نصر حدیثاً: عبداللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن

۱۱۔ حمز بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوة رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدین اول مرة ثم لم يعد۔ (نسائی شریف ۱ ص ۱۱۷)

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ ثنا عبد الوارث بن سعید ثنا محمد بن جحادة حدثنی عبد الجبار بن وائل ابن حجر قال كنت غلاماً لا اعقل صلوة ابی فحدثنی وائل بن علقمة عن ابی وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان اذا کبر رفع یدیه قال ثم التحف ثم اخذ شماله بيمينه وادخل یدیه فی ثوبه قال فاذا اراد ان یرکع اخرج یدیه ثم رفعهما واذا اراد ان یرفع راسه من الركوع رفع یدیه ثم سجد ووضع وجهه بین کفیه واذا رفع راسه من السجود ایضاً رفع یدیه حتی فرغ من صلوته قال محمد فذکرت ذلك للحسن بن ابی الحسن فقال هی صلوة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعله من فعله وترکه من ترکه قال ابو داؤد روى هذا الحديث همام عن ابن جحادة لم يذكر الرفع مع الرفع من السجود.

(ابوداؤد شریف 1 ص 112)

اس حدیث کا جواب:

یہ ہے کہ یہ حدیث بھی غیر مقلدین کے موافق نہیں ہے بلکہ ان کے خلاف ہے جس طرح اس حدیث میں رکوع والی رفع یدین کا ذکر ہے اسی طرح سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے اور سجدوں کی رفع یدین کے وہابی سخت منکر ہیں اور خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جو روایت خود ان کے اپنے خلاف ہے اسے پیش کرتے ہوئے تو انہیں شرمانا چاہیے بشرط یہ کہ اگر شرم ہو بھی تو۔ واضح یہ ہوا کہ یہ روایت تو خود ان کے اپنے خلاف ہے یعنی وہابی تو خود اس حدیث کے منکر ہیں

کیونکہ اگر وہ منکر نہ ہوتے تو سجدوں کی رفع یدین بھی کرتے اور اسے ہرگز خلاف سنت نہ سمجھتے۔ حدیث وائل میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی کیا ہے دیکھئے۔ (جز رفع یدین ص 45 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

اس حدیث کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ امام جلیل جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کے سامنے جب یہ روایت پیش کی گئی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے رد کیا بلکہ غضب ناک بھی ہو گئے اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ترک رفع یدین بیان کیا۔ اگر یہ روایت قابل احتجاج ہوتی تو اتنا بڑا محدث و فقیہ تابعی اسے کیوں رد کرتا ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت۔

قال محمد بن ابرہہ بن علقمة بن وائل الحضرمی عن ابيه انه صلى مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فراه يرفع يديه اذا كبر و اذا ركع و اذا رفع قال ابراهيم ما ادري لعله لم ير النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي الا ذلك اليوم فحفظ هذا منه ولم يحفظه ابن مسعود و اصحابه ما سمعته من احد منهم انما كانوا يرفعون ايديهم في بدا الصلاة حين يكبرون. (موطا امام محمد ص 90 دار قطنی ص 394 مسند امام اعظم ص 47، شرح معانی الآثار ص 162-163، مسند ابو یعلیٰ موصلی ص)

جناب حصین بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ ابراہیم نخعی کے پاس حاضر ہوئے تو حصین بن عبدالرحمن نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے

علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو انہوں نے اسی دن ہی حضور علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو کیا انہوں نے یہ بات یاد کر لی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں نے یاد نہ رکھا؟ میں نے تو یہ بات (یعنی رفع یدین واولیٰ) ان میں سے کسی سے سنی تک نہیں ہے بے شک وہ رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں جب تکبیر کہتے فقط۔

تو دیکھا جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے حدیث وائل کو جو کہ رفع یدین کے بارے ہے قبول نہیں فرمایا اور اس کے مہ بل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی ہے۔

اس پر اعتراض:

وہابیہ اس جواب پر یہ کہتے ہیں کہ جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تابعی ہیں تو تابعی کی بات سے صحابی کی روایت کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے اپنی بات سے، حدیث وائل بن حجر کو مسترد نہیں کیا بلکہ ان کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رسول اکرم پیش کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً افضلیت رکھتے ہیں۔ تو جب امام ابراہیم نخعی نے اپنا قول پیش ہی نہیں کیا تو پھر اعتراض کیسا بلکہ

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے تو اس روایت کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں کو پیش کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ولا انا اذهب الی حدیث وائل بن حجر لانه مختلف فی
الفاظہ۔ (التمہید لابن عبدالبر 9 ص 224)

کہ میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں کرتا اور امام ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ خود بھی حدیث وائل کی طرف مائل نہیں ہیں۔ آپ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث وائل سے اچھا سمجھا ہے۔

(التمہید لابن عبدالبر اندلسی 9 ص 227)

تو ایک امام ابراہیم نخعی ہی کیا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تو اس پر عامل نہیں ہیں اور امام ابن عبدالبر بھی اس کے مقابل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہیں۔ تو معلوم یہ ہوا کہ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرع یدین والی قابل احتجاج نہیں ہے۔

اور پھر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری بار آتے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔ اصل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رایۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حیال اذنیہ قال ثم

اتيتهم فرايتهم يرفعون ايديهم الى صدورهم في افتتاح الصلوة
وعليهم برانس واكسيه.

جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کانوں تک کہا
پھر ایک بار میں آیا تو میں نے انہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے تھے سینوں کے
مقابل نماز کے شروع میں اور ان پر گرم کپڑے تھے۔

(ابوداؤد شریف 1 ص 112)

اس روایت میں جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ آمد پر
صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے اگر رکوع والی رفع یدین ہوتی تو اس کا
بھی ذکر فرماتے۔

اس حدیث کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہابیہ کا پورا
موقف ہی نہیں ہے تو اس حدیث کے مطابق تو ان کی اپنی نماز خلاف سنت ہے۔
جب اس میں ان کا پورا موقف ہی نہیں تو پھر اس میں ان کے لئے حجت کہاں
سے آگئی۔ یعنی چار رکعت نماز میں رفع یدین کے مواقع۔ نماز شروع کرتے
وقت رفع یدین کرنا، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور دو
رکعتوں سے کھڑے ہو کر تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا اور سجدوں کی
رفع یدین کی نفی۔ یہ ہے موقف غیر مقلدین کا رفع یدین کے بارے میں اس کو
سنت دائمہ قائمہ سمجھتے ہیں۔ اب حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں غور
فرمائیں تو اس میں رفع یدین نہ تو تیسری رکعت کا ہے اور نہ ہی سجدوں میں رفع

یدین کی نفی بلکہ سجدوں کی رفع یدین کا اثبات ہے تو پھر یہ حدیث ان کے خلاف ہوئی نہ کہ موافق۔

ایک اعتراض:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں راوی ہمام نے سجدوں کی رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ (ابوداؤد 1 ص 105)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اگر ہمام نے ذکر نہیں کیا تو عبدالوارث بن سعید نے تو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے ابوداؤد 1 ص 105 اور عبدالوارث بن سعید نہایت ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب: سجدوں میں رفع یدین کی حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علامہ ابن حزم نے محلی میں نقل کی ہے۔ 3 ص 8 اور اس حدیث کو بھی متواتر قرار دیا ہے 1 ص 9)۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ نسائی شریف 1 ص 124 پر امام نسائی علیہ الرحمہ نے جو حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرمائی ہے اس میں رفع یدین کا ذکر صرف دو بار ہے۔ تو یقیناً یہ وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں جبکہ اس میں صرف دو بار ذکر ہے تو جو حدیث ان کے اپنے خلاف وہ ہمارے لئے بطور حجت کیسے پیش کر سکتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ اس حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام سندیں مجروح ہیں غالباً اسی لئے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح بخاری میں جگہ نہیں دی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے سنن ابو داؤد میں ایک حدیث حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ذکر کی ہے جس میں دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہے کہ ان کی موجودگی میں آپ نے حدیث بیان کی اور اس میں رکوع جاتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کا ذکر فرمایا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ بیان فرمایا ہے۔ (ابو داؤد 1 ص 113)

اس حدیث کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے۔ مضطرب حدیث حجت نہیں ہوتی دیکھئے کسی روایت میں تورک کا اثبات ہے۔ (ابو داؤد 1 ص 113 اور کسی روایت میں تورک کی نفی ہے۔ دیکھئے ابو داؤد 1 ص 114)

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس میں عبد الحمید بن جعفر ہے جو کہ بدعتی اور تقدیر کا منکر ہے اور سخت صغیف ہے۔

امام ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صدوق رمی بالقدر وربما وهم۔ (تقریب التہذیب 1 ص 554)

ہے سچا لیکن قدری ہے اور کئی مرتبہ حدیث کی روایت میں اسے وہم ہو جاتا ہے۔ امام سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس راوی کو ضعیف جانتے تھے۔ ابو حاتم نے کہا اس کی حدیث کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 539)

امام جلیل امام عراقی کے استاذ الحدیث علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر

نقی میں فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث میں طعن کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہی امام یحییٰ بن سعید نے فرمایا اور وہ لوگوں کے امام ہیں اس بارے میں اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس روایت میں محمد بن عمرو نے ابو حمید سے کچھ نہیں سنا نہ ہی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ سنا ہے کیونکہ اس روایت جناب قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر ہے جبکہ آپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے اور آپ پر نماز بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی ہے۔ اسی طرح ہی کہا ہے یثیم بن عدی نے اور امام ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ بات ہی صحیح ہے اسی لئے علامہ ابن حزم نے کہا کہ اس روایت میں عبدالحمید کو وہم ہو گیا ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی ص 2 ص 69)

تو معلوم ہوا کہ یہ روایت منقطع بھی ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطا کا سماع حضرت ابوقتادہ سے ہرگز ثابت نہیں ہے حالانکہ حدیث میں ہے کہ منہم ابوقتادہ کہ ان میں سے ایک حضرت ابوقتادہ بھی ہیں۔ اسی لئے امام طحاوی فرماتے ہیں۔
وفاة ابي قتادة قبل ذلك وصلى عليه علي۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 185)

کہ حضرت قتادہ کی وفات اس محمد بن عمرو بن عطا کی ولادت سے بھی پہلے ہے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

چنانچہ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ سند ثقہ کے ساتھ روایت درج فرماتے ہیں۔ صلی علی علی ابی قتادہ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 3 ص 304) کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

یہی مضمون سنن الکبریٰ بیہقی ص تاریخ بغداد۔ طبقات ابن سعد میں بھی

ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہجری میں شہید ہوئے اور محمد بن عمرو بن عطا ایک سو بیس ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ تو اس کی کل عمر اسی سال سے کچھ زائد ہوئی تو اس عمر کے مطابق محمد بن عمرو بن عطانے حضرت ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ اسی لئے تو امام ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ: قال ابی فصار الحدیث مرسلًا۔ (کتاب العلل ص 163)

کہ میرے باپ ابو حاتم نے فرمایا کہ پس یہ حدیث منقطع ہے۔
تو ناظرین! جب اس میں اتنی خرابیاں ہیں تو پھر یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

اس حدیث کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں بھی اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔ دیکھئے کسی روایت میں آتا ہے محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی۔ (ابوداؤد ص 113 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235، طحاوی

شریف 1 ص 162، ابن ماجہ ص 62)

اور کسی روایت میں ہے: محمد بن عمرو اخبرنی مالک عن

عیاش او عباس بن سهل الساعدی انه کان فی مجلس فیہ ابوہ۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 184، ابوداؤد ص 114)

اور کسی روایت میں ہے: محمد بن عمرو بن عطاء قال حدثنی

رجل انه وجد عشرة من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طحاوی شریف 1 ص 184 تو جب اتنا سخت اضطراب ہے تو پھر یہ حدیث صحیح کیسے

ہو سکتی ہے بلکہ یہ روایت انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔

اس حدیث کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں سند متصل کے ساتھ درج فرمایا ہے اور اس میں صرف پہلی رفع یدین کا ذکر ہے باقی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اس میں نہ تو عبد الحمید بن جعفر بدعتی ہے نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر۔ (دیکھئے صحیح بخاری شریف 1 ص 114)

اسی لئے تو امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الدرایہ میں حدیث ابو حمید ساعدی بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اصلہ فی البخاری۔

(الدرایہ 1 ص 153)

کہ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل حدیث بخاری شریف میں ہے اور بخاری میں جو حدیث ہے حضرت ابو حمید ساعدی کی اس میں رکوع والی رفع یدین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اصلاً حدیث میں صرف ابتدا کی رفع یدین ہے۔ رکوع کی رفع یدین نہیں ہے۔ اب غیر مقلدین حضرات صحیح بخاری کی حدیث چھوڑ کر جسے ابن حجر اصل حدیث قرار دیتے ہیں۔ ضعیف راویوں کی روایت کو قبول کرتے ہیں اور بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ (یا للعجب)

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی درج فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے نماز کے لئے تو اپنے دست مبارک کندھوں کے مقابل کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اسی طرح ہاتھوں کو

اٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو اسی طرح ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو بھی ہاتھوں کو اٹھاتے۔ (ابوداؤد 1 ص 115)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت سنداً بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابن جریج ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ کیا ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی 1 ص 128 تو ایسے آدمی کی روایت کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

نوٹ:- یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔ مؤلف نے اس کے ضعیف ہونے کے قول سے رجوع کر لیا ہے۔

دوسرا جواب:

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں غیر مقلدین کا پورا موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے بطور دلیل پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

تیسرا جواب:

تیسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث تو غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث میں مرفوعاً سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور وہابی سجدوں کی رفع یدین کے سخت منکر ہیں بلکہ اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو جو جواب وہابی سجدے کی رفع یدین کا دیں گے وہی ہماری طرف سے رکوع والی رفع یدین کا سمجھ لیں۔

سجدے والی رفع یدین کی روایت مرفوعاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت امام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثني ابي ثنا الحكم بن نافع ثنا اسماعيل بن عياش عن

صالح بن كيسان عن عبدالرحمن الاعرج عن ابي هريرة ان النبي

صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه حين يكبر و

يفتح الصلاة و حين يركع و حين يسجد۔ (مسند امام احمد 2 ص 133)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی

پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک جب تکبیر کہہ کر نماز

شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ تو حدیث حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امام ابو داؤد کی طرح امام الحدیث امام احمد بن حنبل

علیہ الرحمہ نے بھی سجدوں کی رفع یدین بیان کر دی ہے۔ تو اگر چنانچہ اس حدیث

پر عمل کرنا ہے تو پھر سجدوں کی رفع یدین بھی کرو تا کہ پوری حدیث پر عمل ہو جائے

ورنہ ہم احناف کی طرح تم بھی کہہ دو کہ رفع یدین عند الركوع ہو یا بعد الركوع یا

تیسری رکعت کی ابتداء میں یا سجدوں کے درمیان یا سجدوں سے سر اٹھاتے وقت

یہ سب رفع یدین منسوخ ہے تا کہ کسی حدیث کا انکار بھی نہ ہو اور ترک و منع کی

احادیث پر عمل بھی ہو جائے۔

اس پر ایک اعتراض:

آپ نے جو روایت پیش کی ہے جس میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے

اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جو

کہ ضعیف ہے۔ لہذا آپ کی پیش کردہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب آپ نے جس راوی کو ضعیف کہا ہے اس راوی کے

متعلق حافظ الدنيا حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب القول المسدونی الذب عن مسند احمد کے ص 11-12 پر فرماتے ہیں۔ قد وثقہ بعضهم مطلقاً۔ (یعنی اسماعیل بن عیاش)۔

ضرور بعض حضرات نے تو اس راوی کو مطلقاً ثقہ کہا ہے۔

قال يعقوب بن سفيان تكلم ناس في اسماعيل بن عياش

واسماعيل ثقة۔

ترجمہ: محدث یعقوب بن سفیان نے کہا کہ لوگوں نے اسماعیل بن عیاش میں کلام کیا ہے حالانکہ اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے۔

تو جناب ثابت ہوا کہ راوی ضعیف نہیں بلکہ ثقہ ہے جب یہ راوی ثقہ

ہے تو پھر اس کی روایت بھی قبول ہونی چاہیے۔

اس اعتراض کا ایک اور جواب:

یہ ہے کہ جناب اگر اسماعیل بن عیاش کی وجہ سے ہی یہ روایت قابل احتجاج نہیں تو چلو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے سنن ابو داؤد میں جو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کی ہے اس سند میں تو یہ راوی نہیں ہے لیکن اس میں سجدہ کی رفع یدین ضرور ہے۔ تو چلو اسی کو ہی مان لو۔ (این المفرد) لیکن کیا کر لیا اس فرقہ کے نزدیک ہر وہ روایت ضعیف ناقابل احتجاج ہوتی ہے جو ان کی خواہش نفس کے خلاف ہو۔ جو ان کے مزاج کے مخالف ہے وہ ضرور ضعیف ہے اگرچہ اس کی سند کیسی ہی ثقہ کیوں نہ ہو۔ اس کے راوی کیسے ہی اعلیٰ درجے کے مضبوط کیوں نہ ہوں تو الحاصل یہ ہے کہ جناب اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا ہے تو پھر پوری حدیث پر عمل کرو اور سجدہ میں بھی رفع

یدین کیا کریں۔

تو اگر آپ حضرات غیر مقلدین سجدوں کی رفع یدین ترک کرنے کے باوجود حدیث کے منکر نہیں ہیں تو آپ کو پھر یہ یقین کر لینا چاہیے کہ احناف بھی اسی طرح رکوع و بعد الرکوع کی رفع یدین ترک کرنے کے باوجود حدیث کے منکر نہیں ہیں اگر آپ ہمیں مجرم ثابت کرتے ہیں تو پھر آپ بھی یقیناً اسی جرم کے مرتکب ہیں۔ (فافہم ولا تکن من المتعصبین)

چوتھا جواب اس روایت کا:

یہ ہے کہ جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بڑی مضبوط سند کے ساتھ صرف ابتدا کی رفع یدین ہی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں امام ابو داؤد علیہ الرحمہ سند ثقہ کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا مسددنا يحيى بن ابي ذئب عن سعيد بن سمعان عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا دخل في الصلوة رفع يديه مداً۔

(ابوداؤد 1 ص 117 باب من لم يذكر الرفع عند الركوع)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔

اس حدیث میں جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے اور وہ کیونکہ صرف ابتدا کے ساتھ متعلق ہے نہ کہ رکوع اور سجدے کے ساتھ اس لئے جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ابتداء کی رفع یدین کا ہی ذکر کیا ہے۔ اگر عند الرکوع و بعد الرکوع اور تیسری رکعت

کی ابتداء میں ہوتا تو آپ اس حدیث میں اُس کا بھی ذکر فرماتے۔

اس پر ایک اعتراض:

یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف ابتدا کی رفع یدین کا ذکر ہے یہ تو درست ہے لیکن اس میں اگر رکوع و بعد رکوع کا رفع یدین مذکور نہیں تو اس کی نفی بھی تو نہیں ہے لہذا اس حدیث کو رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کی نفی میں پیش کرنا درست نہیں ہے اور یہ ایک قاعدہ بھی ہے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب امام ابو داؤد علیہ الرحمہ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید ہیں اور بالاتفاق حدیث کے مسلم جلیل القدر امام ہیں انہوں نے دو باب باندھے ہیں ایک باب رفع یدین کرنے کا اور دوسرا باب رفع یدین نہ کرنے کا۔ رفع یدین کے اثبات کے باب میں وہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت لائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان میں ایک حدیث رفع یدین کرنے کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بیان کی ہے۔ پھر امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے دوسرا باب باندھا ہے۔ رفع یدین نہ کرنے کا۔ اس باب میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات لائے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنه، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عدم رفع یدین کی روایات بیان کی ہیں اور اس باب من لم یذکر الرفع عند الركوع میں ہی یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے ہیں۔ تو امام ابو داؤد نے تو اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ اس حدیث میں رکوع اور بعد رکوع کی نفی کی دلیل ہے تبھی تو اس باب میں اس حدیث کو لائے ہیں۔ اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین رکوع اور بعد رکوع کی نفی کی دلیل ہے اور غیر مقلدین کا اس قاعدہ سے استدلال کرنا کہ (عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں) یہ ان کو مفید نہیں بایں وجہ۔ حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث جناب سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ اس قاعدہ کو نہیں مانتے دیکھئے صحیح بخاری شریف 1 ص 138, 139 پر آپ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے اور اس روایت میں جو آپ کا استدلال ہے وہ عدم ذکر پر ہی موقوف ہے اور عدم ذکر کو دلیل بنا کر آپ نے اس کے وجود کا انکار ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں وہ حدیث شریف یہ ہے۔

حدیث بخاری:

حضرت امام الحدیث امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں یہ حدیث بیان کرنے سے قبل یہ باب باندھا ہے۔ باب ما قبل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یحول ردآئه فی الاستسقاء یوم الجمعة باب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دعائے استسقاء میں اپنی چادر نہیں اٹھی۔

عن انس بن مالک ان رجلا شکا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ

عليه وسلم هلاك المال وجهد العيال فدعا الله يستسقى ولم يذكر
حول رد آءه ولا استقبال القبلة۔

(بخاری شریف 1 ص 138-139 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

(بخاری مترجم 1 ص 413 مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مال تباہ ہونے اور بچوں کے زحمت اٹھانے کی
شکایت کی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی لیکن (راوی) نے یہ بیان نہیں کیا کہ
آپ نے چادر اُلٹی تھی اور نہ اس کا ذکر کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کیا تھا۔

لو جناب! اس روایت میں واضح طور پر موجود ہے کہ راوی نے چادر
اُلٹنے کا ذکر نہیں کیا اور امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس عدم ذکر سے استدلال
کرتے ہوئے اس حدیث پر باب ہی وہ باندھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے جمعہ کے دن دعائے استسقاء میں اپنی چادر نہیں اُلٹی۔ الغرض امام بخاری
علیہ الرحمہ اگر اس قاعدہ کو مانتے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں تو پھر آپ علیہ
الرحمہ عدم ذکر سے عدم وجود پر دلیل نہ لاتے۔ غیر مقلدین حضرات کو کم از کم امام
بخاری علیہ الرحمہ کا خیال تو ضرور کرنا چاہیے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے (باب من لم يذكر
الرفع عند الركوع) میں درج کیا ہے یہ حدیث ترک رفع یدین کی دلیل ہے
اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت امام مجتہد محدث استاذ الامام شافعی استاذ الامام
یحییٰ بن معین، حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں۔
بروایت امام مالک علیہ الرحمہ۔

حدیث:

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ان فقیہہم مالک بن انس
قد روی عن نعیم بن عبداللہ المجمر وابی جعفر القاری انہما اخبراہ
ان ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ کان یصلی بہم فیکبر کلما خفض ورفع
قالا۔ وکان یرفع یدہ حین یکبر و یفتح الصلاة فهذا حدیثکم موافق
لعلی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما۔

کتاب الحجہ علی اہل المدینہ 1 ص 95-96 (مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور)
حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب نعیم بن عبداللہ مجمر اور
ابو جعفر قاری دونوں سے روایت کی ہے۔ دونوں نے امام مالک کو خبر دی کہ بے
شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر تو ہر اونچ نیچ
میں کہتے تھے۔ پھر دونوں راویوں نے کہا کہ رفع یدین اس وقت کرتے تھے جب
تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے تھے۔

امام محمد علیہ الرحمہ اہل مدینہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو کہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے بیان
کی ہے۔ یہ حدیث (ترک رفع یدین میں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے موافق ہے۔ یعنی جس
طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ترک رفع یدین
میں اتکبیر افتتاح کے واضح ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس
حدیث میں بھی ترک رفع یدین واضح ہے۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ
الرحمہ نے اس حدیث کو موطا امام محمد میں بھی بیان کیا ہے اور اس سے ترک رفع

یدین پر دلیل پکڑی ہے۔ موطا امام محمد ص 88 (مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی) اور حضرت امام محدث اندلس ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو التمہید میں اس طرح روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

و حجتہم ایضا مارواہ نعیم المجرم و ابو جعفر القاری عن ابی ہریرۃ انہ کان یرفع یدیه اذا اتتہ الصلاة و یکبر کلما خفض و رفع و یقول انا اشبہکم صلاة برسوا، اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (التمہید لما فی الموطا من المعانی ولا سانید 9 ص 215)

(مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

ترجمہ: اور ان کی (یعنی احناف کی) ترک رفع یدین کی ایک دلیل یہ حدیث ہے جس کو ابو نعیم مجمر اور ابو جعفر قاری نے بیار کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین تو اس وقت کرتے جب نماز شروع کرتے اور تکبیر ہر اونچے پیچ میں کہنے تھے اور فرماتے تھے کہ میں از روئے نماز کے زیادہ مشابہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بنسبت تمہاری۔

تو لو جناب! امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو احناف کے دلائل ترک رفع یدین میں پیش کیا ہے اور پھر ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے جس سے اس کے مرفوع ہونے میں ذرہ برابر بھی شک باقی نہیں رہتا۔ ناظرین گرامی! طوالت کی معذرت کرتا ہوں لیکن کیونکہ اس مسئلہ کو واضح کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اگر کچھ قدر طوالت ہو جائے تو محسوس نہ فرمائیں۔ الحاصل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اب دو قسم کی روایات ثابت ہو گئیں۔ نمبر ایک رفع یدین بوقت رکوع اور بعد رکوع اور بوقت سجدہ اور

دوسری قسم سوائے افتتاحِ صلوٰۃ کے باقی رفعِ یدین کا ترک۔ اب غیر مقلدین نے ترک کی روایات کو چھوڑ دیا اور رفعِ یدین کی روایت کو اپنا لیا لیکن اس پر بھی مکمل عامل نہ ہوئے یعنی بوقتِ سجدہ رفعِ یدین کے منکر ہیں بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفعِ یدین پر ہی عمل کرنا ہے تو پھر پوری حدیث پر عمل کرو یعنی سجدوں کے وقت بھی رفعِ یدین کیا کرو یا پھر احناف کی طرح کرو کہ کسی حدیث کا انکار نہ ہو یعنی رفعِ یدین کی روایات منسوخ ہیں اور ترک پر عمل ہے۔

ناظرین گرامی! آپ کو یاد ہوگا کہ ابو داؤد کی رفعِ یدین کی روایات کے جوابات شروع تھے جن میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عرض کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا قتيبة بن سعيدنا ابن لهيعة عن ابي هبيرة عن ميمون المكي انه راى عبد الله بن الزبير و صلى بهم يشير بكفيه حين يقوم و حين يركع و حين يسجد و حين ينهض للقيام فيقوم فيشير بيديه فانطلقت الي ابن عباس فقلت اني رايت ابن الزبير صلى صلوٰۃ لم

اراحد يصلها فوصفت له هذه الاشارة فقال ان احببت ان تنظر الى
صلوة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاقتد بصلوة عبد الله بن
الزبير۔ (ابوداؤد شريف 1 ص 115 مطبوعه حقانيه ملتان)

(ابوداؤد مترجم 1 ص 300 مطبوعه فرید بک سٹال لاہور)

ترجمہ: ابو صہیرہ نے میمون مکی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ اپنی ہتھیلیوں
سے اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے جب رکوع کرتے جب سجدہ کرتے اور
جب کھڑے ہونے لگتے جب وہ کھڑے ہو جاتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ
کرتے پس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض گزار ہوا کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح نماز
پڑھتے دیکھا ہے کہ کسی دوسرے کو اس طرح پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان
اشاروں کے متعلق بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی نماز پڑھو۔

ناظرین گرامی! یہ حدیث ہے ابوداؤد کی جس کی بنا پر حضرت عبد اللہ بن
زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔
لیکن یقین جانے کہ یہ روایت نہ تو غیر مقلدین و ہابیہ کے موافق ہے نہ ہی اس پر
ان کا عمل ہے اور نہ ہی اس کی سند صحیح ہے۔ اب ترتیب وار اس کے جوابات حاضر
خدمت ہیں۔

پہلا جواب:

اس کا یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین حضرات کے اپنے موقف کے ہی

خلاف ہے، غیر مقلدین وہابیہ سجدوں کے وقت اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کے سخت منکر ہیں اور اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین واضح طور پر موجود ہے جس کے وہابیہ منکر ہیں بڑی عجیب بات ہے کہ جس روایت کو اپنی دلیل میں بچارے غیر مقلد شمار کرتے ہیں وہ خود ان کے اپنے موقف کے خلاف ہے۔ جب اس حدیث میں غیر مقلدین کا موقف ہی نہیں ہے بلکہ یہ روایت تو بخاری کی روایت کے خلاف ہے کہ بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے اور ابو داؤد کی اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات ہے اگر غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں تو بخاری کی روایت کا انکار لازم آتا ہے اگر بخاری کی روایت پر عمل ہے تو پھر اس کا انکار لازم۔ الغرض یہ حدیث تو غیر مقلدین کے اچھے خلاف ہے نہ کہ یہ ان کی دلیل ہے۔

فائدہ:

غیر مقلدین وہابیہ جب رفع یدین کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شمار کرتے ہیں تو ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی شمار کرتے ہیں جہاں تک میری ناقص معلومات ہیں اس کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں رکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کا ذکر ہو اور سجدے کی رفع یدین کا ذکر نہ ہو۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی رفع یدین رکوع والی حدیث مروی ہے اس میں سجدے کی رفع یدین ضرور ہے۔ جس کے وہابیہ منکر ہیں تو جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی حدیث بھی وہابیہ کے موافق نہیں ہے تو پھر ان کو قائلین رفع یدین میں شمار کرنا بڑا عجیب ہے۔

اس روایت کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ابن لھیعہ راوی ہے جو کہ سخت ضعیف منکر الحدیث بلکہ متروک الحدیث ہے ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ قال ابن معین ضعیف لا یحتج بہ۔ ابن معین نے فرمایا کہ یہ راوی ضعیف ہے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

عن یحییٰ بن سعید انه کان لا یراہ شیئا۔

امام یحییٰ بن سعید اس کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

ابن المدینی عن ابن مہدی قال لا احمل عن ابن لھیعة شیئا۔

ابن المدینی نے ابن مہدی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

میں ابن لھیعہ سے کوئی چیز نہیں اٹھاتا۔ (یعنی کچھ روایت نہیں کرتا)

احمد بن محمد الحضرمی نے کہا کہ میں نے ابن معین سے ابن لھیعہ کے

بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لیس بقوی کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

قال النسائی۔ ضعیف: امام نسائی نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

قال ابو زرعة و ابو حاتم۔ امره مضطرب۔ ابو زرعة اور ابو حاتم نے

کہا کہ اس کی حدیث مضطرب ہے۔ قال الجوز قانی لا نور علی حدیثہ ولا

ینغبی ان یحتج بہ۔ جوز قانی نے کہا کہ اس کی حدیث بے نور ہے اور کسی کے

لائق نہیں کہ اس کے ساتھ دلیل پکڑے۔

(ملخصاً میزان الاعتدال 2 ص 475 تا 477)

اسی طرح تہذیب التہذیب کتاب الضعفاء لابن الجوزی۔ کتاب الضعفاء

کبیر عقیلی کی اور بہت سی کتب میں ابن لھیعہ کو ناقابل احتجاج ضعیف الحدیث

مضطرب الحدیث بیان کیا گیا ہے تو ایسے راوی کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی انتہائی درجہ کی ضعیف ترین روایت ہے جو کہ قابل استدلال نہیں۔

اس کا تیسرا جواب یہ:

یہ ہے کہ ثقہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف افتتاح رفع یدین کی روایت ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام الحدیث سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا عبد القدوس بن بكر بن خنيس قال انا حجاج عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا افتتح الصلوة فرفع يديه حتى يحاذي بهما اذنيه قال قري عن سفیان وانا شاهد سمعت ابن عجلان وزياد بن سعد عن عامر بن عبد الله عن ابيه قال رأيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هكذا وعقد ابن الزبير۔ (مسند امام احمد 3 ص 466)

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کانوں تک۔

ناظرین گرامی! اس صحیح السنہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے کیونکہ رفع یدین صرف ابتداء ہی میں

ہے اس لئے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ابتداء میں رفع یدین ہی بیان کیا ہے اگر رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین ہوتا تو آپ وہ بھی بیان کرتے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مسئلہ رفع یدین بیان کریں مکمل بیان نہ کریں۔ تو معلوم ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صحیح السند روایت ہے اس میں بس افتتاح صلوٰۃ کے وقت ہی رفع یدین ہے۔ جس پر سب کا اتفاق و عمل ہے۔ بلکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نماز میں رفع یدین کی ممانعت کی بھی موجود ہے۔ غیر مقلد مولوی عبدالرحمن مبارک پوری نے تحفہ الاحوذی 2 ص 123 پر طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں آپ نے یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کرنے سے منع کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ان عبد اللہ بن الزبیر رای رجلا رافعا یدیه یدعو قبل ان یفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلاته وراہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔ (المعجم الکبیر جلد 13 ص 102)

(تحفہ الاحوذی 2 ص 123 مطبوعہ بیروت لبنان)

امام ابن کثیر اس حدیث کی سند کے بارے ارشاد فرماتے ہیں۔ ”رواہ

الطبرانی عن ابی کامل الجحدری عن الفضل بن سلیمان عنہ بہ“۔

(جامع المسانید والسنن لابن کثیر جلد 7 ص 526)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس

آدمی کو دیکھا جو کہ رفع یدین کر کے دعا کر رہا تھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اسی روایت کو مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 211 مطبوعہ لبنان پر بھی ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عن محمد بن یحییٰ الاسلمی قال رایت عبداللہ بن الزبیر، وراى رجلا رافعا یدیه قبل ان یفرغ من صلاته، فلما فرغ منها قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلاته قال رجالہ ثقات۔

(تحفۃ الاحوذی 2 ص 221 مطبوعہ بیروت لبنان)

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جناب محمد بن یحییٰ اسلمی فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ رفع یدین کر رہا تھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

ناظرین گرامی! اس روایت میں بالکل واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ جو آدمی اپنی نماز میں قبل از فراغت رفع یدین کر رہا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو رفع یدین کرنے سے منع کیا اور ساتھ یہ دلیل بھی دی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اس پر ایک اعتراض:

یہ ہے کہ اس روایت میں رفع یدین کی ممانعت تو ہے لیکن اس میں رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا کی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس روایت کو رکوع والی رفع یدین کی ممانعت کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ حناب ہم صرف رکوع اور بعد رکوع کی ہی بات نہیں کرتے بلکہ ہم ساری نماز کی بات کرتے ہیں کہ نماز شروع کر لینے کے بعد سلام تک رفع یدین کرنا اس کی ممانعت ہے چاہے وہ رفع یدین رکوع کے وقت ہو یا رکوع کے بعد ہو یا سجدہ کے وقت ہو یا سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد ہو یا دو سجدوں کے درمیان ہو یا عند التشہد ہو غرض یہ کہ اس سے ساری نماز میں رفع یدین کی ممانعت موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی تو فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اگر آپ رکوع کا نام لیتے تو صرف رکوع کا رفع یدین منع ہوتا اگر سجدے کا نام لیتے تو صرف سجدے کا رفع یدین منع ہوتا آپ نے ساری نماز کی بات کی ہے تاکہ یہ الفاظ اپنے عموم میں ساری نماز کو شامل رہیں جیسا کہ ایک ضابطہ بھی ہے کہ العبرة بعموم اللفظ۔ (الدرایہ 1 ص 157) کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے۔ تو یہ اپنے عموم کی وجہ سے ساری نماز کو شامل ہے جس میں

رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین ضرور شامل ہے لہذا اس رفع یدین کی ممانعت واضح ہے۔

تو ناظرین گرامی قدر! اس ساری گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین عند الركوع اور بعد رکوع والی روایت ضعیف ناقابل احتجاج ہے بلکہ اس کے خلاف آپ سے ترک رفع یدین واضح ہو گیا جیسا کہ ابھی تفصیل گزری ہے۔

اب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین والی بروایت ابو داؤد ذکر ہوتی ہے تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ: حدثنا قتيبة بن سعيد و محمد بن ابان المعنى قالانا النضر بن كثير يعنى السعدى قال صلى الى جنبى عبد الله بن طاؤس فى مسجد الخيف فكان اذا سجدا السجدة الاولى فرفع راسه منها رفع يديه تلقاء وجهه فانكرت ذلك فقلت لوهيب بن خالد فقال له وهيب بن خالد تصنع شيئا لم ارا احدا يصنعه فقال ابن طاؤس رايته ابى يصنعه وقال ابى انى رايته ابن عباس يصنعه ولا اعلم الا انه قال كان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم يصنعه۔
(ابو داؤد شريف 1 ص 115 مطبوعه مکتبه حقانيه ملتان)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: نضر بن کثیر سعدی نے کہا کہ میرے پہلو میں عبداللہ بن طاؤس نے مسجد خیف میں نماز پڑھی جب انہوں نے پہلا سجدہ کرنے کے بعد سر اٹھایا تو رفع یدین کیا اپنے چہرے کے برابر میں نے اس کا انکار کیا اور

میں نے یہ بات وہیب بن خالد کو کہی تو وہب بن خالد نے عبد اللہ بن طاؤس کو کہا کہ آپ نے ایسا کام کیا ہے اس طرح تو کوئی بھی نہیں کرتا۔ تو عبد اللہ بن طاؤس نے کہا کہ میں نے اس طرح کرتے ہوئے اپنے والد طاؤس کو دیکھا ہے اور طاؤس نے کہا کہ میں نے اس طرح کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن عباس کو دیکھا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

ناظرین گرامی! یہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس کی بنا پر غیر مقلدین وہابیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قائلین رفع یدین میں سے شمار کرتے ہیں لیکن یقین سے جان لیں کہ یہ روایت نہ تو صحیح السند ہے نہ ہی غیر مقلدین وہابیہ کے موافق۔ جب یہ روایت ہی ثابت نہیں تو پھر اس کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکوع کی رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کرنا بھی غلط ہوگا۔ بلکہ آپ تفصیل سے پڑھیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید رفع یدین کی ممانعت کی حدیث موجود ہے۔ اب تفصیل حاضر خدمت ہے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت وہابیہ کے موافق نہیں بلکہ ان کے خلاف ہے کیونکہ اس روایت میں پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کا ذکر موجود ہے اور وہابی اس کے منکر ہیں ثابت ہوا کہ یہ حدیث وہابیہ کے خلاف ہے تو جو حدیث خود ان کے اپنے خلاف ہے اس کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائلین رفع یدین میں سے شمار کرنا کتنی غلط بات ہے اور کتنا بڑا فریب ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی نصر بن کثیر سعدی ہے جو کہ سخت ضعیف ہے اس لئے یہ روایت انتہائی ضعیف۔ معلول ہے یہ کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم فيه نظر وقال ابن حبان يروي الموضوعات عن الثقات قال البخاري عنده مناكير - (میزان الاعتدال 4 ص 262 مطبوعہ مکتبہ اثر یہ سانگلہ ہل) ابو حاتم نے کہا کہ اس میں نظر ہے (یعنی یہ ضعیف ہے) امام ابن حبان نے کہا کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے تقریباً یہی کچھ المعنی فی الضعفاء میں کہا ہے۔ (سوائے قول بخاری کے)۔

(المعنی فی الضعفاء 2 ص 460 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

قال ابن حبان يروي الموضوعات عن الثقات لا يجوز الا حتجاج به دجال. کہا ابن حبان نے کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے من گھڑت جعلی روایات بیان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے یہ راوی دجال ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتر وکین لابن الجوزی 3 ص 162 مطبوعہ مکتبہ المکرّمہ)

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ العابد، ضعیف، تقریب التہذیب 2 ص 247 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔ عبادت گزار ہے لیکن ضعیف

ہے۔ اس تمام گفتگو سے معلوم ہو گیا کہ یہ روایت ناقابل احتجاج ہے سخت معلول ہے تو جب یہ روایت اس قابل ہی نہیں کہ اس کو استدلال میں پیش کیا جاسکے تو پھر اسے رفع یدین کی روایات میں تعداد بڑھانے کے لئے درج کرتے رہنا مناسب نہیں ہے۔ تو یہ روایت ثابت نہ ہوئی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائلین رفع یدین میں شمار کرنا بھی درست نہ رہا۔ اس گفتگو پر ایک اعتراض اور اس کا جواب۔

اس پر ایک اعتراض:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہی روایت ہی نہیں بلکہ اور روایات بھی ہیں جن کی بنا پر انہیں رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کیا جاتا ہے مثلاً امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین ص 15 پر یہ حدیث درج فرمائی ہے۔ ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ثابت ہو گیا کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرنے والوں سے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ اس اثر کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے اور یہ اثر بھی ناقابل احتجاج ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا چہ معنی دارد۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ابو حمزہ ہے جو کہ سخت ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق تفصیل کرتے ہیں۔ ابو حمزہ عمران بن ابی عطار اسدی القصاب حدث عن ابن عباس۔ قال

ابوزرعة لين وقال العقيلي لا يتابع على حديثه قال ابو حاتم والنسائي
ليس بقوى - ملخصاً -
(میزان الاعتدال 3 ص 239)

ابوزرعة نے کہا یہ راوی کمزور ہے۔ عقیلی نے کہا اس کی متابعت نہیں کی
جاتی۔ ابو حاتم اور نسائی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ
نے اس راوی کے متعلق فرمایا ہے۔

صدوق له اوهام - (تقریب التہذیب 1 ص 752 مطبوعہ قدیمی
کتب خانہ آلام باغ) ہے سچا لیکن اس کے بہت سے وہم ہیں۔

اس اثر میں دوسرا راوی ہے۔ ہیشم۔ یہ اگرچہ فی نفسہ ثقہ صدوق ہیں مگر
یہ مدلس ہیں۔ تدلس کیا کرتے تھے دیکھئے علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے
ہیں۔ وقال العجلی ہیشم واسطی ثقة وکان یدلس۔

امام عجلی نے فرمایا کہ ہیشم ثقہ ہے لیکن تدلس کرتا تھا۔

وقال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث ثبتا یدلس کثیرا فما

قال فی حدیثہ انا فہو حجة و مالہ یقل فلیس بشی۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 42 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن سعد نے کہا کہ یہ راوی ثقہ کثیر الحدیث ثبت ہے لیکن نسبتاً
زیادہ تدلس کرتا تھا۔ جب یہ کہے کہ مجھے خبر دی تو یہ حجت ہے اور یہ نہ کہے تو یہ
راوی کچھ بھی نہیں ہے۔

علامہ ابن سعد کی گفتگو سے واضح ہو گیا کہ جب یہ خبرنا کہے تو حجت ہے

اس روایت میں اس نے عن سے روایت کی ہے لہذا یہ اثر حجت نہیں ہے۔

یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ مدلس جب عن سے روایت کرے تو اس کی

روایت حجت نہیں ہوتی۔ علامہ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ المدلس اذا روئی

معنعة لا یجتج بہ - (شرح مسلم نووی 1 ص 172) کہ جب مدلس عن سے روایت کرے تو وہ روایت قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ اثر بھی ناقابل احتجاج ہے انتہائی درجہ کا معلول مجروح ہے۔ اس مجروح معلول اثر کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرنے والوں سے شمار کرنا صحیح نہ ہوا۔

ایک اور اعتراض:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اور اثر جزؤ رفع یدین میں بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکوع کی رفع یدین کے قائلین میں سے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

حدثنا مالک بن اسماعیل ثنا شریک عن لیث عن عطاء قال
رایت ابن عباس و ابن الذبیر و اباسعید و جابرا رضی اللہ تعالیٰ
عنہم. یرفعون ایدیہم اذا افتتحوا الصلوۃ و اذا رکعوا۔

(جزؤ رفع یدین ص 14)

ترجمہ: جناب عطاء سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے۔

ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوسعید، حضرت جابر، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین کرنے

والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے۔ لہذا ان اوقات تکین رفع یدین میں سے شمار کرنا درست ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب اس اثر کی سند بھی صحیح نہیں ہے بلکہ سخت ضعیف ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ اثر غیر مقلدین کو نافع نہیں کیونکہ اس میں غیر مقلدوں کا مکمل موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس اثر کی سند میں ایک راوی لیث ہے جو کہ سخت ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ: لیث بن ابی سلیم. قال احمد مضطرب الحدیث قال یحیی والنسائی، ضعیف. قال ابن حبان اختلط فی آخر عمره. قال مومل بن الفضل سالت عیسی بن یونس عن لیث فقال قدرایتہ وکان قد اختلط۔

(میزان الاعتدال 3 ص 421)

امام احمد نے فرمایا یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔ امام یحییٰ اور نسائی نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے اسے اختلاط ہو گیا۔ مومل بن فضل نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے یہ مختلط ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اثر بھی ناقابل احتجاج۔ سخت مجروح ہے جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنے والوں سے شمار کرنا غلط ٹھہرا۔ اسی طرح حضرت ابن زبیر، حضرت ابوسعید، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو بھی رفع یدین شمار کرنے والوں سے شمار کرنا غلط ٹھہرا بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بسند جید رفع یدین کی ممانعت کی حدیث موجود ہے سوائے افتتاح صلوة کے۔

پہلے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن کی ایک آیت کی تفسیر ملاحظہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

الذین ہم فی صلوتہم خشعون۔ پ 18 سورة المؤمنون آیت نمبر 2
ترجمہ: جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مخبتون متواضعون لا يلتفتون يمينا ولا شمالا، لا يرفعون ايديهم في الصلوة۔ (تفسیر ابن عباس ص 359)

ترجمہ: عاجزی و انکساری کرنے والے جو دائیں اور بائیں نہیں دیکھتے اور نہ وہ اپنی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ یاد رکھیں کہ فی الصلوة کے الفاظ ساری نماز کو شامل ہیں جو کہ رکوع اور بعد رکوع وغیرہ کو ضرور شامل ہے۔

تو جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین کی ممانعت موجود ہے تو پھر آپ کو رفع یدین ترک کرنے والوں میں سے شمار کرنا چاہیے جیسا کہ ثابت بھی یہی ہے۔ اسی طرح اس آیت کی تفسیر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے بھی مروی ہے ملاحظہ ہو۔ امام محدث فقیہ علامہ ابولیث سمرقندی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ خاشعون الذین لا يرفعون ايديهم في الصلوة الا في التكبيرة الاولى۔ (تفسیر سمرقندی 2 ص 408 مطبوعہ عرب)

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ: عاجزی کرنے والے وہ لوگ جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت سے رفع یدین ممنوع سمجھا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)
اب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث جو کہ بسند
جید ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن حين تفتح الصلوة و حين
يدخل مسجد الحرام فينظر الى البيت و حين يقوم على الصفا و حين
يقوم على المروة و حين يقف مع الناس عشية عرفة و بجمع و المقامين
حين يرمى الجمرة۔ (مجم طبرانی کبیر 11 ص 304-305)

ترجمہ: رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے
اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور
مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے
اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

اس حدیث کے متعلق غیر مقلدین کا علامہ محدث نواب صدیق حسن
خان بھوبھالی اپنی کتاب نزل الابرار ص 44 پر کہتے ہیں۔ من حدیث ابن
عباس بسند جید۔ کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی سند جید
یعنی بڑی عمدہ ہے۔

اس حدیث کے متعلق علامہ امام محدث شیخ عزیزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حدیث صحیح: السراج المنیر شرح جامع صغیر 2 ص 258 شیخ عزیزی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کی سند جید ہے اور اس حدیث میں جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ممانعت روایت کی ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ پس ثابت ہو گیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ترک رفع یدین ثابت ہے۔

سطور بالا میں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث نقل ہوئی اب جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابن عباس کا فرمان:

جناب امام بخاری و مسلم نسائی ابو داؤد کے استاذ الحدیث جناب امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ روایت لائے ہیں۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن و اذا قام

الی الصلوة و اذا رای البیت و علی الصفا و المروة و فی عرفات و فی

جمع و عند الجمار۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

ترجمہ: بخذف سند: جناب سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات

مقام کے نماز شروع کرتے وقت اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی

پر اور وقوف عرفہ کے وقت اور مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔
 (امام الوہابیہ ابن قیم نے اس موقوف حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے المنار
 المہدیف ص 138 مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرمان سے ثابت کر دیا
 کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اس کے علاوہ نہیں کرنا چاہیے۔

اس پر ایک اعتراض:

آپ نے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ نقل کیا ہے اور
 اس سے رفع یدین کی ممانعت پر دلیل قائم کی ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ کیا اس
 سے قبل بھی کسی نامور محدث مسلم شخصیت نے اس حدیث سے تکبیر افتتاح کے سوا
 میں رفع یدین کی ممانعت پر دلیل پکڑی ہے؟ یا یہ صرف آپ کا ہی استدلال ہے

اس اعتراض کا جواب:

ہاں جناب دیکھئے حضرت امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ
 کے استاذ الحدیث جو کہ ثقہ صدوق محدث کبیر ہیں انہوں نے اس حدیث کو اس
 باب میں نقل کیا ہے۔ من کان یرفع یدینہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

یعنی باب جس نے رفع یدین پہلی تکبیر میں کیا پھر دوبارہ نہیں کیا۔ امام
 ابن ابی شیبہ نے اس باب میں اس حدیث کو درج فرما کر واضح کر دیا کہ حدیث
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تکبیر افتتاح کے بغیر نماز میں رفع یدین کرنے کی
 ممانعت موجود ہے۔ (فافہم و تدبر ولا تکن من المتعصبین)

تو ثابت ہو گیا کہ ابو داؤد اور جو رفع یدین بخاری میں جو ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین منقول ہے وہ درست نہیں بلکہ آپ سے سند جید کے ساتھ مرفوعاً اور سند صحیح کے ساتھ موقوفاً ترک رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ ابھی تفصیل گزری ہے۔ ناظرین گرامی قدر! آپ کو یاد ہوگا کہ ابو داؤد کی رفع یدین کی حدیثوں کے جوابات شروع تھے اب ابو داؤد کی وہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرفوع روایت کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔

حدثنا الحسن بن علی نا سلیمان بن داؤد الهاشمی نا عبدالرحمن بن ابی الزناد عن موسی بن عقبه عن عبداللہ بن الفضل بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب عن عبدالرحمن الاعرج عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . انه كان اذا قام الى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك اذا قضى قراته وارا دان يركع ويصنعه اذا رفع من الركوع ولا يرفع يديه في شى من صلاته وهو قاعد واذا قام من السجدين رفع يديه كذلك وكبر .

(ابو داؤد شریف 1 ص 116 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

(ابو داؤد مترجم 1 ص 302 مطبوعہ فرید بک شال لاہور)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابو رافع نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو

تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تو اسی طرح کرتے جبکہ رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے اور نماز میں کسی اور جگہ پر نہ اٹھاتے جبکہ بیٹھے ہوئے ہوتے اور جب سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اپنے ہی خلاف ہے کیونکہ اس میں دو سجدوں سے کھڑے ہو کر بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے جس کے غیر مقلدین خود منکر ہیں جب یہ روایت خود ان کے اپنے ہی خلاف ہے تو اسے اپنے دلائل میں بھرتی کرنا سوائے دھوکہ دہی کے اور کیا ہو سکتا ہے یا تو پھر غیر مقلدین کو چاہیے کہ خود بھی اس حدیث پر عمل کریں اور ہر رکعت میں دو سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین شروع کر دیں اور جو نمازیں اس رفع یدین (یعنی دو سجدوں سے کھڑے ہو کر کرنا) کے بغیر آج ادا کر چکے ہیں وہ ساری نمازیں دوبارہ پڑھیں مگر غیر مقلدین کبھی ایسا نہ کریں گے۔ ہاں ان واضح الفاظ کی غلط تاویل ضرور کریں گے اور سجدتین کو رکعتیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر لا حاصل۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے عبدالرحمن بن ابی زناد۔ یہ مجروح ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں۔ صدوق تغیر حفظہ۔ (تقریب التہذیب 1 ص 569) ہے سچا مگر اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اس خراب حافظے والے کی روایت کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔ علامہ ابن جوزی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

کان ابن مہدی لا یحدث عنہ۔ کہ ابن مہدی اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ وقال احمد مضطرب الحدیث۔ امام احمد نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ وقال النسائی ضعیف۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ وقال یحییٰ، والرازی، لا یحتج بہ۔ امام یحییٰ اور رازی نے کہا کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ وثقہ مالک۔ اور امام مالک نے اس کی توثیق کی ہے۔

(کتب الضعفاء والمتر وکین لابن الجوزی 2 ص 94 مطبوعہ مکتہ المکرمہ عرب) اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی خطا کار، ضعیف الحدیث مضطرب الحدیث ہے اور اس کی حدیث حجت نہیں۔ تو پھر روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اعتراض کریں کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے اس کی توثیق کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب جرح مفسر غیر مبہم ہو تو وہ توثیق پر مقدم ہوتی ہے۔ حافظہ کا خراب ہونا، مضطرب الحدیث ہونا، یہ جرح مفسر ہے جو کہ تعدیل پر مقدم ہے لہذا امام مالک علیہ الرحمہ کا اس کو ثقہ کہنا غیر مقلدین کے کام نہیں آ سکتا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ:

قال ابن محرز عن یحییٰ بن معین لیس ممن یحتج بہ اصحاب الحدیث لیس بشئی۔ وقال معاویہ بن صالح وغیرہ عن ابن معین۔ ضعیف، ابن محرز نے کہا کہ یہ ان میں سے نہیں ہے جن کے ساتھ محدثین نے دلیل پکڑی ہے اور یہ راوی کوئی چیز نہیں ہے۔ معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

وقال الدوری عن ابن معین لا یحتج بحدیثہ
عباس دوری نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ اس کی حدیث کے

ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔

قال صالح بن احمد عن ابیه مضطرب الحدیث.

صالح بن احمد نے اپنے باپ سے اس کا مضطرب الحدیث ہونا بیان کیا ہے۔

وقال محمد بن عثمان عن ابن المدینی. کان عند اصحابنا ضعیفا.

محمد بن عثمان نے ابن مدینی سے بیان کیا ہے کہ یہ راوی ہمارے

اصحاب کے نزدیک ضعیف ہے۔ ملخصاً (تہذیب التہذیب 3 ص 359)

تو ثابت ہو گیا کہ یہ راوی ناقابل احتجاج مجروح مضطرب الحدیث ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ ثقہ راوی جب اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو اس میں رفع

یدین کا ذکر نہیں کرتے بلکہ رفع یدین کے بغیر اس کو بیان کرتے ہیں ملاحظہ

فرمائیں۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبید اللہ بن معاذنا ابی ناعبد العزیز بن ابی سلمة عن

عمہ الماجشون بن ابی سلمة عن عبد الرحمن الاعرج عن عبید اللہ

بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب قال کان رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوة کبر ثم قال وجہت وجہی للذی

فطر السموت والارض۔ الخ (ابو داؤد شریف 1 ص 117 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابی رافع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ہیں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے

ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ الخ

اس روایت میں رفع یدین کا ذکر نہیں کیونکہ اس میں عبد الرحمن بن ابی

زناد ضعیف راوی نہیں ہے۔ ثقہ راویوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث:

حضرت مطرف اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صرف تکبیر کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا يحيى بن يحيى و خلف بن هشام جميعا عن حماد قال يحيى انا حماد بن زيد عن غيلان بن جرير عن مطرف قال صليت انا و عمران بن حصين خلف علي بن ابي طالب فكان اذا سجد كبر و اذا رفع راسه كبر و اذا نهض من الركعتين كبر فلما انصرفنا من الصلوة قال اخذ عمران بيدي ثم قال لقد صلى بنا هذا صلوة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم -

(مسلم شریف 1 ص 169 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرا امر باغ کراچی)

ترجمہ: جناب مطرف نے فرمایا کہ میں نے اور جناب عمران بن حصین نے جناب علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوئے ہو تو تکبیر کہی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو جناب عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے۔

ناظرین گرامی قدر! یہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے اس حدیث علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف تکبیر کا ہی ذکر ہے کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔
اس کے علاوہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ثقہ حدیث
ہے کہ آپ جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین
کرتے تھے دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدیث:

امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ کے استاذ الحدیث امام
کبیر ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث لائے۔
حدثنا وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ بن قطاف النهشلی
عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا کان یرفع یدیه اذا افتتح
الصلوة ثم لا یعود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم السلامیہ کراچی)
ترجمہ: جناب عاصم بن کلیب اپنے باپ جناب کلیب سے روایت کرتے ہیں
کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نماز شروع کرتے وقت کرتے
تھے پھر دوبارہ (کسی جگہ) رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث جلیل کو امام الحدیثین جناب امام طحاوی علیہ الرحمہ نے بھی
اپنی شہرہ آفاق حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار 1 ص 163 پر روایت فرمائی
ہے۔ محدث بے مثال فقیہ علامہ عبدالرحمن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 پر
روایت فرمائی ہے اور مسند امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی حدیث
دوسری سند کے ساتھ مروی ہے۔ (مسند امام زید ص 90)

یہ حدیث پاک جو کہ ترک رفع یدین میں صریح ہے صحیح السند روایت ہے

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ شافعی المذہب ہونے کے باوجود وہ بھی اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس کے تمام راوی ہیں ہی ثقہ۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ 1 ص 152

اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ زین الدین عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے دادا استاذ الحدیث محدث جلیل علامہ ابن ترکمانی علیہ بھی اس کے رجال کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ جوہر نقی علی لیبہقی 2 ص 78۔ اور اس کے تمام رجال

ثقہ ہیں۔

علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر نقی علی لیبہقی کے 2 ص 79 پر پھر

فرماتے ہیں۔ قد تقدم تصحيح الطحاوی ذلك عن علی والسند

بذلك صحيح كما مر۔

اور اس سے قبل امام طحاوی کا اس حدیث علی کو صحیح کہنا گزرا ہے اور یہ

سند صحیح ہے۔

اور امام محدث بے مثال فقیہ مجتہد امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی

کتاب الحجہ 1 ص 94 پر فرماتے ہیں۔ جاء الثبت عن علی بن ابن طالب و

عبدالله بن مسعود۔ انهما كانا لا يرفعان في شي من ذلك الا في

تكبيرة الافتتاح۔ کہ حضرت علی اور ابن مسعود سے بڑے مضبوط طریقے سے

ثابت ہے کہ وہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

محدث اجل امام کبیر علامہ زیلعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وہو اثر صحیح۔ نصب الراية ص 406

اور یہ اثر صحیح ہے۔

شارح حدیث نبوی امام علامہ محدث فقیہ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ اس حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

حدیث عاصم بن کلیب صحیح علی شرط مسلم۔

(البنایہ فی شرح الہدایہ 2 ص 301)

عاصم بن کلیب کی حدیث علی مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

جب اس کی سند ثقہ ہے اور علامہ ابن حجر امام زیلیعی امام طحاوی امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر حضرات اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں تو پھر اس کو صحیح نہ ماننا سوائے تعصب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ غیر مقلدین کی حالت بھی بڑی عجیب ہے جو روایت ان کے مزاج کے خلاف ہو اگرچہ وہ کیسی ہی ثقہ صحیح السند روایت ہو۔ غیر مقلدین اس کو ضعیف ہی کہیں گے اور جو روایت ان کے موافق نظر آئے اس کی سند میں اگرچہ کذاب، دجال جیسے راوی موجود ہوں۔ اس کو صحیح مانتے ہیں دیکھئے۔ قرأت خلف الامام کے بارے میں جو غیر مقلدین حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروایت ابو داؤد پیش کرتے ہیں اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار ایک راوی ہے۔ اگرچہ چند حضرات نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تاہم کثیر محدثین نے اس پر جرح مفسر کی ہے اور اس کو کذاب یعنی بڑا جھوٹا اور دجال تک قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات اس کی روایت سے امام کے پیچھے فاتحہ کا پڑھنا فرض ثابت کرتے ہیں اور ترک رفع یدین کی یہ حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی سند میں نہ کوئی کذاب و دجال ہے اور نہ ہی کوئی متہم بالکذب ہے بلکہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن پھر بھی

غیر مقلدین حضرات اس حدیث صحیح کو ثقہ ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ امام دارمی اور امام بیہقی کی تقلید میں اس حدیث کو بلا دلیل ضعیف ہی کہتے ہیں حالانکہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں دارمی اور بیہقی دونوں کا رد کر کے اس حدیث کو صحیح ثابت کیا ہے۔

الحاصل حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین متروک ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل مبارک کے خلاف نماز نہ پڑھتے واضح ہو گیا کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اور اس کے ماسوا میں یعنی رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت اور سجدوں کے وقت رفع یدین متروک و منسوخ ہے۔

یہاں تک ابو داؤد شریف کی رفع یدین کی تمام روایات کے جوابات مکمل ہو گئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ابن ماجہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابن ماجہ نے رفع یدین کی روایات دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر بن

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے اس دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کی روایات بیان کیں ہیں۔ ان میں سے حضرت ابن عمر، حضرت مالک بن حویرث، حضرت وائل بن حجر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کے جوابات گذشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔ حضرت عمیر بن حبیب اور حضرت انس اور جابر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عمیر بن حبیب:

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں۔ حدثنا هشام بن عمار ثنا وفدة بن قضاة النسائي ثنا الاوزاعي عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن ابيه عن جده عمير بن حبيب. قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه مع كل تكبيرة في الصلوة المكتوبة۔ (ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتہبائی لاہور، ابن ماجہ مترجم 1 ص 259 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: حضرت عبید بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فرض میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت ابن ماجہ کی خود غیر مقلدین وہابیہ کے اپنے خلاف ہے خود وہابیہ کا اس پر عمل نہیں کیونکہ اس روایت میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (یعنی نماز شروع کرتے وقت رکوع میں اور سجدہ کرتے وقت سجدہ سے سر اٹھاتے وقت) دو سجدوں سے

کھڑے ہونے کے بعد الغر نماز میں جتنی بار تکبیر یعنی اللہ اکبر کہا جاتا ہے اتنی بار رفع یدین کرنا اس روایت میں موجود ہے جو کہ غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ جب یہ روایت خود ان کے اپنے ہی خلاف ہے تو پھر اس کو وہابیہ کا اپنے دلائل میں بھرتی کرنا بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ہے وفدہ بن قضاء جو کہ ناقابل احتجاج اور مجروح، متروک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم منكر الحديث.

ابو حاتم نے کہا کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔

وقال البخاری فی حدیثہ بعض المناکیر لا یتابع فی حدیثہ.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں بعض منکر چیزیں ہیں اور اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

وقال النسائی لیس بقوی.

نسائی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

وقال العقیلی لا یتابع علی حدیثہ.

عقیلی نے کہا کہ اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

وقال الدارقطنی متروک.

امام دارقطنی نے کہا کہ یہ راوی متروک ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ: قلت وقال ابن حبان كان ممن يتفرد بالمننا

كبر عن المشاهير لا يحتج به اذا وافق الثقات فكيف اذا انفرد بالا
 شياء المقلوبات روى عن الاوزاعي بسنده ان النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم كان يرفع يديه في كل خفض ورفع وهذا خبر اسناده
 مقلوب و متنه منكر - ملخصاً -

میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ راوی مشاہیر سے منکر
 روایات بیان کرنے میں متفرد ہے جب یہ ثقات کے موافق بیان کرے اس وقت
 بھی یہ حجت نہیں چہ جائیکہ جب یہ مقلوب روایات بیان کرے اس نے اوزاعی
 سے روایت کی ہے اپنی سند کے ساتھ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اونچ نیچ میں
 رفع یدین کرتے تھے اس کی سند مقلوب اور اس کا متن منکر ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 167-168 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذہبی - علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں -

قال البخاری لا يتابع علی حدیثہ وقال الدارقطنی متروک .
 امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی اور امام
 دارقطنی نے فرمایا کہ یہ راوی متروک ہے۔

(المغنی فی الضعفاء 1 ص 354 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم الرازی، منکر
 الحدیث، وقال ابن عدی لا يتابع علی حدیثہ. وقال ابن حبان ینفرد
 بالمناکیر عن المشاہیر لا يحتج به۔

(کتاب الضعفاء والمتر وکین لابن الجوزی 2 ص 285 مطبوعہ مکتبہ المکرمہ)

نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے، ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ راوی منکر

الحديث ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ اس کی متابعت نہیں کہ جاتی ابن حبان نے کہا کہ یہ شاہیر سے منکر روایات بیان کرنے میں منفرد ہے اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ الغرض سند کے اعتبار سے یہ روایت انتہائی مجروح ہے تو ایسی منکر مقلوب جعلی روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ نہ یہ روایت صحیح اور نہ ہی غیر مقلدین کا اس سے استدلال درست۔

اس کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ اس کی سند میں عبداللہ بن عبیدیں وہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے اپنے باپ سے سماع نہیں کیا۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر نے اس کی وضاحت کی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں۔ روی عن ابیہ وقیل لم یسمع منہ۔ اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ قال البخاری فی التاریخ الاوسط۔ لم یسمع من ابیہ شیاء ولا یدکرہ۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے تاریخ اوسط میں فرمایا کہ اس نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 20 مطبوعہ بیروت لبنان)

جب ثابت ہو گیا کہ اس عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا تو وہ روایت منقطع ہو گئی۔ کیونکہ یہ روایت اس نے اپنے باپ ہی سے روایت کی ہے اور منقطع حدیث غیر مقلدین کے، ہاں خود حجت نہیں ہے تو پھر جو روایت خود ان کے اپنے ہاں حجت نہیں وہ دلیل میں پیش کرنا سوائے خیانت اور دجل بازی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب ابن ماجہ کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل بیان کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الوهاب ثنا حميد عن انس ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه اذا دخل في الصلوة واذا ركع۔ (ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتہبائی لاہور،

ابن ماجہ مترجم 1 ص 260 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں صرف دو جگہ کا رفع یدین ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت۔ باقی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے تو اگر غیر مقلدین اس حدیث پر عمل کریں گے تو ان دو جگہ کے علاوہ میں انہیں رفع یدین چھوڑنا پڑے گا کیونکہ اس روایت میں دو ہی جگہ کا رفع یدین مذکور ہے۔ تو جب اس روایت میں غیر مقلدین حضرات کا مکمل مسئلہ رفع یدین کا ہے ہی نہیں تو پھر اسے دلیل میں پیش کرنا مناسب نہیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ کی رفع یدین بھی مروی ہے امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام کبیر ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں حدیث لائے۔

حدیث:

حدثنا ابو بکر قال ثنا وكيع عن حماد بن سلمة عن يحيى بن

ابی اسحاق عن انس انه كان يرفع يديه بين السجدين.
 (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271 مطبوعہ ادارة القرآن کراچی)
 یحییٰ بن ابی اسحاق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
 ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے اس
 موقوف اثر کو امام بخاری نے ج۶ رفع یدین ص 60 پر بھی نقل کیا ہے۔
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بھی سجدے کی رفع یدین
 مروی ہے۔

حدیث:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا الثقفی عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم كان يرفع يديه في الركوع والسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

ترجمہ: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے
 رکوع اور سجود میں۔

اس روایت کے متعلق غیر مقلد احمد شاہ کا فیصلہ:

غیر مقلد وہابی احمد شاہ نے شرح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی حدیث محلی ابن حزم کے حوالے سے بطریق ابن ابی شیبہ روایت کرنے کی
 بعد اس کی اسنادی حیثیت کو اس طرح واضح کرتے ہیں۔

وهذا اسناد صحيح جداً۔

(جامع ترمذی بتحقیق و شرح احمد شاہر 2 ص 42 مطبوعہ بیروت لبنان)
کہ اس کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔

تو جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ صحیح سند کے ساتھ
(بقول احمد شاہر وہابی) مرفوعاً سجدے کی رفع یدین بھی ثابت ہے تو غیر مقلدین کو
اس پر عمل کرنا چاہیے تھا لیکن غیر مقلدین حضرات اس کے سخت منکر ہیں اور
سجدے کی رفع یدین کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو واضح ہو گیا کہ حضرت انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مرفوع روایت ہے اس میں سجدے کی رفع یدین کا بھی ذکر
ہے تو اگر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دلائل میں پیش کرنی ہے تو پھر
سجدے میں بھی رفع یدین کرنا پڑے گا اگر نہیں کرنا تو پھر اسے اپنے دلائل میں
مت پیش کیا کرو اور لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا نہ کیا کرو۔ دلائل کا رعب جمانے کے
لئے کئی غیر مقلدین نے اس روایت کو اپنے دلائل میں بھرتی کر دیا ہے جو کہ لا
حاصل اور بے سود ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ اسی لئے
امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: لم یروہ عن حمید مرفوعاً غیر
عبدالوہاب والصبواب من فعل انس۔

(سنن دارقطنی 1 ص 393 مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

عبدالوہاب کے بغیر کسی نے اس روایت کو مرفوع بیان نہیں کیا صحیح بات
یہی ہے کہ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔
امام جلیل طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

واما حدیث انس بن مالک فہم یزعمون انه خطاء وانہ لم یرفعہ
احداً. الا عبدالوہاب الثقفی خاصتہ والحفاظ یوقفونہ علی انس۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 164 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: یعنی یہ روایت مرفوع نہیں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے
صرف عبدالوہاب ثقفی ہی اس کو مرفوع کرتے ہیں باقی سب حفاظ نے اس کو
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی موقوف کیا ہے۔

جب اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی کوئی ثبوت نہیں تو پھر اس کو
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں۔ امام دارقطنی
اور امام طحاوی کی وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف
روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں:

غیر مقلدین کا علامہ محدث مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی
صاحب لکھتے ہیں۔ وقول الصحابی لاتقوم بہ حجة۔

(الروضۃ الندیہ ص 89 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ یہی
نواب صدیق حسن خاں صاحب اس کتاب کے ص 98 پر لکھتے ہیں۔

وفہم الصحابی لیس بحجة۔ اور فہم صحابی حجت نہیں ہے۔

تو جب ان غیر مقلدین کے نزدیک آثار صحابہ حجت ہی نہیں تو پھر اسے

پیش کرنا چہ معنی دارد۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں حمید طویل ہے مناسب ہے کہ اس کے متعلق غیر مقلدین کے محدث علامہ عبدالرحمن مبارک پوری کی ہی رائے پیش کر دی جائے تاکہ غیر مقلدین کو انکار کرنے میں کچھ تو شرم محسوس ہو۔ (بشرطیکہ اگر ہو بھی) مبارک پوری نے اپنی کتاب ابکار الہمن میں ایک حدیث کی صحت کا انکار صرف اس لئے کر دیا ہے کہ اس کی سند میں یہی حمید طویل راوی ہے مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں۔ قلت فی اسنادہ حمید الطویل وهو مدلس وقد رواہ عن انس بالعننۃ فکیف یکون اسنادہ جیدا واما کون حمید الطویل مدلسا فقد صرح بہ الحافظ ابن حجر فی طبقات المدلسین۔ (ابکار الہمن ص 125 مطبوعہ مکتبہ القرآن والحدیث پشاور)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ مبارک پوری نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں حمید طویل ہے اور وہ مدلس ہے اس نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے تو یہ روایت کیسے جید ہو سکتی ہے اور اس کا مدلس ہونا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے طبقات المدلسین میں بیان کیا ہے۔

تو ناظرین! معلوم ہو گیا کہ مبارک پوری کے نزدیک بھی یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی حمید طویل ہے اور اس نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موقوف حجت نہیں۔

اب ابن ماجہ کی حدیث بطریق جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا محمد بن يحيى ثنا ابو حذيفة ثنا ابراهيم بن طهمان
عن ابي الزبير ان جابر بن عبد الله كان اذا افتتح الصلاة رفع يديه
واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فعل مثل ذلك ويقول رايته
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فعل مثل ذلك ورفع ابراهيم
بن طهمان يديه الى اذنيه۔

(ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتہائی لاہور۔ ابن ماجہ مترجم 1 ص 261 مطبوعہ نئی دہلی)
ترجمہ: جناب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز شروع کی تو رفع
یدین کیا اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی اس کی مثل کیا اور
فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی مثل کرتے دیکھا
ہے۔ ابراہیم بن طھمان نے رفع یدین کانوں تک کیا۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے نہ
تیسری رکعت کی ابتدا کا رفع یدین اور نہ ہی سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ جب اس
میں مکمل موقف ہی نہیں تو پھر غیر مقلدین کی دلیل کیسے بن گئی۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ اس کے
راوی ابراہیم بن طھمان نے اس روایت میں کانوں تک رفع یدین کا بیان کیا ہے

جو کہ غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح، ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طھمان ہے جس کے متعلق تفصیل حاضر خدمت ہے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ رجل صالح قال محمد ابن عبد اللہ بن عمار۔ هو ضعیف مضطرب الحدیث۔

(کتاب الضعفاء والمتر وکین 1 ص 36 مطبوعہ بیروت لبنان)

آدمی نیک ہے لیکن محمد بن عبد اللہ بن عمار نے کہا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

امام عقیلی نے اس راوی کا شمار کتاب الضعفاء میں کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ کان یغلو فی الارحاء۔ کہ عیہ راوی مرجیہ فرقی سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں عالی تھا۔ پھر لکھتے ہیں امام سفیان اس کو حقیر سمجھتے تھے۔

(کتاب الضعفاء کبیر عقیلی 1 ص 56)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی جرح اور توثیق نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ یوں دیا ہے وقلت۔ الحق فیہ انه ثقة صحیح الحدیث اذا روی عنه ثقة۔

(تہذیب التہذیب 1 ص 86)

میں کہتا ہوں کہ حق بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے جبکہ اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو۔

حافظ ابن حجر کے فیصلہ سے معلوم ہو گیا کہ جب اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو تو اس کی روایت صحیح ہوگی مگر زیر بحث روایت میں اس سے روایت

کرنے والا راوی ثقہ نہیں بلکہ انتہائی ضعیف ترین ہے ملاحظہ فرمائیں۔
اس روایت میں ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والا۔ موسیٰ بن
مسعود، ابو حذیفہ نھدی ہے اور یہ راوی ضعیف ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب
میں فرماتے ہیں۔

قال بندار. موسی بن مسعود ضعیف فی الحدیث کتبت عنہ

کثیر اثم ترکته۔

ترجمہ: بندار نے کہا کہ یہ راوی حدیث میں ضعیف ہے میں نے کثیر روایات
اس سے لکھیں پھر میں نے اس کو ترک کر دیا۔

قال الترمذی یضعف فی الحدیث۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث کی روایت میں اس کو ضعیف کہا گیا

ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ ثقہ ہے لیکن خطا کار ہے۔

قال عمرو بن علی الفلاس لا یحدث عنہ من یبصر الحدیث۔

عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ جس کو حدیث میں بصیرت ہوگی وہ اس سے

روایت نہیں کرے گا۔

قال ابن خزیمة لا یحتج بہ۔

ابن خزیمة نے کہا کہ اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

قال ابو احمد الحاکم لیس بالقوی عندہم۔

ابو احمد حاکم نے کہا کہ یہ راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

وقال ابن قانع. فیہ ضعف۔

ابن قانع نے کہا کہ اس میں کمزوری ہے۔

وقال الحاکم ابو عبد اللہ. کثیر الوهم سی الحفظ۔

امام حاکم ابو عبداللہ نے کہا کہ یہ راوی کثیر الوہم ہے اور اس کا حافظہ خراب ہے۔

ساجی نے کہا کہ ضعیف ہے اور کمزور ہے۔

دارقطنی نے کہا کہ بخاری نے اس کی حدیث بیان کی ہے اور یہ راوی کثیر الوہم ہے۔ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔ ملخصاً۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 580 مطبوعہ بیروت لبنان)

عقیلی نے ضعفاء کبیر میں نقل کیا ہے کہ امام عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ یہ راوی کچھ نہیں ہے۔

(ضعفاء کبیر عقیلی 4 ص 167 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ:

یہ راوی سچا اور مشہور آدمی ہے امام بخاری کے مشائخ میں سے ہے۔ امام احمد نے اس میں کلام کیا ہے اور اس کو کمزور کہا ہے۔ حتیٰ کہ امام ترمذی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہ نے کہا کہ میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا۔ ابو حفص فلاں نے کہا کہ جس کو حدیث کی بصیرت ہوگی وہ اس سے روایت نہیں کرے گا۔ ابو احمد حاکم نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

(المغنی فی الضعفاء للذہبی 2 ص 443 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین گرامی! اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ ابراہیم بن طہمان سے روایت کرنے والا شخص ثقہ نہیں بلکہ ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے تو پھر یہ روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔ پس اظہر من الشمس واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت صحیح اور نہ اس سے غیر مقلدین کا احتجاج درست۔

ناظرین گرامی قدر! یہاں تک ابن ماجہ کی روایات کے جوابات مکمل

ہوئے اب ترمذی شریف کی روایات کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

ترمذی شریف کی روایات کے جوابات:

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے سند کے ساتھ صرف ایک صحابی حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث بیان کی ہے دیکھئے۔

(ترمذی شریف 1 ص 59 مطبوعہ سپہداچ ایم کمپنی)

باقی کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گنے ہیں لیکن باسند

صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی روایت ہے اس کا جواب تفصیل

کے ساتھ بخاری شریف کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

اب نسائی شریف کی روایات کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

نسائی کی روایات اور ان پر تبصرہ:

امام نسائی علیہ الرحمہ، نسائی شریف 1 ص 117 مطبوعہ سعید اچ ایم کمپنی

کراچی پر یہ باب باندھا ہے۔ رفع الیدین للركوع حذاء فروع الاذنین کہ

رفع یدین کرنا کانوں تک رکوع کے لئے۔ پھر اس میں حضرت مالک بن حوریت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے جس میں رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر

ہے۔ حضرت مالک بن حوریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر تفصیلاً۔ بخاری

شریف کی روایات کے جواب میں گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نسائی علیہ الرحمہ اسی کے متصل یہ باب قائم کیا ہے۔

باب رفع الیدین للركوع حذو المنکبین۔

باب رفع یدین کرنا رکوع کے لئے کندھوں تک۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے

جس میں رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کندھوں تک کا بیان ہے۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی بخاری شریف کی روایات کے جواب میں مفصل گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس کے فوراً بعد امام نسائی علیہ الرحمہ نے یہ باب قائم کیا ہے۔

ترک ذلک۔ یعنی اس کا (یعنی رفع یدین کا) چھوڑ دینا۔

پھر اس ترک رفع یدین کے باب میں سند صحیح، ثقہ کے ساتھ حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھ کر دکھائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا۔

امام نسائی علیہ الرحمہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفع یدین کی حدیث بیان کر کے پھر ترک کا باب باندھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس میں بیان کر کے دونوں صحابہ کی روایات کو متروک قرار دے دیا۔ پھر امام نسائی علیہ الرحمہ نے۔ نسائی شریف ص 119 پر پھر یہ باب باندھا۔

باب رفع الیدین عند الرفع من الرکوع.

باب رفع یدین کرنا کانوں تک رکوع سے اٹھتے وقت۔

اس باب حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے۔

جس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ گذشتہ اوراق

میں مفصل بحث ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نسائی نے اس کے متصل یہ باب باندھا ہے۔

باب رفع الیدین حذوا المنکبین عند الرفع من الركوع.

باب رفع یدین کرنا کندھوں تک رکوع سے اُٹھتے وقت۔

اس باب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفع یدین والی حدیث

لائے۔ گذشتہ اوراق میں اس پر مفصل بحث گزر چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس باب کے فوراً بعد یہ باب باندھا۔

الرخصة فی ترک ذلک.

کہ رفع یدین کے ترک میں رخصت۔

پھر اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث

سند ثقہ صحیح کے ساتھ بیان فرمائی۔ رفع یدین کی تینوں روایات میں حضرت وائل

بن حجر، حضرت مالک بن حویرث، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے متروک قرار دیا۔

یہی ہم احناف کہتے ہیں کہ رفع یدین عند الركوع اور بعد الركوع وغیرہ کی

روایات متروک العمل ہیں یعنی منسوخ ہیں جن روایات میں رفع یدین کرنے کا

ذکر ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب رفع یدین کیا جاتا تھا جب اسے ترک کر دیا

گیا اور اس سے منع کر دیا گیا تو یہ رفع یدین منسوخ و متروک ٹھہرا۔ جس پر الحمد للہ

ہم احناف کا عمل ہے۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہاں تک صحاح ستہ کی رفع یدین کی

تمام روایات کے جوابات مکمل ہو گئے ہیں۔

سنن دارقطنی کی روایات اور ان پر تبصرہ:

امام دارقطنی اپنی سنن میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے

روایات بیان کیں ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کرنے کی روایات بیان کیں۔ ان میں سوائے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے باقی سب صحابہ کی روایات کے جوابات گذشتہ اوراق میں تفصیلاً مذکور ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابو موسیٰ اشعری:

امام دارقطنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا دعلج بن احمد ثنا عبد الله بن شيرويه ثنا اسحاق بن راهويه نا النضر بن شميل نا حماد بن سلمة عن الازرق بن قيس عن حطان بن عبد الله عن ابي موسى الاشعري قال. هل اريكم صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فكبر ورفع يديه ثم كبر ورفع يديه للركوع ثم قال سمع الله لمن حمده ثم رفع يديه ثم قال هكذا فاصنعوا ولا يرفع بين السجدين.

(سنن دارقطنی 1 ص 395 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں پس آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا

پھر تکبیر کہی اور رفع یدین کیا رکوع کے لئے پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر رفع یدین کیا پھر کہا کہ تم بھی اسی طرح کرو اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث میں غیر مقلدین حضرات کا مکمل موقف ہی نہیں ہے۔ اس حدیث میں تیسری رکعت کی ابتداء لُا رفع یدین نہیں ہے پھر اس میں سجدوں کے وقت رفع یدین کی ممانعت نہیں ہے بلکہ دو سجدوں کے درمیان میں رفع یدین کی ممانعت ہے۔ نہ کہ سجدہ کو جاتے وقت کی ممانعت۔ پس جب اس میں مکمل موقف ہی نہیں تو پھر اس کو دلائل میں بھرتی کرنا بھی مناسب نہیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ دیکھئے اسی روایت کے بعد امام دارقطنی اس روایت کو ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں اور ان دو سندوں میں حماد بن سلمہ سے۔ زید بن حباب اور نضر بن شمیث اس کو مرفوع کرتے ہیں جبکہ پھر امام دارقطنی فرماتے ہیں۔

ووقفہ غیر ہما عنہ۔ (دارقطنی 1 ص 396 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

اور ان دونوں کے غیر نے اس کو حماد بن سلمہ سے اس روایت کو موقوف

بیان کیا ہے۔

پھر اس کے حاشیہ میں غیر مقلد علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے کہا ہے۔

ورواہ ابن المبارک عن حماد بن سلمہ فوقفہ عن ابی موسیٰ۔ الخ

اور روایت کیا اس کو امام عبداللہ بن مبارک نے حماد بن سلمہ سے اس کو

پس انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کو موقوف کیا ہے۔ پس

ثابت ہو گیا کہ یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے نزدیک دلیل نہیں بن سکتی اس کو ہمارے خلاف پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث موقوف کا دارودار بھی جناب حماد بن سلمہ پر ہے۔ حماد بن سلمہ اگرچہ کثیر الحدیث ثقہ مامون ہے لیکن آخر میں متغیر الحفظ ہو گئے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

قال البیهقی هو احدائمة المسلمین الا انه لما کبر مہماء حفظہ
فلہذا ترکہ البخاری.

امام بیہقی نے کہا کہ یہ ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہیں مگر جب یہ بوڑھے ہو گئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

ابن حجر نے امام ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ:

کان ثقہ کثیر الحدیث وربما حدث بالحدیث المنکر.

امام ابن سعد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ ہے کثیر الحدیث ہے لیکن کبھی منکر حدیث بھی بیان کر جاتا ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 12 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ اس کی روایت درست نہیں ہے نہ ہی یہ روایت درست اور نہ ہی غیر مقلدین کا اس سے احتجاج صحیح۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات اور تبصرہ:

امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں رفع یدین کے باب میں جو روایات مرفوع بیان کیں ہیں وہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پانچ مرفوع روایات کی ہیں جن میں رکوع کی رفع یدین کا بیان ہے۔ ان پانچوں روایات کے جوابات مدلل و مفصل گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ امام ابن ابی شیبہ نے ایک روایت مرسل بھی بیان کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

حدیث مرسل:

حدثنا هشيم قال اخبرنا يحيى بن سعيد عن سليمان بن يسار عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مثل ذلك۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے سلیمان بن یسار تابعی ہیں انہوں نے براہ راست نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے درمیان میں صحابی کا یا ممکن ہے ایک سے زیادہ واسطے ہوں یعنی تابعی، صحابی کا۔ واسطہ ترک کیا ہے اس لئے یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ناقابل احتجاج ہے کیونکہ خود غیر مقلدین کے

نزدیک منقطع روایت قابل احتجاج نہیں ہے اگرچہ احناف کے ہاں ہے کیونکہ الزامات خصم کے مسلمات پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیونکہ منقطع روایت کو خود غیر مقلدین حجت نہیں سمجھتے تو پھر ہمارے خلاف وہ کیونکر پیش کر سکتے ہیں۔

غیر مقلد عبدالرحمن مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 122 مطبوعہ بیروت لبنان پر درج کیا ہے۔

والمرسل علی القول الراجح لیس بحجة.

راجح قول پر مرسل حدیث حجت نہیں ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ روایت مذکورہ بھی حجت نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ سلیمان بن یسار علیہ الرحمہ سے روایت کرنے والے جناب یحییٰ بن سعید ہیں یہ اگرچہ ثقہ مثبت حجت ہیں لیکن امام دمیاطی علیہ الرحمہ نے کہا کہ یقال انه كان يدلس۔ (تہذیب التہذیب 6 ص 142 مطبوعہ بیروت لبنان) کہا جاتا ہے کہ یہ تدلیس کرتا تھا اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں خصوصاً غیر مقلدین کے نزدیک۔ دیکھئے مبارک پوری کی تصنیف ابکار الہمدن۔ اس کتاب میں مبارک پوری نے کتنی ہی ایسی احادیث کو رد کر دیا ہے جن میں کوئی مدلس راوی تھا اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔ مذکورہ بالا روایات کو بھی یحییٰ بن سعید نے عن سے روایت کیا ہے لہذا یہ بھی پھر حجت نہیں۔

ایک موقوف حدیث:

امام ابن ابی شیبہ نے ایک اثر موقوف یہ نقل کیا ہے جس میں حضرت ابو

سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکورہ ہے اب اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا ليث عن عطاء قال رايت ابا سعيد الخدرى وابن عمر و ابن عباس وابن الزبير يرفعون ايديهم نحو من حديث الزهري۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

ترجمہ: جناب عطاء نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع یدین کرتے تھے۔ یہ حدیث زہری کی حدیث کی مثل ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند مجروح ہے۔ انتہائی ضعیف ہے۔ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی لیث ہے جو کہ ضعیف ہے۔ لیث بن ابی سلیم کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی نے تفصیلاً بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

قال عبد الله بن احمد عن ابيه مضطرب الحديث۔
عبد اللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد سے نقل کیا ہے یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔

معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔
عن يحيى بن معين: كان يحيى بن سعيد لا يحدث عنه.
ابن معین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید اس سے روایت نہیں کرتے

تھے۔ اسی طرح عمرو بن علی، ابن کمثنی، علی بن مدینی (بھی اس سے روایت نہیں کرتے تھے) ابو معمر نے کہا کہ ابن عیینہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

قال ابن ابی حاتم سمعت ابی و ابازرعة یقولان لیث لا یشتغل به هو مضطرب الحدیث.

ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ اور ابوزرعہ سے سنا دونوں کہتے تھے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

ابن سعد نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ مختلط ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مرسل کو مرفوع کر دیتا اور ثقہ راویوں سے وہ باتیں نقل کر دیتا۔ جو ان کی روایت میں نہ ہوتیں تھی۔

قطان، ابن مہدی، ابن معین اور امام احمد نے اس کو ترک کر دیا۔

قال الحاکم ابو عبد اللہ مجمع علی سوء حفظہ.

امام حاکم نے فرمایا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا حافظہ گندہ ہے۔ ساجی نے کہا کہ ہے تو سچا لیکن اس کا حافظہ ردی ہے اور کثیر الغلط

ہے۔ (تہذیب التہذیب 4 ص 612-613 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس تفصیلی جرح سے ثابت ہو گیا کہ یہ روایت جو کہ موقوف ہے ہرگز ہرگز لائق احتجاج نہیں جب یہ روایت صحیح نہ ہوئی تو مذکورہ بالا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رفع یدین بھی ثابت نہ ہوا۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات کو غیر مقلدین

حضرات خود حجت نہیں مانتے تو جو روایت وہ خود حجت نہیں مانتے وہ ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے ایک روایت درج فرمائی ہے جس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کرنا مذکور ہے۔

اثر حسن بصری:

حدثنا معاذ بن معاذ عن ابن ابی عروبة عن قتادة عن الحسن قال كان اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في صلاتهم كان ايديهم المراوح اذار كعوا واذا ارفعوا روسهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

جناب حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نماز میں رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے۔ گویا کہ ان کے ہاتھ پنکھے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر خود غیر مقلدین کے موافق نہیں کیونکہ اس میں تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین منقول نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں سجدوں کی نفی نہیں ہے تیسری بات یہ ہے کہ اس کی سند بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبة ہے اور دوسرا قتادہ ان دونوں کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

قتادہ راوی اگرچہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے۔ عبدالرحمن مبارک پوری غیر مقلد نے ایک حدیث کا انکار صرف اس لئے کر دیا کہ اس کی سند میں یہی قتادہ

راوی ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت مبارک پوری کہتا ہے کہ: قلت فی اسنادہ قتادہ و هو مدلس و رواہ عن ابی العالیہ العنعنہ فکیف یکون اسنادہ قویا۔ الخ (ابکار الممنن ص 66) میں (مبارک پوری) کہتا ہوں کہ اس کی سند میں قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے۔ اس نے ابو العالیہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے پھر کیسے یہ روایت قوی ہو سکتی ہے۔ مذکورہ بالا رفع یدین کی روایت میں بھی قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے۔ اس نے جناب حسن بصری سے عن کے ساتھ روایت کی ہے پھر یہ روایت کیسے قوی ہو سکتی ہے۔

پھر اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ ہے اور وہ بھی مدلس ہے، اس نے بھی قتادہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔ واضح ہو گیا کہ یہ روایت جوگز نہ صحیح ہے اور نہ اس سے احتجاج درست۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے ہاں دلیل نہیں بن سکتیں انہیں ہمارے خلاف پیش کرنا نا انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر بھی نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کے بیان میں گزر چکی ہے وہیں پر تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ پھر امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے کچھ مقطوع روایات نقل کیں ہیں۔ یعنی تابعین کا عمل۔

یہ مقطوع روایات خود غیر مقلدین کے ہاں قابل احتجاج نہیں ہیں۔
جب ان کے نزدیک صحابی کا قول و فعل حجت نہیں تو تابعی کا کیونکر ہو سکتا ہے۔
الحمد للہ! یہاں تک مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے جوابات مکمل
ہوئے اب سنن کبریٰ بیہقی کی روایات اور ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں
تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

امام بیہقی کی سنن کبریٰ سے رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات:

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن کبریٰ میں رفع یدین کی روایات
ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی
اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ان چھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
مرفوع روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے باقی تمام کے جوابات
گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ کریں۔

اب حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد خلیفہ بلا فصل سیدنا و مولانا حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثنا ابو عبدالله محمد بن عبدالله الصفار الزاهد املاء من اصل كتابه قال قال ابو اسماعيل محمد بن اسماعيل السلمى صليت خلف ابى النعمان محمد بن الفضل فرفع يديه حين افتتح الصلوة وحين ركع وحين رفع راسه من الركوع فسالته عن ذلك فقال صليت خلف حماد بن زيد فرفع يديه حين افتتح الصلوة وحين ركع وحين رفع راسه من الركوع فسالته عن ذلك فقال صليت خلف ايوب السختيانى فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال رايته عطاء بن ابى رباح يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال صليت خلف عبدالله بن الزبير فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال عبدالله بن الزبير صليت خلف ابى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع وقال ابوبكر (رضى الله تعالى عنه) صليت خلف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع رواه ثقات.

(سنن كبير بيهقي مع جوهر نقي 2 ص 73 مطبوعه اداره تاليفات اشرفيه)

ترجمہ: محمد بن اسماعيل سلمى نے کہا کہ میں نے ابو نعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے رفع یدین کیا نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے میں نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی حماد بن زید کے پیچھے اس نے رفع یدین کیا ان تینوں مقامات پر

میں نے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی ایوب سختیانی کے پیچھے پس آپ نے ان مذکورہ تینوں مقامات پر رفع یدین کیا میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی عطاء بن ابی رباح کے پیچھے تو انہوں نے مذکورہ تینوں مقام پر رفع یدین کیا تو میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ان مذکورہ تینوں مقام پر رفع یدین کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔ بیہتی نے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے۔ محمد بن اسماعیل سلمیٰ نے لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کسی ایک فرد نے بھی اس روایت میں نہ تو تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین کیا نہ ہی کسی نے اس کا ذکر کیا اور نہ ہی کسی نے سجدوں کے وقت رفع یدین کی نفی کی ہے۔ جب اس سے مکمل رفع یدین کا ثبوت ہی نہیں تو پھر اس دلیل کو غیر مقلدین کا اپنے دلائل میں بھرتی کرنا بے سود ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

اس کی سند میں ایک راوی ہیں ایوب سختیانی علیہ الرحمہ ہیں ان کا اپنا

عمل سجدوں میں رفع یدین بھی تھا۔ جیسا کہ امام جلیل علامہ طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔ کما حدثنا احمد بن داؤد بن موسیٰ، حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن زید، عن ایوب قال رایت طاؤوسا ونافعا یرفعان ایدیہما بین السجدتین قال حماد ورایت طاؤوسا و ایوب یفعلانہ۔

(شرح مشکل الآثار 2 ص 23 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: ایوب (سختیانی) نے کہا کہ میں نے طاؤوس اور نافع کو دیکھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ حماد نے کہا کہ میں نے طاؤوس اور ایوب (سختیانی) کو دیکھا وہ اسی طرح ہی کرتے تھے۔

شرح مشکل الآثار کا محقق ابوالحسن خالد محمد الرباط اس روایت کے متعلق حاشیہ میں کہتا ہے۔ (رجالہ ثقاہت) اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس ثقہ السند روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب ایوب سختیانی کا عمل سجدوں میں رفع یدین بھی تھا جس کے خود غیر مقلد بھی منکر ہیں۔ تو یہ راوی تو خود محدث ایوب سختیانی کے اپنے عمل کے خلاف ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہوتی تو وہ سجدوں میں کیوں رفع یدین کرتے بلکہ اتنی جگہ ہی رفع یدین کرتے جتنی بار اس روایت میں موجود ہے یعنی ابتداء۔ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت لیکن آپ تو دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت خود ان کے اپنے ہاں قابل عمل نہ تھی۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی حماد بن زید بھی ہے۔ اس کا عمل بھی

اس روایت کے خلاف تھا۔ وہ بھی دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔
ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا وهب بن

جریر قال کان حماد بن زید یرفع بین السجدتین.

(شرح مشکل الآثار 2 ص 23)

ترجمہ: وهب نے جریر نے کہا کہ حماد بن زید دو سجدوں کے درمیان (بھی)
رفع یدین کرتے تھے۔

تو اس روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب حماد بن زید دو سجدوں میں رفع
یدین کے بھی قائل و عامل تھے جبکہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر تو اگر یہ
روایت حماد بن زید کے نزدیک درست ہوتی تو آپ اس پر ہی عمل کرتے اس کے
خلاف پر ہرگز عمل نہ کرتے۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی جناب عطاء ہیں۔ جناب عطاء کا
عمل بھی بیہقی کی اس روایت کے خلاف تھا غیر مقلدین کا رفع یدین حضرت عطاء
سے بھی نہیں ملتا تھا۔ جناب عطاء سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔
ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ جزر رفع یدین میں روایت کرتے ہیں۔

وقال وكيع عن الربيع قال رایت الحسن ومجاهد او عطاء

وطاؤسا وقيس بن سعد والحسن بن مسلم یرفعون ایدیهم اذا رکعوا

وإذا سجدوا وقال عبدالرحمن بن مهدي هذا من السنة.

(جزء رفع یدین ص 44)

ترجمہ: وکیج نے ربیع سے بیان کیا ہے کہ میں نے حسن، مجاہد، عطاء، طاؤس اور قیس بن سعد، حسن بن مسلم کو دیکھا یہ سب حضرات رفع یدین کرتے تھے۔ رکوع کے وقت اور سجدے کے وقت، عبدالرحمن بن مہدی (استاذ الحدیث امام بخاری) نے کہا کہ یہ رفع یدین کرنا سنت ہے۔

دیکھئے جناب امام بخاری علیہ الرحمہ کی جزء رفع یدین کے حوالہ سے واضح ہو گیا کہ جناب عطاء علیہ الرحمہ سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جس کو امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث عبدالرحمن بن مہدی نے بھی سنت قرار دے دیا ہے۔ تو اس روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب عطاء کا بیہتی کی اس حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں تھا ورنہ آپ اس کے خلاف سجدوں میں رفع یدین کیوں کرتے۔

اس کا پانچواں جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی اس کے خلاف تھا۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا ابوداؤد شریف 1 ص 115 مکتبہ حقانیہ ملتان پر حضرت میمون کی سے یہ روایت موجود ہے۔

تو جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اس روایت پر نہیں تھا بلکہ اس کے خلاف تھا تو معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔

اس کا چھٹا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کے آخر میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔

حالانکہ دارقطنی 1 ص 400 بیہقی سنن الکبریٰ 2 ص 80 میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موجود ہے جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر کیا اس میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ اس کی سند میں محمد بن جابر پر کلام ہے تاہم اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ اسی لئے علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی علیٰ لبیہقی 2 ص 78 پر اس کو شاہد جید قرار دیا ہے۔

اس کا ساتواں جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں محمد بن اسماعیل سلمیٰ ہے۔ اس کے متعلق علامہ بن حجر کے دادا استاذ الحدیث اور امام زین الدین عراقی کے استاذ الحدیث علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں اس راوی کے متعلق فرمایا ہے کہ:

قلت، السلمی تکلم فیہ ابو حاتم قال الدارقطنی وقال ابن ابی حاتم تکلموا فیہ۔ (جوہر نقی علیٰ لبیہقی 2 ص 71)

میں کہتا ہوں کہ اس راوی میں ابو حاتم نے کلام کیا ہے یہ بات دارقطنی نے کہی ہے، اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

اور اس کی سند میں ایک راوی محمد بن فضل عارم ہے۔ اس کے متعلق علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں۔ ومحمد بن الفضل عارم تغیر واختلط بآخرہ

وقال ابن حبان تغير حتى كان لا يدري ما يحدث به فوق في حديثه
المناكير الكثيرة فيجب التنقيب عن حديثه فيما رواه المتأخرون فاذا
لم يعلم هذا من هذا ترك الكل ولا يحتج بشئ منها۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ راوی خراب حافظے والا ہے آخر میں اس کا
حافظہ بگڑ گیا تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ اس کا حافظہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ یہ راوی یہ بھی
نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔ پس اس کی حدیثوں میں بکثرت منکر روایات
شامل ہو گئیں۔ ضروری ہے کہ ان کو الگ کیا جائے۔ پس جب نہ جانا گیا کہ کون
سی روایت ثقہ ہے اور کون سی منکر تو ضروری ہوا کہ اس سے احتجاج کرنا ترک کر
دیا جائے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اس کی سند بھی ضعیف مجروح ہے ناقابل
احتجاج۔

پھر علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں
کہ اس کے روایات ثقہ ہیں تو پھر روایت میں اتصال ضروری ہے۔ (جو کہ اس
میں نہیں ہے)۔ الصفار راوی نے سلمیٰ سے سماع کی وضاحت نہیں کی۔ الغرض
بہت سی وجوہات کی بنا پر یہ روایت معلول مجروح ہے اور غیر مقلدین کا اس سے
احتجاج نادرست ہے۔

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت صحیح اور نہ ہی اس سے غیر
مقلدین کا دلیل پکڑنا۔

اس کا آٹھواں جواب:

یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنے مسند میں حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے لیکن اس میں رفع یدین کا نشان تک بھی نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عبدالرزاق قال اهل مكة يقولون اخذ ابن جریج الصلاة من عطاء واخذها عطاء من ابن الزبیر اخذها ابن الزبیر من ابی بکر واخذها ابوبکر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مارایت احدا احسن صلاة من ابن جریج.

(مسند امام احمد 1 ص 13 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجا کھ)

ترجمہ: جناب عبدالرزاق نے کہا کہ اہل مکہ نے کہا کہ ابن جریج نے نماز عطاء سے لی ہے اور عطاء نے ابن زبیر سے لی ہے ابن زبیر نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز لی ہے۔ (عبدالرزاق نے) کہا کہ میں نے کسی کو بھی ابن جریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رفع یدین کا ذکر صحیح ہوتا تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس کا ذکر بھی کرتے۔ کیونکہ بیہقی کی سند میں خراب حافظے والے، مختلط الحدیث تھے اس لئے اس روایت میں رفع یدین کا ذکر آجانا کوئی بعید نہیں۔ اس روایت میں کوئی خراب حافظے والا نہیں ہے اس لئے اس میں رفع یدین کا ذکر بھی نہیں ہے۔ تو اس شہادت سے بھی واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اصلاً رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ایک اثر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی نقل کیا ہے اور قرآن مجید سے رفع یدین ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جیسا کہ ابھی آپ اس کی تفصیل سے آگاہ ہوں گے کہ یہ اثر بالکل من گھڑت جعلی ہے۔ غیر مقلدین حضرات بھی اس جعلی من گھڑت روایت کو گاہے بگاہے پیش کرتے ہیں اور یوں اپنے نفس کی تسکین کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ غیر مقلدین پر تو مجھے تعجب نہیں البتہ امام بیہقی پر ضرور تعجب ہے کہ جلیل القدر امام ہو کر کیسے اس جعلی اثر کو روایت کر دیا اور اس کو رفع یدین کے دلائل میں بھرتی کر دیا۔

اثر علی:

امام بیہقی نے کہا کہ: حدثنا ابو عبد الله الحافظ املا ثنا ابو محمد عبد الرحمن بن حمدان الجلاب بمهدان ثنا ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي ثنا وهب بن ابى مرحوم ثنا اسرائيل بن حاتم عن مقاتل بن حيان عن الاصبع بن نباته عن علي بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه قال لما نزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم (انا اعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر) قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لجبريل ما هذه النخيرة التي امرني بهاربي قال انها ليست بنخيرة ولكنه يامرک اذا تحرمت للصلوة ان ترفع يديک اذا کبر واذا رکعت واذا رکعت راسک من الركوع فانها صلوتنا وصلوة الملائكة الذين فى السماوات السبع۔ الخ۔

(سنن الکبریٰ بیہقی 2 ص 76)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (انا اعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ نخیرہ کیا ہے

جس کا میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ قربانی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جب آپ نماز شروع کریں تو رفع یدین کریں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں تو رفع یدین کریں یہ ہماری نماز ہے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی بھی یہی نماز ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں کذاب راوی ہیں اس لئے یہ روایت جعلی من گھڑت ہے اس میں ایک راوی اصبح بن نباتہ ہے جو کہ کذاب ہے جھوٹی روایات بنا کر روایت کرنا اس کا کام تھا۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قال ابو بکر بن عیاش . کذاب

ابو بکر بن عیاش نے کہا کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔

قال ابن معین لیس بثقة .

ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔

وقال مرة لیس بشئی . وقال النسائی و ابن حبان متروک .

نسائی اور ابن حبان نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

قال ابن عدی بین الضعف .

ابن عدی نے کہا کہ اس کا ضعف ہونا واضح ہے۔

وقال ابو حاتم لئن الحدیث .

ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔

قال ابن حبان فتن بحب علی قاتی بالطامات فاستحق من

اجلها الترك .

ابن حبان نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں غالی تھا اور یہ راوی ترک کا مستحق ہے۔ (یعنی متروک) ہے۔ میزان الاعتدال 1 ص 271 مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ سانگلہ عقیلی نے ضعفاء کبیر 1 ص 130 پر اس کا کذاب ہونا نقل کیا ہے۔ ابن جوزی نے کتاب الضعفاء والمتر وکین 1 ص 126 پر فرمایا۔

قال یحییٰ لیس بثقة لایساوی شیئا وقال النسائی متروک الحدیث قال ابن حبان فتن بحب علی بن ابی طالب فاتی بالطامات فی الروایات فاستحق من اجلها الترك.

یحییٰ نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے اور کسی بھی چیز کے برابر نہیں ہونے کی کہا کہ متروک ہے ابن حبان نے کہا کہ محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں غالی ہے اور اوپری روایات بیان کرتا ہے اور ترک کا مستحق ہے۔ الغرض یہ راوی بڑا جھوٹا ہے اس کی روایت سے کینے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی اسرائیل بن حاتم ہے یہ بھی انتہائی ضعیف اور چور ہے علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

قال ابن حبان روی عن مقاتل الموضوعات والا وابد والطامات.

ابن حبان نے کہا کہ اس نے مقاتل سے جھوٹی من گھڑت روایات بیان کیں ہیں۔ (مذکورہ بالا روایات بھی اس نے مقاتل ہی سے بیان کی ہے)

ومن ذلک خبر یرویه عمر بن صبیح عن مقاتل وظفر به اسرائیل فرواه عن مقاتل عن الاصبغ بن نباتہ عن علی لما نزلت (فصل لربک وانحر) قال یاجبرئیل ما هذه النحیرہ قال یامرک ربک اذا تحرمت للصلاة ان ترفع یدیک اذا کبرت واذا رکعت

واذا رفعت من الركوع۔ (میزان الاعتدال 1 ص 208)

ان جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ رفع یدین کی ہے جو اس نے مقاتل سے بیان کی ہے۔ مقاتل سے یہ روایت عمر بن صبیح روایت کرتا تھا۔ (جو کہ کذاب ہے) پھر یہ اسرائیل اس روایت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے مقاتل سے اس کو بیان کرنا شروع کر دیا۔

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ:

قال ابن حبان يروي عن مقاتل بن حيان الموضوعات وعن

غيره الطامات. (كتاب الضعفاء والمتر وكين 1 ص 106)

ابن حبان نے کہا کہ یہ مقاتل بن حیان سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ الغرض اس تمام تحریر سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت من گھڑت، جعلی ہے اور اس میں کئی راوی جھوٹے، جعلی روایات بنانے والے ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت درست اور نہ ہی غیر مقلدین وہابیہ نام نہاواہل حدیثوں کا اس سے استدلال درست۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا ایک اثر بھی نقل کیا جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کرنے کا بیان۔

اس اثر کا جواب ہو چکا ہے ملاحظہ کریں۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے جوابات میں پھر امام بیہقی نے ایک اثر حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی پیش کیا ہے۔ جس میں جناب سعید بن جبیر نے رفع یدین کو نما کی زینت قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل حاضر ہے۔

اثر سعید بن جبیر:

امام بیہقی نے کہا: واخبرنا محمد بن عبد اللہ حدثنی محمد بن صالح ثنا یعقوب بن یوسف الاخرم ثنا الحسن بن عیسیٰ انبا ابن المبارک انبا عبد الملک بن ابی سلیمان عن سعید بن جبیر انه سئل عن رفع الیدین فی الصلوٰۃ فقال هو شئی یدین بہ الرجل صلوتہ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفعون ایدیہم فی الافتتاح وعند الركوع واذارفعوا رؤسہم۔ (اسنن الکبریٰ 2 ص 75)

خلاصہ یہ ہے کہ جناب سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا نماز میں رفع یدین کے متعلق تو آپ نے فرمایا آدمی اس کے ساتھ اپنی نماز کو خوبصورت بناتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔ نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول و فعل حجت نہیں۔ تو پھر تابعی کا قول کینے پیش کر دیتے ہیں۔ کیا یہ دین کے ساتھ دھوکہ نہیں کہ صحابی کے قول و فعل کو حجت نہ ماننے والے اپنی تائید میں تابعی کا قول و فعل پیش کرنے سے نہیں شرماتے۔

اگر تابعی کا قول غیر مقلدین کے ہاں دلیل ہے تو پھر تمہیں علم ہونا چاہیے کہ حضرت علقمہ، حضرت اسود، حضرت امام شعبی، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام اعظم، ابو حنیفہ علیہم الرحمہ۔ یہ سب بھی تابعی ہیں اور ترک رفع یدین پر ان کا عمل تھا۔ بلکہ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تو ترک رفع یدین کی تعلیم

دیتے تھے اور اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کرتا تو آپ اس پر سخت ناراض ہو جاتے۔ تو کیا پھر غیر مقلدین حضرات ان تابعین کرام کے قول و فعل بھی حجت ماننے کو تیار ہوں گے اگر نہیں تو پھر یہی جواب ہماری طرف سے بھی قبول فرمائیں۔ لہذا اس کی سند پر گفتگو کی ضرورت نہیں ویسے اس کی سند بھی محفوظ نہیں ہے۔ الحمد للہ یہاں تک سنن کبریٰ بیہقی کی روایات کے جوابات مکمل کر لئے۔ اب صحیح ابن خزیمہ کی رفع یدین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں۔

امام بیہقی نے سنن کبریٰ 2 ص 74 پر ایک روایت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوع بیان کی ہے۔ لیکن وہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے جس کو حکم نے رجلا سے ذکر کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

صحیح ابن خزیمہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ نے باب رفع یدین میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات بیان کیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان میں سے سوائے حدیث سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی تمام مذکورہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات گذشتہ صفحات میں مذکور ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ

عنه کی روایت کی تفصیل حاضر ہے۔ امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ 1 ص 298 مطبوعہ المکتب الاسلامی پر حضرت سہل بن سعد کی حدیث بیان کی جس میں جناب ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر فرمایا پھر اس میں بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر فرمایا۔ پھر اس کے بعد سب نے کہا کہ یہی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند مجروح ہونے کی وجہ سے قابل احتجاج نہیں غیر مقلدین کے علامہ محدث ناصر الدین البانی نے صحیح ابن خزیمہ کی اس حدیث کو صحیح ابن خزیمہ کے حاشیے میں ضعیف قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں۔ اسنادہ ضعیف من اجل فلیح۔ حاشیہ ابن خزیمہ 1 ص 298 اس کی سند ضعیف ہے فلیح راوی کی وجہ سے فلیح بن سلیمان کے متعلق علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔

قال یحییٰ لیس بقوی ولا یحتج بحديثه وقال فی روایة.

ضعیف وقال النسائی لیس بالقوی.

(کتاب الضعفاء والمبرر وکین لابن الجوزی 3 ص 10)

یحییٰ نے کہا یہ قوی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حدیث کے ساتھ دلیل پکڑی جائے اور ایک روایت میں کہا کہ یہ ضعیف ہے امام نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں اس سے احتجاج کیا گیا ہے لیکن اس کو ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے کہا ہے لیس بالقوی یہ قوی نہیں ہے۔ (المغنی فی الضعفاء للذہبی 2 ص 200)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

صدوق كثير الخطاء۔ (تقریب التہذیب 2 ص 16)

یہ ہے سچا مگر بہت زیادہ غلطی کرنے والا ہے۔

عقیلی نے ضعفاء کبیر میں کہا۔ یحییٰ بن معین کہتے تھے کہ تین آدمیوں کی

روایت سے بچا جائے ان میں ایک فلیح بن سلیمان بھی ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے سنان کے پاس فلیح راوی کا ذکر کیا

گیا تو آپ نے اس کو قوی نہیں جانا۔

یحییٰ نے کہا کہ فلیح ضعیف ہے۔ کتاب الضعفاء عقیلی 3 ص 466

ناظرین اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت رفع یدین کی انتہائی

ضعیف ہے اور ناقابل احتجاج۔

پھر امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ نے صحیح ابن خزیمہ 1 ص 344 پر حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین ذکر فرمائی جس میں رکوع کی طرح

سجدے کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث

کا جواب ابو داؤد کی روایات میں گزر چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ کریں۔ یہاں تک

صحیح ابن خزیمہ کی روایات مکمل ہوئیں۔

ابن عبد البر کی التمہید کی روایات رفع یدین اور ان کے مدلل جوابات:

علامہ ابن عبد البر علیہ الرحمہ نے التمہید جو کہ موطا امام مالک کی شرح بھی

ہے اس میں ایک حدیث تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہے

جس کا مفصل جواب بخاری کی احادیث میں گزر چکا ہے۔ دوسری مرفوع روایت

باسند جو بیان کی ہے وہ ہے حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا

جواب بھی ابو داؤد کی احادیث میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے۔

پھر کچھ باسند آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ذکر کیے ہیں ان کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر اس سند کے ساتھ بیان فرمایا۔

اثر ابو ہریرہ:

اخبرناہ عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن قال حدثنا عبدالحمید بن احمد بن عیسیٰ الوراق قال حدثنا الخضر بن داؤد قال حدثنا ابوبکر احمد بن محمد بن ہانی الاثرم قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا اسماعیل بن علیہ عن محمد بن اسحاق عن الاعرج قال رایت ابا ہریرۃ یرفع یدیه اذا رکع واذا رفع راسه من الركوع.

(التمہید لابن عبد البر 9 ص 217 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

اعرج نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً اور موقوفاً۔ ابو داؤد کی احادیث میں بیان ہو چکی ہیں وہیں پر مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے کیونکہ اس میں ایک راوی محمد بن اسحاق بن یسار ہے اور اس میں گفتگو بڑی مشہور ہے۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کئی حضرات نے اس کو ثقہ کہا اور کئی حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن معین نے فرمایا ہے ثقہ لیکن حجت نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ قوی نہیں

ہے۔ دارقطنی نے کہا اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ امام ابو داؤد نے کہا قدری معترزی ہے۔ سلیمان تیمی نے کہا یہ راوی کذاب ہے یعنی جھوٹا ہے۔

وہیب نے کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ راوی کذاب ہے۔ وہیب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اس کو متہم کیا۔

امام مالک نے فرمایا۔ یہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے۔

ابن عیینہ نے کہا کہ میں نے مسجد خیف میں ابن اسحاق کو دیکھا پس میں نے شرم محسوس کی کہ کوئی شخص مجھ کو ابن اسحاق کے ساتھ دیکھ لے۔ یہ شخص اہل کتاب سے بھی روایات بیان کرتا تھا۔

امام احمد نے فرمایا یہ بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے۔

یحییٰ القطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق کذاب ہے

ملخصاً میزان الاعتدال 3 ص 469 تا 471۔

واضح ہو گیا کہ یہ روایت مجروح ہے اور ہرگز قابل احتجاج نہیں ہے۔

پھر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے فرمان کے بعد یہ بہت بڑا مدلس ہے اور

مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوتی۔ یہ روایت ابن اسحاق

نے اعرج سے لفظ عن کے ساتھ ہی روایت کی ہے لہذا یہ روایت درست نہیں ہے۔

اثر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا ابو حذيفة قال حدثنا ابراهيم بن طهمان عن ابى الزبير

قال كان جابر بن عبد الله اذا كبر رفع يديه. واذا رفع راسه من الركوع

رفع يديه وزعم ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يفعل ذلك.

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 217 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مفصل گفتگو۔ ابن ماجہ کی روایات میں دیکھیں۔ وہاں پر حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی جوابات دیئے ہیں۔ ایک جواب یہاں بھی حاضر ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طہمان ہے۔ علامہ ابن جوزی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا یہ ضعیف ہے اور اس کی حدیث مضطرب ہے۔ (کتاب الضعفاء لابن الجوزی 1 ص 36)

اس کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا اثر نقل کیا ہے، اس اثر کا جواب بھی مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات میں گزر چکا ہے۔

پھر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

ابن عبدالبر نے کہا کہ: قال ابو عبد اللہ وقد روی غیر واحد عن ابن لہیعة عن عبد اللہ بن ہبيرة عن مشرح بن ہاعان عن عقبہ بن عامر قال له بكل اشارة عشر حسنات۔

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 225 مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رفع یدین کے ہر اشارے پر دس نیکیاں ہیں۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل مجروح اور ناقابل احتجاج ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی مشرح بن ہاعان ہے۔ اس کے

متعلق علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں۔

فبطل الاحتجاج به۔ اس کے ساتھ دلیل پکڑنا باطل ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتر وکین 3 ص 121)

ابن حبان نے کتاب الحجر وحن میں کہا ہے کہ:

یروی عن عقبہ بن عامر احادیث منا کیر لایتابع علیہا

والصواب فی امرہ ترک ما ینفرد من الروایات۔

(کتاب الحجر وحن لابن حبان 2 ص 367)

یہ عقبہ بن عامر ہے منکر روایات بیان کرتا ہے اس کی متابعت نہیں کی

جاتی۔ اس کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کو اس روایت میں ترک کر دیا

جائے جس میں منفرد ہو۔

معلوم ہوا کہ یہ راوی حضرت عقبہ سے منکر روایات بیان کرتا اور مذکورہ

بالا روایت بھی اس نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ کہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں

کہا یہ راوی غلطی کرتا ہے اور مخالف روایات بیان کرتا ہے۔

موسیٰ بن داؤد نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ مشرح بن ہاعان۔

حجاج بن یوسف کے لشکر میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا محاصرہ کیا تھا۔ منجیق کے ساتھ کعبہ معظمہ پر سنگ باری کی تھی۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 445 مطبوعہ بیروت لبنان)

پس ثابت ہو گیا یہ شخص کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا ہے۔ ایسے شخص کی

روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ پھر اس کی سند میں۔ ابن لہیعہ ہے وہ سخت ضعیف

ہے بلکہ خود وہابیہ کو بھی اس کے ضعیف ہونے کا اعتراف ہے تو پھر ہمارے خلاف

یہ روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ روایت انتہائی مجروح اور ناقابل احتجاج ہے۔

پھر علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اثر نامکمل سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت تکبیر اور اس میں رفع یدین کرنا ہے۔ (التمہید 9 ص 225)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ ایک تو اس کا مکمل سند نہیں بیان فرمائی اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں رکوع کا ذکر تک نہیں پھر اسے بطور دلیل رکوع کی رفع یدین کے کیسے پیش کیا جا سکتا ہے، اگر اس کو عموم پر رکھیں تو پھر سجدوں کی رفع یدین کو بھی شامل ہوگا جس کے وہابی غیر مقلد خود منکر ہیں۔

پھر علامہ ابن عبدالبر نے ایک اثر نعمان بن ابی عیاش کا نقل کیا ہے جس میں نعمان بن ابی عیاش نے کہا ہے کہ ہر شئی کی زینت ہوتی ہے نماز کی زینت رفع یدین ہے نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔

(التمہید 9 ص 225)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں بھی سخت مجروح، ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔ لہذا یہ بھی حجت نہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ اثر مقطوع ہے۔ جن کے نزدیک صحابی کا قول و فعل حجت نہیں وہ کس منہ سے تابعی کا قول و فعل پیش کرتے ہیں۔ یہاں

تک ابن عبدالبر کی التمهید کی روایات مکمل ہوئی۔ الحمد لله علی ذلک۔
مسند حمیدی کی روایات رفع یدین اور ان کے جوابات:

امام عبداللہ بن زبیر حمیدی علیہ الرحمہ نے اپنے مسند حمیدی 2 ص 277 مطبوعہ بیروت لبنان پر ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کی جس میں رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کی نفی ہے اور دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کی نفی ہے۔

(وہابیہ اگرچہ مسند حمیدی کی اس حدیث کا انکار کرتے ہیں)
 پھر امام حمیدی علیہ الرحمہ نے ایک ضعیف اثر نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کنکریاں مارنے والی روایت:

اس کو امام حمیدی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

حدثنا الحمیدی قال: ثنا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد يحدث عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا بصر رجلا يصلي لا يرفع يديه كلما خفض ورفع حصبة حتى يرفع.

(مسند حمیدی 2 ص 277-278 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایسے آدمی کو دیکھتے جو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین نہ کرتا تو آپ اسے (کنکریاں) مارتے حتیٰ کہ وہ رفع یدین کرتا۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح بجرح مفسر ہے۔ اس لئے یہ روایت ہرگز

حجت نہیں ہوسکتی۔ اس کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ ہے تاہم امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کان الولید کثیر الخطاء۔

کہ ولید بن مسلم راوی بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

ابن معین نے کہا کہ میں نے ابو مسھر سے سنا کہ ولید ابو السفر سے روایت کرتا تھا اور ابو السفر کذاب ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ ولید نے امام مالک سے دس ایسی احادیث بیان کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: اس پر احادیث خلط ہو گئیں تھیں۔ جو اس نے سنی تھی اور جو اس نے ہیں سنی تھی اس لئے اس کی حدیثیں منکرات کا شکار ہو گئیں۔ ملخصاً

(تہذیب التہذیب 6 ص 99 مطبوعہ بیروت لبنان)

پھر اس کی سند میں ایک راوی زید بن واقد ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن ندری مذہب والا ہے (یعنی بد مذہب ہے) حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے کہا کہ قدری ہونے کے ساتھ اسے متھم کیا گیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 2 ص 249 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت خود غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ اس میں ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کا ذکر ہے جس میں سجدے کا وقت بھی داخل ہے اور غیر مقلدین اس کے سخت منکر ہیں لہذا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنکریوں کے زیادہ مستحق خود غیر مقلدین ہیں۔ (فما ہو جوابکم وهو جوابنا)

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین کے علامہ محدث ابن حزم نے حضرت ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی کنکریاں مارنا اس کا ازار کیا ہے۔ دیکھئے محلی ابن حزم 2 ص 265 مطبوعہ بیروت لبنان پر لکھتے ہیں کہ:

ماکان ابن عمر یحصب من ترک مالہ ترکہ.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہتھیے۔ ترک (رفع) کرنے والے کو کنکر

مارتے اگر کسی نے ترک کیا ہے تو آپ کو کیا ہے۔

دیکھئے جناب اس عبارت میں ابن حزم نے کنکریاں مارنے کا ہی انکار

کر دیا ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں نہ اس سے

احتجاج درست۔ الحمد للہ اس روایت کا جواب مکمل ہو گیا۔

پھر محدث حمیدی علیہ الرحمہ نے مسند حمیدی کے 2 ص 392 مطبوعہ

بیروت لبنان پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین نقل کی

ہے۔ جس کا جواب ابو داؤد کی احادیث کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔ وہیں پر

ملاحظہ فرمائیں۔

الحمد للہ یہاں تک مسند حمیدی کی روایات رفع یدین کا جواب مکمل ہو گیا۔

محلی ابن حزم کی روایات اور ان کے جوابات:

علامہ ابن حزم نے محلی ابن حزم کے 2 ص 264 مطبوعہ بیروت لبنان

پر رفع یدین کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوعاً نقل

کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب مفصلاً بخاری کی

روایات کے جوابات میں مذکور ہو چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر محلی ابن

حزم 3 ص 6 مطبوعہ بیروت لبنان پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع

حدیث نقل کی ہے جس کا جواب ہو چکا ہے پھر حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین نقل کی ہے اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔ اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر حضرت مالک بن جویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔

پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے جس میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کا بیان ہے اور یہ خود غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے۔ اس کا جواب مفصل طور پر ابن ماجہ کی روایات کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف حدیث بیان کی جس میں رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سجدے میں بھی رفع یدین کا ذکر ہے جو کہ غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کی ہے جس کا مفصل جواب ابو داؤد کی روایات میں گزر چکا ہے۔

الحمد للہ یہاں تک محلی ابن حزم کی روایات اور ان کے جوابات مکمل ہوئے

مسند ابو عوانہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابو عوانہ علیہ الرحمہ کا یہ مسند صحیح مسلم پر مستخرج ہے امام ابو عوانہ نے سب سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً ترک رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع کی حدیث بیان کی (اگرچہ غیر مقلدین اس کا انکار کرتے ہیں) اس ترک کی روایت کو انہوں نے چار سندوں میں بیان کیا ہے۔ پھر امام ابو عوانہ نے چار سندوں سے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً اثبات رفع

یدین کی حدیث بیان کی ہے۔ مسند ابو عوانہ 1 ص 424 مطبوعہ بیروت لبنان۔
اس حدیث کا جواب بخاری شریف کی احادیث کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے
وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام ابو عوانہ نے مسند ابو عوانہ کے 1 ص 426 مطبوعہ بیروت لبنان
پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے۔ اس کا
جواب بھی بخاری شریف کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر امام عوانہ نے مسند
ابو عوانہ کے 1 ص 428 پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان
کی ہے۔ جس میں رفع یدین عند الركوع و بعد الركوع کا بیان ہے۔ حدیث وائل
بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث کے جوابات میں بیان
ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

اب امام بخاری علیہ الرحمہ کا رسالہ جزؤ رفع یدین کی روایات اور ان کے
جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جزؤ رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے اس رسالہ کو روایت کرنے والا محمود
بن اسحاق الخزاعی ہے جو کہ مجہول ہے بطریق مح۔ ثین اس کی توثیق ثابت نہیں ہے۔
اس رسالہ کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے وقت بخاری شریف کی
طرح صحت کا التزام نہیں کیا بلکہ اس رسالہ میں امام نے ضعیف، معلول، مجروح
کئی طرح کی روایات کی بھرتی کر دی ہے۔ نہ جانے کیوں۔ جیسا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ عنقریب اس کا بیان آ رہا ہے۔ اس رسالہ میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے رفع
یدین کا نہ کرنے والوں پر کئی جگہوں پر ناراضگی کا اظہار بھی کیا ہے جو کہ بے جا

ہے اور پھر لطف کی یہ بات ہے کہ اس رسالہ میں ایسی روایات بھی درج کر دی ہیں جو کہ صحیح بخاری کی روایات کے بھی خلاف ہے مثلاً بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور اس رسالہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین ثابت اور کئی صحابہ کرام اور تابعین کرام سے بھی سجدوں کی رفع یدین ثابت کی اور اپنے استاذ الحدیث امام عبدالرحمن بن مہدی سے اس سجدے کی رفع یدین کا سنت ہونا بھی بیان ہے۔ جو کہ صراحتاً صحیح بخاری کی روایات کے خلاف ہے۔ آخر امام نے ایسا کیوں کیا یہ تو غیر مقلدین ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ اب اس رسالہ کی روایات اور ان کے جوابات شروع ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزر رفع یدین کے ص 2 مطبوعہ جلال پور پیروالہ پر سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب ابو داؤد کی احادیث کے جوابات میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس روایت کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ نے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی ذکر کئے۔ رفع یدین کرنے والوں کے وہ بھی پے سند۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع نقل کی ہے۔ اس کا جواب بھی بخاری کی روایت کے جواب میں تفصیلاً مذکور ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابو داؤد کی روایات کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ

عنه کی مرفوع حدیث بیان کی اس کا جواب بھی بخاری کی روایات میں گزر چکا ہے۔
پھر امام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی
ہے اس کا جواب بھی ابن ماجہ کی روایات کے جوابات میں مفصل طور پر بیان ہو
چکا ہے وہیں پر ملاحظہ کریں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پھر امام نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث
بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابوداؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

پھر امام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک موقوف اثر بیان کیا
ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

حضرت ابن عمر کا موقوف اثر:

امام بخاری نے فرمایا۔

اخبرنا ايوب بن سليمان ثنا ابوبكر بن ابي اويس عن سليمان
بن بلال عن العلاء انه سمع سالم بن عبد الله ان اباہ كان اذا رفع راسه
من السجود واذا اراد ان يقوم رفع يديه. (جزء رفع يدين ص 10)
بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سر اٹھاتے سجدوں سے
اور جب ارادہ کرتے کھڑے ہونے کا تو رفع یدين کرتے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر خود بخاری شریف کے خلاف ہے کیونکہ اس اثر میں سجود
سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدين ہے جبکہ بخاری شریف میں سجدوں کے رفع
یدين کی نفی ہے۔ پھر یہ اثر خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ وہ خود بھی سجدوں
کی رفع یدين کے منکر ہیں۔ فما هو جوابکم وهو جوابنا۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایوب بن سلیمان ہے اس کے متعلق امام ازدی کہتے ہیں۔ یحدث باحدیث لایتابع علیہ۔ (میزان الاعتدال 1 ص 287) یہ ایسی احادیث روایت کرتا ہے جس میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ اس کی سند میں ایک راوی، ابوبکر بن ابی اویس ہے۔ اس کو اگرچہ امام یحییٰ نے ثقہ کہا ہے لیکن امام ابوالفتح ازدی نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

کان یضع الحدیث۔ (میزان الاعتدال 2 ص 538)

کہ یہ راوی جھوٹی روایات بناتا تھا۔

ایسے جھوٹے کی روایت کیونکہ حجت ہو سکتی ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی علاء بن عبدالرحمن بھی ہے۔ اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین نے فرمایا۔ لیس محدیثہ بحجہ۔ اس کی حدیث حجت نہیں۔ قال ابن عدی لیس بالقوی۔ ابن عدی نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

(میزان الاعتدال 3 ص 102)

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر حجت نہیں ہے۔

اس کے بعد امام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اثر اس طرح بیان کیا ہے۔ حدثنا عبداللہ بن صالح ثنا اللیث اخبرنی نافع ان عبداللہ بن عمر کان اذا استقبل الصلوة رفع یدیه قال واذا رکع واذا رفع راسه من الركوع واذا قام من السجدة کبر۔ (جزر رفع یدین ص 10) اس اثر میں بھی رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کی

سند میں ایک راوی عبداللہ بن صالح ہے جس کے متعلق میزان میں ہے کہ:
ولہ منا کثیر۔ اس کی روایات منکر بھی ہیں۔

صالح جزرہ نے کہا کہ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن میرے
نزدیک یہ شخص حدیث کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقہ نہیں
ہے۔ ذہبی نے کہا میں کہتا ہوں اس سے امام بخاری نے صحیح میں روایت بیان کی
ہے لیکن یہ تدلیس کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال 2 ص 440 تا 442) ملخصاً
اس کی سند میں ایک راوی لیث بھی ہے اگر یہ لیث بن ابی سلیم ہے تو پھر
یہ بھی مجروح ہے خود غیر مقلدین بھی اس کو ضعیف مانتے ہیں۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ نے وہ اثر نقل کیا ہے جس میں
مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں
مارا کرتے تھے۔ اس کا جواب مفصل طور پر مسند حمیدی کی روایت میں مذکور ہو چکا
ہے وہیں پر ملاحظہ کریں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع
یدین نہ کرنا مجاہد کی روایت سے بیان کیا۔ پھر اس پر بلا دلیل اعتراض کیا جو کہ
قابل التفات نہیں لیکن اس اعتراض کا مفصل جواب میں نے بخاری کی روایات
کے جوابات میں درج کر دیا ہے۔ وہی پر ملاحظہ کریں۔

پھر امام نے ایک اثر نقل کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عامر نے حضرت
عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی لیکن
آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ اس نے (یعنی عبداللہ بن عامر) نے اپنے
بھائی کو کوڑے مارے ہیں کیونکہ وہ رفع یدین کرتا تھا۔ (جز رفع یدین ص 13)

یہ عبداللہ بن عامر جلیل القدر تابعی ہیں۔ عبداللہ بن عامر کا اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر مارنا اس دور کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ دور تابعین میں رفع یدین متروک العمل تھا اگر کوئی کرتا تو اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عامر نے اپنے بھائی کو کوڑے مارے رفع یدین کرنے کی وجہ سے۔ اسی طرح ایک اور جلیل القدر تابعی حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی رفع یدین کے ذکر پر سخت ناراض ہوتے تھے اور ترک رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 14 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابوسعید، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا عند الركوع اور بعد الركوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے: حدثنا مالک بن اسماعیل ثنا شریک عن لیث عن عطاء قال رایت۔ جناب عطاء نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ابن عباس ابن زبیر، ابوسعید، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رفع یدین کرتے تھے بوقت رکوع اور بعد رکوع کے۔

لیکن اس کی سند مجروح ہونے کی وجہ سے انتہائی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی لیث ہے اس کے متعلق امام احمد نے فرمایا مضطرب الحدیث کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے، امام یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ملخصاً

(میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

لہذا یہ اثر حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز 1 ص 14 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ذکر کیا ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن الصلت ثنا ابو شہاب عبد ربہ من محمد بن اسحاق عن عبد الرحمن الاعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان اذا کبر رفع یدیه واذا رکع واذا رفع راسه من الركوع.

لیکن اس کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی محمد بن صلت ہے جس کے متعلق میزان میں ہے کہ: قال ابو حاتم صدوق وربما وهم۔ (میزان الاعتدال 3 ص 586)

ہے تو سچا مگر کبھی وہم کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی ابو شہاب عبد ربہ بن نافع ہے اس کے متعلق میزان میں ہے۔ صدوق فی حفظہ شئی قال علی سمعت یحییٰ بن سعید یقول لم یکن ابو شہاب بالحافظ ولم یرض یحییٰ امرہ قال النسائی لیس بالقوی۔ (میزان الاعتدال 2 ص 544)

ہے سچا مگر اس کا حافظہ خراب ہے۔ علی نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے ابو شہاب حافظ نہیں ہے اور یحییٰ اس سے راضی بھی نہیں تھے اور امام نسائی نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

پھر اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے جو کہ کذاب ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ یہ سند انتہائی درجہ کی مجروح ہے اور حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز 1 ص 15 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا منقول ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا مسدد ثنا عبد الواحد بن زياد عن عاصم الاحول۔
یہ سند بھی انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی عبد الواحد بن
زیاد ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے کہ قال عثمان بن سعید سالت
یحییٰ عن عبد الواحد بن زياد فقال ليس بشئ۔

(میزان الاعتدال 2 ص 672)

عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا اس راوی کے متعلق تو
انہوں نے کہا یہ راوی کوئی شئی نہیں ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی عاصم بن طلحہ ہے جو حضرت انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے اس کے متعلق امام ابوالفتح ازدی کہتے ہیں یہ مجہول
کذاب ہے۔ (میزان 2 ص 353)

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے بلکہ موضوع من گھڑت ہے۔
پھر جناب امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو رفع یدین ص 15 پر ایک اثر
نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکور
ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا مسدد ثنا هشيم عن ابي حمزة قال رايت ابن عباس۔
لیکن یہ سند بھی انتہائی درجہ کی ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔ اس کی
سند میں ایک راوی ابو حمزہ ہے۔ عمران بن ابی عطاء پورا نام ہے۔ اس کے متعلق
امام ابو زرعة کہتے ہیں کمزور ہے، عقیلی نے کہا حدیث میں اس کی متابعت نہیں کی
جاتی۔ ابو حاتم اور نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 239)
پھر اس کی سند میں ہشیم ہے اور اگرچہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے اور مدلس
جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اس اثر میں ہشیم نے ابو حمزہ سے لفظ

عن کے ساتھ روایت کی ہے لہذا یہ اثر قابل استناد نہیں ہے۔
 پھر امام بخاری نے ایک اور اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ذکر فرمایا۔ (جڑ ص 15) اس اثر کی سند اس
 طرح ہے۔

حدثنا سليمان بن حرب ثنا يزيد بن ابراهيم عن قيس بن

سعد عن عطاء۔

یہ سند بھی صحیح نہیں ہے اس کی سند میں قیس بن سعد ہے جس کے متعلق
 میزان میں ہے اگرچہ ثقہ اور فقیہ ہے لیکن یحییٰ بن سعید اس میں کلام کرتے تھے۔
 (میزان الاعتدال 3 ص 397)

تہذیب التہذیب 2 ص 396 پر اگرچہ اس کا ثقہ مثبت ہونا بیان کیا گیا ہے

تاہم خطیب نے کہا کہ یہ روایت بامعنی کرتا تھا اور حدیث کے الفاظ کو بدل دیتا تھا۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اثر نقل کیا ہے ص 15 پر جس میں

حضرت وائل بن حجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔

لیکن یہی اثر جب حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

سامنے بیان کیا گیا تو آپ سخت ناراض ہو گئے اور اس اثر کو حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ساتھ مسترد کر دیا اور فرمایا کہ رفع یدین

صرف نماز کے شروع میں ہی کرنا چاہیے۔ یہ روایت بالفاظ متقار بہ ان کتابوں

میں موجود ہے۔

موطا امام محمد ص 90 سنن دارقطنی 1 ص 394 شرح معانی الآثار 1 ص

163 وغیرہ۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جڑ رفع یدین کے ص 15 پر ہی ایک اثر

نقل فرمایا جس میں مذکور ہے کہ حضرت ام الدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے رفع یدین کیا لیکن اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ ایک تو اس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی خطاب بن عثمان طائی ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ اس کو ثقات میں نقل کیا ہے لیکن یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت بیان کرنے میں کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے اور دارقطنی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 89)

تو جب یہ روایت بیان کرنے میں کبھی غلطی کا شکار بھی ہو جاتا ہے تو پھر اس کی یہ روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔ پھر اس کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس کو خود غیر مقلدین بھی ضعیف کہتے ہیں یہ راوی بھٹی متکلم فیہ ہے۔ بعض اس کو ثقہ کہتے ہیں اور بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے۔ اس راوی کے متعلق امام ابو حاتم کہتے ہیں یہ کمزور ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا یہ کثیر الخطاء فی الحدیث ہے یعنی حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے پس یہ حدیث احتجاج سے خارج ہے (یعنی اس سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی) ابو صالح فرا کہتے ہیں کہ یہ وہ آدمی ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔ ملخصاً

(میزان الاعتدال 1 ص 241)

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے کہا کہ:

قال النسائی ضعیف وقال احمد روی عن کل ضرب وقال ابن حبان لما کبر تغیر حفظہ فکثر الخطاء فی حدیثہ وهو لا یعلم فخرج عن حد الاحتجاج به۔

(کتاب الضعفاء والمتر وکین لابن الجوزی 1 ص 118)

امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے امام احمد نے کہا یہ ہر قسم کی روایات بیان کرتا ہے اور ابن حبان نے کہا جب یہ بوڑھا ہو گیا تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تو حدیث بیان کرنے میں اس نے کثیر غلطیاں کی ہیں وہ نہیں جانتا (یعنی غلطی کو) پس یہ حدّ احتجاج سے خارج ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اثر بھی درست نہیں ہے۔

عقیلی نے ضعفاء کبیر 1 ص 88-89 پر اسماعیل بن عیاش کو ضعیف

مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزّ رفع یدین کے ص 15-17 پر پھر حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اثر نقل کیا ہے اور اس میں بوقت رکوع رفع یدین کا ذکر ہے لیکن اس کی سند میں بھی وہی اسماعیل بن عیاش ہے جس پر ابھی گفتگو گزری ہے اور اس اثر کی سند میں ایک راوی عبد ربہ بن سلیمان ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے۔ مجھول۔ (میزان الاعتدال 2 ص 544)۔

کہ یہ راوی مجھول ہے۔

علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں قال ابو حاتم الرازی مجھول۔
(کتاب الضعفاء والکتر وکین 2 ص 87)

ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ راوی مجھول ہے۔

تو ایسے مجھول شخص کی روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 17 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر نقل کیا ہے۔ جس کی سند میں محارب بن دثار ہے۔ جس کے متعلق امام ابن سعد نے کہا کہ لا یحتجون بہ کہ محدثین اس کے ساتھ دلیل نہیں پکڑتے۔
پھر یہ کہ یہ شخص حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس کے نظریات درست نہیں تھے۔ ان مقدس حضرات کے ایمان کی گواہی یہ شخص نہیں دیتا تھا۔ تعجب ہے ایسے لوگوں سے امام رفع یدین پر دلیل پکڑتے ہیں۔

پھر اس اثر کی سند میں محمد بن فضیل ہے جس کے متعلق ابوداؤد نے کہا یہ شیعہ ہے۔ ابن سعد نے کہا اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔

(میزان الاعتدال 4 ص 10)

پھر امام نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے جس کا جواب ابوداؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 17-19 پر کچھ بلا سند۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء ذکر کیے ہیں جنہوں نے مرفوعاً رفع یدین کی روایت بیان کی ہے۔

پھر امام بخاری نے جز رفع یدین ص 22 پر طاؤس کا اثر نقل کیا ہے جس میں طاؤس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن اس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں ہے۔ دوسری یہ بات ہے کہ اس اثر کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ابن جریج ہے جس نے بستر عورتوں سے متعہ کیا۔^(۱) (میزان الاعتدال 2 ص 659) ایسے راوی سے دلیل پکڑنا غیر مقلدین کا ہی کام ہے۔ پھر اس سند میں حسن بن مسلم ہے۔ میزان میں کہا لایکاد یعرف و خبرہ منکر۔ (میزان الاعتدال 1 ص 523) نہیں قریب ہے یہ پہچانا جائے اور اس کی حدیث منکر ہے۔

تو جب اس کی حدیث ہی منکر ہے تو پھر یہ اثر بھی منکر ہے۔ اس لئے یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔ پھر امام بخاری نے جز رفع یدین کے ص 23 پر حضرت حسن

(۱) مؤلف نے ابن جریج کے ضعیف ہونے کے قول سے رجوع کر لیا ہے۔

بصری علیہ الرحمہ کا اثر نقل کیا ہے۔ حدثنی مسدد قال نایزید بن زریع عن سعید عن قتادة عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانها ایدیہم المراوح یرفعونها اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسہم۔
ترجمہ: حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔ بوقت رکوع اور بعد رکوع کے گویا کہ ان کے ہاتھ پکھے تھے۔

لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ: ثبت الا انه اختلط فی آخر عمرہ
اختلاطاً قبیحاً فمن سمع منه قبل الا اختلاط فسماعہ صحیح وقال ابو حاتم الرازی ثقة قبل ان یختلط۔ (کتاب الضعفاء والمتر وکین 1 ص 323)
یہ راوی ثابت ہے لیکن اپنی آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اسے بڑا برا اختلاط ہوا ہے۔ ابو حاتم رازی نے کہا یہ اختلاط سے قبل ثقہ تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ثقة حافظ له تصانیف (لکنہ) کثیر التالیس واختلط۔

(تقریب التہذیب 1 ص 360)

ثقة حافظ ہے اس کی کئی تصانیف بھی ہیں لیکن یہ تالیس بہت زیادہ کرتا ہے اور مختلط بھی ہے۔

تو ناظرین گرامی! جب یہ مدلس بھی ہے مختلط بھی اور یہ روایت اس نے عن سے ذکر کی ہے تو پھر یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے، پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 23-24 پر یہ اثر نقل کیا ہے۔

حدثنا موسى بن اسماعيل ثنا ابو هلال عن حميد بن هلال
قال كان اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا صلوا كان
ايديهم جبال آذانهم كانها المراوح.

حميد بن ہلال نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب
جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں تک ہوتے گویا کہ وہ سچکھے ہیں۔ اس کے
بعد امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو
بھی مشی نہیں کیا۔

لیکن اس اثر میں نہ رکوع کا ذکر ہے اور نہ ہی بعد رکوع کا اگہتہ کانوں
تک رفع یدین کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ اس اثر کی بنا پر سب صحابہ کرام کانوں تک
ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں ہے اور بخاری میں کندھوں
تک کا ذکر ہے اور اس رسالہ میں کانوں تک وہ بھی تمام صحابہ سے گویا کہ بخاری
کی روایت پر جو کندھوں والی ہے کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں تھا۔

پھر اس کی سند میں ایک راوی ہے ابو ہلال۔ محمد بن سلیم، ابو ہلال الراہی
البصری اس کے متعلق تہذیب میں ہے کہ عمر بن علی نے کہا کہ یحییٰ اس سے
حدیث بیان نہ کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس
کو ضعفاء میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وہ
مضطرب الحدیث۔ اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ
اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔ ملخصاً (تہذیب التہذیب 5 ص 1278-128)
ابن حبان نے کتاب الحجر و حین میں کہا ہے کہ:

كان يحيى القطان لا يحدث عنه وكان ابو هلال شيخا

صدوقا الا انه كان يخطئ كثيرا من غير عمد حتى صار يرفع
المراسيل ولا يعلم واكثر ما كان يحدث من حفظه فوق المناكير في
حديثه من سئو حفظه. (كتاب الحج وحين 2 ص 295)

یچی قطان اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ ابو ہلال شیخ صدوق
ہے مگر یہ غیر ارادی طور پر کثیر الخطا ہے حتی کہ مرسل کو مرفوع کر دیتا اور یہ نہ جانتا تھا
اور اکثر حدیثیں اس نے اپنے حفظ سے بیان کیں جس کی وجہ سے اس کی حدیث
میں منکر روایات داخل ہو گئیں۔ اس کے گندے حافظے کی وجہ سے۔

اس تفصیلی گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ اثر صحیح نہیں ہے بلکہ انتہائی کمزور ہے۔
پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین ص 24 پر حضرت وائل بن
حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی۔ جس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔
حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تفصیلی جواب ابو داؤد کی احادیث میں گزر
چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 25 پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین والی بیان فرمائی۔ کہ جناب عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں پھر جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ
کر دکھائی تو رفع یدین صرف پہلی مرتبہ کیا پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ اس
روایت کی سند پر تو امام بخاری علیہ الرحمہ کوئی اعتراض نہیں کر سکے کیونکہ کوئی
معقول اعتراض ہے ہی نہیں لیکن اتنا ضرور فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے
یچی بن آدم سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں نظر کی
ہے اس میں جو عاصم بن کلیب سے حدیث ہے اس میں لم يعد کے الفاظ نہیں

ہیں یعنی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا کے الفاظ نہیں ہے۔

تو جناب ہم کب کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن ادریس کی کتاب میں یہ الفاظ ہیں اگر عبد اللہ بن ادریس نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے تو پھر کیا ہوا کیا ان کے نقل نہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی اور شاگرد نے بھی نقل نہیں کیے۔ یا عبد اللہ بن ادریس کے بغیر اگر کوئی نقل کرے گا تو وہ معتبر نہیں ہوگا جب ان میں سے کچھ بھی نہیں تو پھر اس پر اعتراض ہی کیا ہے۔ جناب عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کو امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں جو کہ ثقہ مثبت جن کی جلالت شان پر سب کا اتفاق ہے بلکہ سفیان ثوری عبد اللہ بن ادریس سے زیادہ مثبت ہیں تو پھر ترجیح حضرت سفیان ثوری کی حدیث کو ہونی چاہیے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن ادریس نے جو عاصم بن کلیب سے حدیث روایت کی ہے وہ حدیث اور ہے اور یہ ترک رفع یدین کی حدیث اور ہے جو عبد اللہ بن ادریس کی حدیث ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ علمنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلوٰۃ کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سکھائی جبکہ حضرت سفیان نے جو عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ جناب عبد اللہ بن ادریس کی حدیث میں تطبیق کا ذکر ہے جبکہ حضرت سفیان کی حدیث میں تطبیق کا ذکر نہیں۔

جناب عبد اللہ بن ادریس کی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی ہے جبکہ جناب سفیان کی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی نہیں ہے، تو جب فرق ظاہر ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں اور الگ الگ ہیں نہ کہ ایک۔ جب یہ حدیثیں ہی دو مختلف ہیں تو پھر یہ اعتراض ہی کیسا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 28 پر حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین بیان کی پھر اس پر اعتراض کیا کہ

یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ثم لم يعد کا جملہ روایت ہی نہیں کرتے۔
 یزید بن ابی زیاد کے قدیم السماع شاگردوں میں حضرت امام بخاری
 علیہ الرحمہ نے حضرت سفیان ثوری، امام شعبہ، جناب زہیر کو شمار کیا ہے، جز رفع
 یدین ص 30 امام بخاری کے فرمان کے مطابق جب سفیان ثوری یزید بن ابی زیاد
 سے قدیم السماع ہیں تو جناب سفیان ثوری کا یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود یا اس
 کے ہم معنی الفاظ روایت کرنا ثابت ہیں بالاحتظار فرمائیں۔

امام کبیر امام اجل حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ یہ
 حدیث روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال ثنا مومل قال ثنا سفیان قال ثنا یزید بن
 ابی زیاد عن ابن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال ، کان النبی صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیه حتی یکون
 ابهاما قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 162 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر افتتاح کہتے تو رفع یدیں کرتے کانوں کی لو کے قریب
 تک پھر دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے۔ اس سند میں سفیان نے یزید بن ابی
 زیاد سے بسند مرفوع ثم لا یعود کا جملہ روایت کیا ہے اور امام بخاری علیہ الرحمہ یہ
 مانتے ہیں کہ سفیان، یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہے۔ جب سفیان ثوری
 علیہ الرحمہ یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع بھی ہیں اور ثم لا یعود کا جملہ بھی
 روایت کرتے ہیں تو پھر یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پس واضح
 ہو گیا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اعتراض اس روایت پر درست نہیں۔ اس

کی سند میں پہلا راوی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ ہے جو کہ امام طحاوی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث ہیں اور صحیح ابن خزمیہ اور مسند ابو عوانہ کے راوی ہیں اور یہ مصر کے قاضی تھے اور ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں جیسا کہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی علیہ الرحمہ نے تاج التراجم کے ص 19-20 پر فرمایا ہے۔

غیر مقلدین کے مہر و علامہ عبدالحی صاحب لکھنوی اپنی کتاب فوائد البھیہ ص 55 پر اس طرح فرماتے ہیں۔ وکان اقلہ اهل زمانہ فی المذہب۔ یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ فقیہ تھے مذہب میں۔ بعد چند سطور امام سیوطی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور ابن خزمیہ نے روایت کی ہے پھر فرماتے ہیں۔ وکفہ اخبار فی العدل والفقہ والنزاهة والورع۔ بعد چند سطور سروجی کی شرح ہدایہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کے خوف سے بہت زیادہ رونے والے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے اور ان کی قبر بڑی مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ ملخصاً (فوائد البھیہ ص 55)

واضح ہو گیا کہ ابوبکرہ بکار بن قتیبہ ثقہ راوی ہے۔

دوسرا راوی مول بن اسماعیل ہے یہ اگرچہ مختلف فیہ ہے امام ذہبی کہتے ہیں کہ حافظ عالم ہے غلطی بھی کرتا ہے، ابن معین نے اس کو ثقہ کہا اور ابو حاتم نے کہا ہے سچا سنت میں سخت ہے۔ لیکن کثیر الخطا ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے، ابو زرہ نے کہا اس کی حدیث میں خطا کثیر ہے اور ابو داؤد نے اس کا ذکر کیا تو اس کو بڑا جانا اور اس کی شان کو بلند کیا۔ (میزان الاعتدال 4 ص 228)

تو اگرچہ یہ راوی متکلم فیہ ہے لیکن ہے سچا جھوٹ نہیں بولتا اور ابن معین

نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تو یہ اس کی روایت قبول ہے کیونکہ اس کے کئی متابعات اور شواہد ہیں تو اپنے متابعات اور شواہد سے مل کر یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔
اس سے اگلے راوی امام سفیان ثوری ہیں جو کہ بالاتفاق ثقہ مثبت امام جلیل ہیں اور ان کی حدیث حجت ہے۔

تو جب واضح ہو گیا کہ امام سفیان ثوری یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہیں اور وہ یزید بن ابی زیاد سے ثم لایعود یا اس سے ہم معنی جملہ روایت کرتے ہیں تو پھر اس کی تصحیح میں کیا شک ہو سکتا ہے پس واضح ہو گیا کہ جو رفع یدین میں اس حدیث پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے پھر جو رفع یدین کے ص 31 پر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی جو کہ عند الاحناف نسخ رفع یدین پر دلیل ہے دیکھئے۔ مرقات ملا علی قاری 2 ص 275 البنا یہ از امام عینی 2 ص 296 نصب الراہیہ از امام زیلعی ص

پھر اس پر اعتراض کیا کہ یہ حدیث عند الاسلام ہاتھ اٹھانے پر محمول ہے نہ کہ رکوع کے وقت رفع یدین پر مگر جو کچھ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے یہ ان کا اپنا خیال ہے جو کہ حقیقت کو بدل نہیں سکتا۔ یہ ایک حدیث نہیں بلکہ دو الگ الگ حدیثیں ہیں۔ عند السلام اشارے کی حدیث الگ ہے اور نماز میں رفع یدین کی حدیث الگ ہے۔ اس کا مفصل جواب اسی کتاب کے حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

وہیں پر اس کے تمام اعتراضات کے جوابات مذکور ہیں۔

پھر جز' رفع یدین کے ص 33 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر روایت کیا۔ جس کا جواب کئی مرتبہ ہو چکا ہے تاہم اس سند کے بارے میں کچھ تفصیل حاضر ہے کہ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمود انا عبد الرزاق انا ابن جریج قال اخبرني نافع.
اس سند کا پہلا راوی محمود ہے کہ محمود بن اسحاق الخزاعی ہے اس رسالہ کا روایت کرنے والا اور یہ مجہول ہے، محمود لہتا ہے کہ ہمیں خبر دی عبد الرزاق نے، عبد الرزاق جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے دادا استاد ہیں ان سے محمود کی ملاقات ثابت کی جائے۔

پھر اس کی سند میں ابن جریج ہے جو متکلم فیہ ہے جس نے نوے یا ستر عورتوں سے متع کیا تھا۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 503 تذکرۃ الحفاظ 1 ص 128)

پھر یہ کہ موقوف حدیث غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں جیسا کہ تفصیلاً گزر چکا ہے۔

الحاصل: یہ ہے کہ یہ اثر بھی ناقابل احتجاج ہے۔

اثر حسن بصری و محمد بن سیرین:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز' رفع یدین کے ص 33 پر ایک اثر حضرت حسن بصری اور امام محمد بن سیرین کا نقل کیا ہے۔ جس کی سند اس طرح ہے۔ حدثنا محمد بن مقاتل ثنا عبد الله انباء هشام عن الحسن و ابن سيرين انهما كانا يقولان اذا كبر احدكم للصلوة فليرفع يديه حين يكبر وحين يرفع راسه من الركوع و كان ابن سيرين يقول هو من تمام

الصلوة۔ (جو رفع یدین ص 33-34)

ترجمہ: حسن بصری اور ابن سیرین دونوں فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی تکبیر کہے نماز کے لیے تو اسے رفع یدین کرنا چاہیے۔ (پھر) جب تکبیر کہے اور جب رکوع سے سر اٹھائے اور ابن سیرین یہ فرماتے تھے کہ یہ (یعنی رفع یدین) نماز کی تمامیت سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ:

یہ اثر بھی غیر مقلدین کو مفید نہیں کیونکہ یہ اثر مقطوع ہے یعنی تابعی کا قول و فعل ہے۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو صحابی کا قول و فعل حجت نہیں بلکہ مرسل حدیث بھی حجت نہیں۔ اگرچہ مرسل حدیث حضرت امام مالک احمد بن حنبل حضرت امام ابوحنیفہ اور تائید شدہ مرسل امام شافعی کے نزدیک حجت ہے تو جن کے نزدیک مرسل حجت نہیں اور موقوف آثار حجت نہیں ان پر تعجب ہے وہ تابعی کا قول و فعل کیسے پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔

کیا ہمیں بھی تابعین کرام کے اقوال و افعال پیش کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اگر ہمارے لئے جائز نہیں تو تمہارے لئے کیونکر جائز ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں اور ان کے نزدیک ترک رفع یدین سنت ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین سے منع کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص 236 کتاب الآثار ص 174)

پھر حضرت حسن بصری اور ابن سیرین کے اثر کی سند میں بھی کلام ہے۔

اس میں حسن بصری اور ابن سیرین سے راوی ہشام ہے۔ یہ ہشام بن حسان ازوی ہے اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب میں اس کی ثقات بھی بیان کی ہے تاہم۔ ابن علیہ کہتے ہیں کہ ہم ہشام بن حسان کو حسن کی روایت

میں کوئی شئی شمار نہیں کرتے تھے۔ (یہ بھی اس نے حسن سے روایت کی ہے) (امام) یحییٰ اس کی حدیث کو ضعیف کہتے تھے جو عطا سے روایت ہے۔

جریر بن حازم نے کہا کہ میں حضرت حسن کے پاس سات سال تک رکا ہوں میں نے کبھی اس کو حسن کے پاس نہیں دیکھا۔

عمرو بن عبید نے کہا کہ میں نے ہشام کو کبھی بھی حسن کے پاس نہیں دیکھا۔ معاذ بن معاذ نے کہا کہ شعبہ اس کی روایت سے بچتے تھے جس کو عطاء یا حسن سے اس نے روایت کیا ہو۔

(کتاب الضعفاء کبیر عقیلی 4 ص 336 تا 337) ملخصاً

تو جب یہ اثر ہی صحیح ثابت نہ ہو تو پھر یہ کہنا بھی صحیح نہ ہوگا کہ رفع یدین نماز کی تمامیت میں سے ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز' رفع یدین کے ص 34 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جواب بخاری شریف کی روایات میں مفصل مذکور ہو چکا ہے۔ پھر ص مذکورہ پر ہی امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کا رفع یدین کرنا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے تھے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس اثر کی سند ذکر نہیں فرمائی کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے ملاقات ہی ثابت نہیں اگر اس کی سند ذکر ہوتی تو اس کے لئے کچھ عرض کیا جاتا۔ بے سند باتوں کا کیا اعتبار ہے۔

پھر اس میں نہ رکوع کا ذکر نہ رکوع کے بعد کا ذکر نہ تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا کہ یہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے تھے لیکن آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے زمانے کے اس بڑے امام نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترکِ رفع یدین کی بھی بیان کی ہے۔ دیکھئے نسائی شریف 1 ص 117۔

تو پھر اس اپنے زمانے کے بڑے امام کی اس روایت ترکِ رفع یدین کو ضعیف کہتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا امام ہے۔ جب یہ ترکِ رفع یدین کی روایت کرے تو اس اپنے زمانے کے بڑے امام کی حدیث کو کیوں ضعیف کہا جاتا ہے کیا یہ اس وقت اپنے زمانے کا امام نہ رہا یا پہلے ثقہ تھا پھر بعد میں قابلِ احتجاج نہ رہا۔ معاذ اللہ۔

پھر اس اپنے زمانے کے بڑے امام نے امام شعبی علیہ الرحمہ سے بھی ترکِ رفع یدین روایت کیا ہے۔ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی ہے۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابن مبارک عن اشعث عن الشعبي انه كان يرفع يديه في اول التكبير ثم لا يرفعهما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

ترجمہ: (امام) شعبی علیہ الرحمہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی سند میں پہلا راوی یہ اپنے زمانے کا بڑا امام عبداللہ بن مبارک ہی ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی اشعث بن سوار ہے۔ وہ اگرچہ مختلف فیہ ہے تاہم سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اشعث، مجالد سے زیادہ مثبت ہے۔

الدوری نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ اشعث بن سوار مجھے اسماعیل بن مسلم سے زیادہ محبوب ہے اور اس نے شعبی سے سماع کیا ہے۔ ابن الدورق نے ابن معین سے اس کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث کو امام مسلم نے متابعات میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے ثقات میں اسے صدوق کہا ہے۔ امام بزار کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کی حدیث کو کسی نے ترک کیا ہو سوائے اس شخص کے جو کہ قلیل المعرفت ہے۔ ملخصاً

(تہذیب التہذیب 1 ص 223 تا 224)

امام شعبی سے ترک رفع یدین جناب عبدالملک بھی بیان کرتے ہیں
دیکھئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

تو جب ابن مبارک علیہ الرحمہ ترک رفع یدین بھی بیان کرتے ہیں تو پھر آپ کی اس بات کو بھی تسلیم کرنا چاہیے پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 35 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر نیک آدمی ہیں۔

بے شک آپ جلیل القدر صحابی ہیں ہمارا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ہی یہی عقیدہ ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکور پر حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طعن کرنے والے کو کہا (من لا یعلم) وہ جو نہیں جانتا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ طعن کس پر کیا ہے اور اس کی زد میں کون کون آتا ہے اس کی تفصیل حاضر ہے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے

فرمایا۔

ولا انا اذهب الی حدیثِ وائل بن حجر لانه مختلف فی الفاظہ

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 224)

ترجمہ: کہ میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں کرتا۔

امام ابن عبدالبر کی نظر میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ کی دیکھئے التہمید 9 ص 227 پر آپ نے بھی

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا

جانا ہے۔

امام ابراہیم نخعی تابعی کی نظر میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جب آپ کے سامنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث

رفع یدین پیش کی گئی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے مسترد کر دیا بلکہ غضب ناک

بھی ہو گئے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو مسترد کر دیا اور

سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین کے منع کر دیا۔ دیکھئے تفصیل کے لئے۔

موطا امام محمد ص 90 دارقطنی 1 ص 394 مسند امام اعظم ص 47 شرح

معانی الآثار 1 ص 162-163 وغیرہ۔

بس ثابت ہو گیا کہ امام کا یہ اعتراض ڈائریکٹ حضرت امام احمد بن حنبل

علیہ الرحمہ اور امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ اور ثقہ تابعی بخاری شریف کے راوی امام

ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ پر ہے جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ تعجب ہے کہ حضرت

امام بخاری علیہ الرحمہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ پر اعتراض بھی کرتے ہیں (ان کو بے علم کہتے ہیں) اور پھر بخاری شریف میں ان سے نہ صرف یہ کہ روایات بیان کرتے ہیں بلکہ کئی جگہ پر ان کے قول سے استناد کرتے ہیں۔ دیکھئے بخاری شریف 1 ص 37-84-170-180 وغیرہ پر امام نے ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کے اقوال پیش کئے ہیں۔

تو پھر رفع یدین کے بارے میں بھی امام کو ان کے قول کا انکار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 37 پر ایک بے سند واقعہ ذکر کیا ہے، جناب ابن مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں (حضرت) نعمان بن ثابت (علیہ الرحمہ) کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا اور میں نے رفع یدین کیا۔ تو حضرت (امام اعظم) نے فرمایا کہ میں نے خوف کیا کہ کہیں تو اڑ نہ جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب میں پہلی مرتبہ نہیں اڑا تو پھر دوسری مرتبہ کیونکر اڑوں گا امام وکیع نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ابن مبارک پر وہ کتنے حاضر جواب تھے کہ آپ نے (امام) کو لا جواب کر دیا۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سارا واقعہ ہی بے سند ہے جز رفع یدین میں اس کی سند نہیں ہے، بے سند باتوں کا کیا اعتبار، البتہ سنن کبریٰ میں اس کی سند ہے لیکن اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی نے جو ہر نقی میں فرمایا ہے، تو ایسے مجہول راویوں اور بے سند روایات کو پیش کرنا کتنے تعجب کی بات ہے اور کہاں کا انصاف ہے۔

پھر حضرت امام بخاری نے جز رفع یدین کے ص 37 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر بیان کیا ہے۔ اس کا جواب بھی ہو چکا ہے تاہم اس کے متعلق

حدثنا ابو النعمان ثنا عبدالواحد بن زياد ثنا محارب بن دثار
قال راثيت عبدالله بن عمر اذا افتتح الصلوة كبر ورفع يديه واذا اراد
ان يركع رفع يديه واذا رفع راسه من الركوع-

(جو رفع يدين ص 37-38)

ترجمہ: محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
دیکھا جب نماز شروع کی رفع يدين کیا اور رکوع کا ارادہ کیا تو رفع يدين کیا جب
رکوع سے سر اٹھایا تو رفع يدين کیا۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کے اثر کے مخالف ہے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ
موقوف آثار خود غیر مقلدین حضرات کے نزدیک حجت نہیں۔ چوتھی بات کہ اس کی
سند بھی محفوظ نہیں بلکہ مجروح ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی سند میں عبدالواحد بن زياد ابو بشر العبدي ہے جو کہ ضعیف ہے۔
عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں
نے عبدالواحد بن زياد کو کبھی بھی حدیث طلب کرتے نہیں دیکھا نہ بصرہ میں نہ ہی
کوفہ میں۔

عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے یحییٰ سے عبدالواحد بن زياد کے
بارے میں سوال کیا تو کہا۔ یہ راوی کوئی شئی نہیں ہے۔ ملخصاً

(ضعفاء کبیر عقیلی 3 ص 55)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ صدوق یغرب۔ سچا ہے لیکن غریب روایت بیان

کرتا ہے۔ قال ابن معین لیس بششی۔ ابن معین نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔
 ابوداؤد طیالسی نے کہا اعمش جن احادیث کو مرسل بیان کرتے تھے یہ ان
 تمام کو موصول بیان کرتا تھا اور ابن القطان نے بھی اس کو کمزور قرار دیا۔
 (المغنی فی الضعفاء للذہبی 2 ص 19)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔

قال یحییٰ: لیس بششی۔ (امام) یحییٰ نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔
 ابوداؤد نے کہا اعمش جن کو مرسل روایت کرتا تھا یہ اس کو موصول بیان
 کرتا تھا۔ (کتاب الضعفاء والمترکین لابن الجوزی 2 ص 155)
 واضح ہو گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی محارب بن دثار بھی ہے یہ بھی متکلم فیہ ہے۔
 علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ کئی حضرات نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ لیکن ابن
 سعد نے کہا کہ محدثین اس سے حجت نہیں پکڑتے۔ یہ محارب بن دثار حضرت عثمان
 رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی گواہی نہیں دیتا تھا۔

(ملخصاً میزان الاعتدال 3 ص 441)

اب آپ خود غور کریں کیا ایسے شخص کی روایت حجت ہو سکتی
 ہے جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ ہو۔

پھر اس کی سند میں ابوالنعمان محمد بن فضل عارم ہے۔ آخر عمر میں اس کی
 عقل زائل ہو گئی تھی۔ حافظہ بگڑ گیا تھا یہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔ دیکھئے
 تہذیب التہذیب 5 ص 257 تا 258۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر امام نے جز رفع یدین کے ص 36 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل فرمایا۔

لیکن اس کی سند میں عباس بن ولید تھا جو کہ ضعیف ہے۔ جلال پور پیر والوں نے عباس کو عیاش بن ولید سے بدل دیا اور یوں اس تحریف کا ثبوت دیا۔ تحریف بھی کر دی اور مطلب بھی پورا نہ ہوا۔ وہ اس طرح کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں ہے۔ نہ تیسری رکعت کی رفع یدین اور نہ ہی سجدوں کی نفی۔ پھر اس کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے اس کا تنصیلی جواب بخاری کی احادیث کے جواب میں مذکور ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نے جز رفع یدین کے ص 38 پر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور موقوف اثر پیش کیا ہے جس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا ابراهیم بن المنذر ثنا معمر ثنا ابراهیم بن طهمان عن ابی الزبیر قال رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

لیکن یہ اثر بھی سنداً ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی۔ ابراہیم بن منذر ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ اس کی بعض نے توثیق بھی کی ہے تاہم امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی مذمت کرتے تھے۔ زکریا ساجی کہتے ہیں کہ اسے پاس منکر روایات ہیں۔

(ملخصاً: تہذیب التہذیب 1 ص 108-109 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ اس نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو سلام کیا لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ زکریا ساجی نے کہا کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ (میزان الاعتدال 1 ص 67)

اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طهمان ہے یہ بھی ضعیف ہے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ ثقہ مشہور ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔ جوزجانی نے کہا فاضل ہے ارجاء کے ساتھ متہم کیا گیا ہے۔ المغنی فی الضعفاء 1 ص 32۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔ آدمی نیک ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا ہے کہ یہ ضعیف اور مضطرب الحدیث ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتر وکین 1 ص 36)

واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی سنداً صحیح نہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 38 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل کیا ہے۔

حدثنا عبدالله بن صالح ثنا الليث حدثني نافع ابن عبدالله
رضي الله تعالى عنه كان اذا استقبل الصلوة يرفع يديه واذا ركع واذا
راسه من الركوع واذا قام من السجدين كبر ورفع يديه.

(جزء رفع يدين ص 38 مطبوعه جلال پور پیروالہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ اثر خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں دو سجدوں سے کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین ہے جس کے وہابی خود منکر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے جو کہ سخت ضعیف ہے۔

امام احمد نے فرمایا۔ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔

قال يحيى والنسائي ضعيف - يحيى اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔

قال ابن حبان اختلط في آخر عمره - ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں مختلط ہو گیا تھا۔

قال مومل بن الفضل سالت عيسى بن يونس عن ليث فقل قدرأيته و كان قد اختلط۔

مومل نے کہا میں نے لیث کے متعلق عیسیٰ بن یونس سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے وہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔
(میزان الاعتدال 3 ص 421)

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی سنداً صحیح نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 38 پر ایک مرفوع حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب بخاری شریف کی احادیث میں ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام نے ص 39 پر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جواب گذشتہ اوراق میں۔

صفحہ مذکورہ پر امام نے پھر حضرت مالک بن حورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی۔ اس کا جواب بھی بخاری شریف کی روایات کے جواب میں گزر چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام نے بھر صفحہ مذکور پر ہی ایک منقطع اثر نقل کیا ہے۔ ابو قلابہ رفع یدین کرتے تھے اور اس کو حضرت مالک بن حورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے تھے۔

اس میں انقطاع ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک بھی حجت نہیں۔ اس میں محمود بن اسحاق جو کہ مجھول ہے وہ کہتا ہے کہ ابن علیہ نے کہا۔ محمود کا ابن علیہ سے سماع ثابت کیا جائے۔ پھر اس میں ابو قلابہ خود متکلم فیہ ہے۔ یہ مدلس ہے

اور یہ روایت عن سے ہے جو کہ حجت نہیں ہے۔ اس کا مفصل جواب بخاری کی روایات میں بھی گزر چکا ہے۔ وہیں پر تفصیلاً ملاحظہ کریں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 40 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے۔

اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا عبداللہ بن محمد انا ابو عامر ثنا ابراہیم بن طہمان عن ابی الزبیر عن طاؤس ان ابن عباس کان اذا قام الى الصلوۃ رفع یدیه حتی یحاذی اذنیہ واذا رفع راسہ من الركوع واستوی قائما فعل مثل ذلك.
(جز رفع یدین ص 40 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: جناب طاؤس روایت کرتے ہیں کہ بے شک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کھڑے ہوتے نماز کے لئے تو رفع یدین کرتے کانوں تک اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو اسی طرح کرتے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر سنداً مجروح ہونے کے ساتھ غیر مقلدین وہابیہ کے مخالف بھی ہے کیونکہ اس میں کانوں تک رفع یدین کرنے کا بیان ہے جبکہ غیر مقلدین حضرات صرف کندھوں تک، دوسری بات یہ ہے کہ اس میں صرف دو جگہ رفع یدین ہے ابتداء کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔ نہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہ ہی تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر نہ ہی۔ سب دوں کی رفع یدین کی نفی۔ تو غیر مقلدین وہابیہ کو اس اثر سے کیا فائدہ۔ پھر اس کی سند بھی مجروح ہے اس میں ابراہیم بن طہمان راوی ضعیف ہے۔ محدث محمد

بن عبد اللہ بن عمار نے اس کو ضعیف مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

(المغنی فی الضعفاء للذہبی 1 ص 32)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن عمار نے اس کو ضعیف اور

مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔ (کتاب الضعفاء للذہبی 1 ص 32)

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اثر ص 40 پر نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک ابتدا کے وقت اور رکوع کے وقت۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عافية انا اسماعيل حدثني صالح

بن كيسان عن الاعرج عن ابي هريرة روى الله تعالى عنه

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب ابو داؤد کی احادیث میں گذر

چکا ہے تاہم کچھ اس سند کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے۔

اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ

نے تہذیب میں اس پر جرح و تعدیل کے اقوال نقل کیے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اسماعیل بن عیاش جب اہل شام میں سے کسی سے روایت کرے تو یہ ثقہ ہے۔ اور

جب اہل مدینہ یا کسی اور شہر والے سے روایت کرنے تو اس کی حدیث حجت

نہیں ہوتی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تہذیب تہذیب 1 ص 204 تا 206

مطبوعہ بیروت لبنان۔

زیر بحث روایت میں اس نے صالح بن کيسان سے روایت کی ہے اور

وہ اہل مدینہ سے ہیں اور اہل مدینہ سے یہ جب روایت کرے تو حجت نہیں ہوتا

پس واضح ہو گیا کہ یہ روایت حجت نہیں ہے۔ نہ اس سے استدلال درست ہے۔

پھر اس میں صرف دو جگہ کا رفع یدین مذکور ہے۔ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اگر کوئی شخص صرف دو جگہ ہی رفع یدین کرے تو کیا غیر مقلدین کے نزدیک اس کی نماز سنت نبوی کے مطابق ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوگی تو پھر اس روایت کا پیش کرنا ہی بے سود اگر سنت کے مطابق ہوگی تو پھر ان روایات کا کیا مطلب ہوگا جن میں اس سے زیادہ مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ الغرض یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس روایت سے متصل اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی موقوف روایت کی ہے۔ اس کی سند میں بھی یہی اسماعیل بن عیاش ہے اور اس کا جواب گذشتہ اوراق میں گزر بھی چکا ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 42 پر ایک تابعی حضرت نعمان بن ابی عیاش علیہ الرحمہ کا قول درج فرمایا ہے کہ ہر شئی کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت رفع یدین ہے ابتداء نماز کے وقت، رکوع کے وقت، رکوع کے بعد۔ لیکن اس روایت سے بھی غیر مقلدین کو کیا فائدہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قول و فعل کو حجت نہیں مانتے وہ کس منہ سے تابعی کا قول پیش کرتے ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے ہاں حجت نہیں وہ ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں یہ سوائے دھوکہ دہی اور دجل و فریب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو کیا ہمیں بھی تابعین کرام کے اقوال و افعال پیش کرنے کی اجازت ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر تمہارے لئے یہ کیونکر جائز ہوگا۔

پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر قاسم بن خمیرہ کا قول نقل کیا ہے، جس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں۔ البتہ تکبیر اور جھکنے کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے جو سجدوں کو بھی شامل ہے جس کے غیر مقلدین خود بھی منکر ہیں۔ پھر یہ

قاسم بن مخیرہ بھی تابعی ہیں اور تابعی کا قول و فعل غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں۔ تو پھر اس سے استدلال بھی درست نہیں۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ایک اثر بیان فرمایا ہے جس میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ ابتدا نماز کے وقت رکوع کے رقت اور بعد رکوع کے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل عن عبد الله ناشريك عن ليث عن
عطاء قال رايت جابر بن عبد الله و ابا سعيد الخدري و ابن عباس و ابن
الزبير يرفعون ايديهم حين يفتتحون الصلوة و اذا ركعوا و اذا رفعوا
رؤسهم من الركوع۔ (جز رفع یدین ص 42 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

اس اثر میں غیر مقلدین وہابیہ نے خیانت بھی کی ہے لیکن اثر مذکورہ پھر بھی صحیح نہ ہو سکا اس کو کہتے ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
اس کی سند اس طرح شروع ہوتی تھی۔ حدثنا مقاتل۔ غیر مقلدین
وہابیہ نے اس کو مقاتل کی بجائے محمد بن مقاتل بنا دیا کیونکہ مقاتل ضعیف متروک
الحدیث تھا اور محمد بن مقاتل ثقہ تھا۔ لیکن اس کی سند میں ایک راوی شریک ہے جو
کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ایک راوی لیث ہے وہ بھی سخت
ضعیف ہے۔ یہ لیث ابن ابی سلیم ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث
مضطرب ہے۔ امام یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر عمر
میں مختلط ہو گیا تھا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا یہ مختلط ہو گیا تھا۔

(میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

تو واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے جب یہ صحیح نہ ہو تو حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رفع یدین کرنا بھی ثابت نہ ہوا۔ پھر حضرت امام نے صفحہ مذکورہ پر ایک اور اثر نقل کیا جس میں تابعی سالم بن عبد اللہ اور قاسم بن محمد اور عطاء اور مکحول کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ ابتداء کے وقت اور عند الركوع اور بعد الركوع اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبد الله انا عكرمة بن عمار قال رايت
اس کی سند مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ یہ تابعین کا فعل ہے جو کہ خود
غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں ہے۔ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہے جو کہ
ضعیف ہے۔ قال ابو حاتم صدوق ربما يهم. قال احمد بن حنبل
ضعيف الحديث. (میزان الاعتدال 3 ص 90)

ابو حاتم نے کہا یہ ہے کہ تو سچا لیکن وہی ہے، امام احمد بن حنبل نے فرمایا
یہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابن معین نے اگرچہ اس کی توثیق کی ہے لیکن امام بخاری
علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لم یکن له کتاب فاضطرب حدیثہ۔ اس کی کتاب نہیں ہے اور اس
کی حدیث مضطرب ہے۔ المغنی فی الضعفاء للذہبی 2 ص 67 مطبوعہ بیروت
لبنان، علامہ ابن الجوزی نے کہا کہ:

قال یحیی بن سعید: احادیث ضعیف لیس بصحاح. قال
احمد، احادیثہ ضعیف. وقال یحیی بن معین هو ثقة ثبت: کتاب
الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2 ص 185.

یحییٰ بن سعید نے کہا اس کی حدیث ضعیف ہیں۔ امام احمد نے فرمایا اس
کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا یہ ثقہ ثبت ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے خود امام بخاری علیہ الرحمہ کی نظر میں اس کی حدیث مضطرب ہے۔ مضطرب حدیث عند الحمدین بالاتفاق ضعیف اور ناقابل احتجاج ہوتی ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 43 پر ایک اور مقطوع اثر نقل کیا۔ جس میں حضرت عطاء اور حضرت مجاہد اور حضرت نافع اور حضرت طاؤس کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔ وقال جریر عن لیث عن عطاء و مجاہد..... اس کی مکمل سند مذکور نہیں ہے بلکہ یہ سند جریر سے شروع ہے۔ قال جریر۔ کا فاعل کون ہے مذکور نہیں۔ پھر یہ تابعین کا فعل ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں۔ پھر اس کی سند میں لیث ہے جو کہ انتہائی ضعیف ہے۔ امام احمد نے فرمایا اس کی حدیث مضطرب ہے۔ امام یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر عمر میں خراب حافظہ کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ (میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

پھر امام نے اسی پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے جس کی سند اس طرح ہے حدثنا موسیٰ ابن اسماعیل ثنا عبدالواحد بن زیاد ثنا عاصم قال رایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا افتتح الصلوٰۃ کبر و رفع یدیہ و یرفع یدیہ کلما رکع و رفع راسہ من الرکوع۔

پھر امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر عن لیث عن ابن عمرو و سعید بن جبیر و طاؤس و اصحابہ۔ کے ساتھ اس کا رفع یدین کرنا بیان کیا۔ بلا سند۔ حجت نہیں ہے اور لیث ضعیف ہے اس پر جرح آپ پڑھ چکے ہیں۔

(جز رفع یدین ص 43 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب ابن ماجہ کی روایت میں گزر چکا ہے وہ تفصیلاً وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

تاہم کچھ عرض بھی کیا جاتا ہے۔ یہ روایت موقوف ہے اور موقوفات صحابہ۔ غیر مقلدین کے نزہت نیک حجت نہیں۔ پھر اس کی سند بھی صحیح نہیں اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زیاد ہے جو کہ ضعیف ہے۔

عثمان بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے اس راوی کے متعلق یحییٰ سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ کوئی شئی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال 2 ص 672)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے پھر ص 43 پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جواب بخاری شریف کی روایات میں گزر چکا ہے وہیں پر مفصلاً ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکورہ پر امام عبدالرحمن بن مہدی کا قول نقل کیا ہے۔ جو انہوں نے ربیع بن صبیح سے روایت کیا ہے کہ میں نے محمد (بن سیرین) اور حسن اور ابو نضرہ، قاسم بن محمد، عطاء، طاؤس، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع، ابن ابی شیحہ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔

(جز رفع یدین ص 43)

اس کا جواب یہ ہے کہ جب غیر مقلدین کے ہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول و فعل حجت نہیں تو تابعین کرام کے اقوال و افعال کیسے حجت ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اس کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کا مدار ربیع بن صبیح پر

ہے۔ یحییٰ القطان اس سے راضی نہ تھے۔ ابن المدینی نے کہا یہ ہمارے نزدیک نیک ہے لیکن قوی نہیں ہے۔ ابن معین اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا میں نے عفان سے سنا کہتے تھے کہ ربیع کی احادیث تمام کی تمام مقلوبہ ہیں۔
(میزان الاعتدال 2 ص 41-42)

علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ کان یحییٰ بن سعید لا یرضاه ولا یحدث عنہ یحییٰ بن سعید نہ تو اس سے راضی تھے اور نہ ہی اس سے حدیث بیان کرتے تھے۔

قال عفان احادیثہ کلہا مقلوبہ.

عفان نے کہا اس کی تمام احادیث مقلوبہ ہیں۔

وقال یحییٰ: ضعیف الحدیث.

یحییٰ نے کہا اس کی حدیث ضعیف ہے۔

نسائی اور یحییٰ نے کہا ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ حدیث اس کا کام ہی نہیں اور اس کی حدیث میں

مناکیر ہیں۔ (کتاب الضعفاء والاکثر وکین لابن جوزی 1 ص 281)

پس واضح ہو گیا کہ یہ سند بھی انتہائی مجروح بجرح شدید ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 44 پر حسن،

مجاہد، عطاء، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم کا رفع یدین کرنا بیان کیا ہے۔

لیکن یہ روایت بھی خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں

سجدے کی رفع یدین بھی ہے۔ مذکورہ بالا حضرات رکوع کی طرح سجدے کے

وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جس کے غیر مقلدین خود منکر ہیں اور اس کو خلاف

سنت سمجھتے ہیں۔ پھر اس روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ عبدالرحمن بن مہدی نے

کہا یہ سنت ہے، یعنی رکوع اور سجدے کی رفع یدین۔ عبدالرحمن بن مہدی، امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث ہیں وہ تو سجدے کی رفع یدین کو بھی سنت کہتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات اس کو خلاف سنت کہتے ہیں۔

تو جب یہ روایت خود غیر مقلدین کے اپنے ہی خلاف ہے تو ہمارے لئے یہ کیونکر حجت ہو سکتی ہے، پھر اس کی سند میں بھی وہی راوی۔ ربیع بن صبیح ہے جس پر صفحہ گذشتہ پر کلام ہو چکا ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین ص 45 پر ایک تعلقاً اور دو مرفوع سندوں کے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مفصل جواب ابو داؤد کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام نے ص 46 پر بطریق نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا ہے۔

اس اثر میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ ابتدا نماز کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ نہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر اور نہ ہی تیسری رکعت کی ابتداء کے وقت رفع یدین کا ذکر اور نہ ہی سجدوں کی نفی۔ تو اس اثر سے غیر مقلدوں کو کیا فائدہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر مفصل گفتگو مرفوعاً و موقوفاً بخاری کی روایات میں بیان ہو چکی ہے۔

پھر حضرت امام نے صفحہ مذکورہ پر ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث بیان کی ہے۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفصیلی گفتگو ابن ماجہ کی روایات میں بیان ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت طاؤس تابعی کا رفع یدین کرنا بیان کیا۔
تابعی کا قول و فعل عند الوہابیہ حجت نہیں تاہم اس کی سند میں حکم بن عتیبہ ہے جو کہ
مجھول ہے۔ (میزان الاعتدال 1 ص 577)

پھر امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر فرمایا کہ جس نے رفع یدین کو بدعت خیال
کیا اس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب اور سلف اور ان کے بعد
والوں پر اعتراض کیا۔ پھر اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ، اہل عراق، اہل شام، اہل
یمن اور خراسان کے علماء کے کچھ نام گئے کہ یہ سب حضرات رفع یدین کرتے تھے
اور کچھ اہل رائے رفع یدین نہیں کرتے تھے پھر ان کے کچھ نام گئے۔

امام بخاری ایہ الرحمہ نے رفع یدین کرنے والوں کی بھرتی بے سند ہی
کردی ہے۔ جن سندوں کی بنا پر مذکورہ شہروں کے مقیم حضرات کو رفع یدین کرنے
والوں میں شمار کیا گیا ہے، گذشتہ صفحات میں آپ ان سندوں کی حقیقت معلوم کر
چکے ہیں کتنی مجروح اور ضعیف سندیں ہیں۔

پھر امام اسی صفحہ پر خود ہی فرماتے ہیں کہ جناب وکیع اور سفیان ثوری اور
بعض اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت وکیع ثقہ ثبت جلیل القدر امام ہونے کے ساتھ
بخاری شریف کے راوی بھی ہیں اور آپ ترک رفع یدین کے قائل تھے۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری بھی جلیل القدر امام اور بخاری شریف
کے راوی آپ بھی ترک رفع یدین کے قائل تھے۔ جیسا کہ امام بخاری نے خود ہی
فرمایا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 47 پر فرمایا کہ کسی ایک صحابی
سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

امام کا یہ فرمانا بلا دلیل ہے اور حقیقت کے خلاف۔ صحیح سندوں کے

ساتھ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اس کتاب کا حصہ دوم۔ کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔

پھر حضرت امام نے ص 47 پر دو سندوں سے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کی۔ اس کا جواب بخاری کی روایات میں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام علیہ الرحمہ نے ص 48 پر دو سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث رفع یدین بیان کی۔

اور اسی صفحہ مذکورہ پر فرماتے ہیں کہ وکیع نے یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کی ہے الغمیری سے وہ نافع سے ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ (جز رفع یدین ص 48)

لو جناب خود امام بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدے کی رفع یدین بھی بیان کر دی ہے جو کہ بخاری کی روایات کے خلاف اور خود غیر مقلدین وہابیہ کے مزاج و عمل کے بھی خلاف ہے۔ سجدوں کے وقت رفع یدین صحیح روایات کے ساتھ ثابت ہے جس کے غیر مقلدین وہابیہ منکر ہیں۔ سجدوں کے وقت رفع یدین کے متعلق اسی کتاب میں بخاری کی روایات کے جوابات میں مفصل گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض یہ روایت خود غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ سجدے کے وقت رفع یدین کے منکر ہیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ترکِ رفعِ یدین کی ایک حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض اور روایت بمعہ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وقال وكيع عن ابن ابي ليلى عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما وعن ابن ابي ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لا يرفع الايدي الا في سبعة مواطن في افتتاح الصلوة واستقبال القبلة وعلى الصفا والمروة وبعرفات وجمع وفي المقامين وعند الجمرتين.

(جزء رفع یدین ص 49)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ پر، نماز شروع کرتے وقت، اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا اور مروہ پہاڑی اور عرفات میں مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

امام بخاری علیہ الرحمہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد اس پر ایک اعتراض تو یہ کرتے ہیں کہ: قال شعبة ان الحكم لم يسمع من مقسم الا اربعة احاديث وليس فيها هذا الحديث۔ (جزء رفع یدین ص 52)

شعبہ نے کہا کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ پھر امام فرماتے ہیں کہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محفوظ نہیں ہے اس لئے کہ اصحاب نافع نے نافع کی مخالفت کی ہے۔

اور حکم کی حدیث مقسم سے مرسل ہے۔ ضرور روایت کی طاؤس اور ابو حمزہ نے اور عطاء نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا، رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔

ناظرین گرامی! اس حدیث پر یہ اعتراض ہیں امام بخاری علیہ الرحمہ کے، بقیہ اس کی تفصیل کے بعد عرض کئے جائیں گے۔

پہلے اعتراض کا جواب کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اس پر حضرت امام نے کوئی مضبوط دلیل قائم نہیں فرمائی کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں۔ خالی دعویٰ سے مدعا ثابت نہیں ہوتا دیکھئے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید امام الحمد ثین، حضرت ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علی بن مدینی نے فرمایا کہ کہا یحییٰ بن سعید نے کہ شعبہ نے فرمایا کہ حکم نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں۔

(ترمذی شریف 1 ص 118 مطبوعہ سعید ایچ ایم)

لو جناب امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو شعبہ سے چار احادیث کے بارے روایت کی ہے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے علی بن مدینی کے واسطے سے وہ یحییٰ بن سعید سے اور وہ شعبہ سے پانچ احادیث روایت کرتے ہیں کہ حکم نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں۔ جب چار کا مفروضہ ہی ختم ہو گیا اور اس میں اختلاف واقع ہو گیا تو اس کی بنیاد بھی ختم ہو گئی جو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے قائم فرمائی تھی۔

پانچ احادیث کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب 1 ص 579 مطبوعہ بیروت لبنان۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے۔ غیر مقلدین کا علامہ محدث مفسر نواب صدیق

حسن خاں نزل الابرار ص 44 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی سند کو جید فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مرفوع حدیث جو سند جید کے ساتھ ہے۔ ان کے فتویٰ کے مطابق بھی ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 پر۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن و اذا قام الی الصلوٰۃ و اذا رای البیت و علی الصفا و المروۃ و فی عرفات و فی جمع و عند الجمار۔
ترجمہ: بیان کیا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے عطاء سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے۔ نماز کے شروع کرتے وقت، اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی پر اور مروہ پر اور وقوف عرفہ کے وقت، وقوف مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

اس سند کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں اور ثقہ مثبت ہیں۔ جب اس موقوف اثر کی جس کی سند ثقہ ہے ابن عباس کی مرفوع حدیث کو تائید حاصل ہے تو پھر اس کا شاہد بھی موجود ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کا شاہد ہے۔ تو جب حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرفوع شاہد اور ایک موقوف اثر سے تائید حاصل ہے تو پھر اس کے صحیح ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو ان دونوں حدیثوں کو عن ابن عباس، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیقاً بیان کیا ہے۔ اب یہ

دونوں حدیثیں بمعہ تفصیل اسناد پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔
امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں مرفوعاً۔

حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثنا محمد بن عمران ابن ابی لیلی حدثنی ابی ثنا ابن ابی لیلی عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین یفتح الصلوٰة و حین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت و حین یقوم علی الصفا و حین یقوم علی المروة و حین یقف مع الناس عشیة عرفة و بجمع و المقامین حین یری الجمرة۔ (طبرانی کبیر 11 ص 304-305 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا پر مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔ اس سند کا پہلا راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ہے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں۔ کان کثیر الحدیث واسع الروایة ذا معرفة وفهم۔ یہ کثیر الحدیث، وسیع الروایات ہے اور صاحب معرف اور صاحب فہم ہے۔

ابوعلی صالح بن محمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہے۔ جب عبدان سے اس راوی کے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس کے بارے خیر ہی جانتے ہیں۔ تاریخ بغداد 3 ص 42-43 علامہ ذہبی میزان میں کہتے ہیں۔ الکوفی الحافظ..... و کان

بصیرا بالحديث والرجال، له توالیف مفیده، وثقه صالح جزرة، وقال ابن عدی لم ار له حدیثا منکرا وهو علی ما وصف لی عبدان، لابس به۔ (میزان الاعتدال 3 ص 642)

یہ حافظ ہے اور حدیث اور نقد رجال میں بصیرت رکھنے والا ہے اور اس کی کئی مفید تالیفات ہیں۔ صالح جزرہ نے اس کی توثیق کی ہے اور ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی وہ میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح عبدان نے اس کا وصف بیان کیا ہے۔ (یعنی ثقہ ہے) اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وکان عالما

بصیرا بالحديث والرجال له توالیف مفیده وثقه صالح جزرة وقال ابن عدی لم ار له حدیثا منکر وهو علی ما وصف لی عبدان لابس به۔

یہ عالم ہے حدیث اور رجال میں بصیرت رکھنے والا ہے اس کی مفید تصنیفات ہیں۔ صالح جزرہ نے اس کی توثیق کی ابن عدی نے کہا کہ میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی اور یہ میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح عبدان نے اس کا وصف بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ (دلیل پکڑنے میں) کوئی حرج نہیں۔ اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

عبدالمومن بن خلف نے کہا کہ صالح بن محمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے کہا یہ ثقہ ہے۔

مسلمہ بن قاسم نے کہا۔ اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں لوگوں نے اس سے لکھا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس راوی کو ترک کیا ہو۔

(ملخصاً لسان المیزان 5 ص 280-281)

باقی رہا عبداللہ بن خراش نے اس راوی کو کہا ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتا تھا تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عبداللہ بن خراش خود بے چارہ ضعیف ہے اس کی جرح کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ: دارقطنی نے عبداللہ بن خراش کو ضعیف کہا ہے اور ابو زرعہ نے کہا ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے ابو حاتم نے کہا ہے یہ ذاہب الحدیث ہے۔ امام بخاری نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے، ہشام بن یوسف نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ (میزان الاعتدال 2 ص 413-414)

تو جو خود متکلم فیہ ہے اس کی جرح کا کیا اعتبار ہے۔

باقی امام دارقطنی نے جو یہ کہا ہے کہ یقال انه اخذ کتاب نمیر فحدث به کہہ گیا ہے کہ اس نے نمیر کی کتاب پکڑی اور حدیث بیان کرنی شروع کر دی۔ اس کو دارقطنی نے صیغہ تملیض کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کہا گیا ہے۔ اس کا قائل کون ہے وہ کیسا تھا کچھ معلوم نہیں۔ یہ جرح بھی مردود ہے۔

برقانی نے جو یہ کہا ہے کہ ہم ہمیشہ یہی سنتے رہے کہ وہ اس کا ذکر کرتے رہے کہ اس میں قدح کی گئی ہے۔ وہ قدح کرنے والے کون تھے ان کے نام معلوم نہیں۔ لہذا مجھول بات کی بنا پر جرح کا کیا اعتبار ہے اور وہ جو مطین نے جرح کی ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو آئے کھا جاتا ہے۔ (یعنی ہر قسم کی روایات کرتا ہے) تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مطین سے اس محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کا مناظرہ ہوا تھا جس کی وجہ سے مطین اس سے تعصب رکھتا تھا تو جو جرح تعصب کی بنا پر ہو وہ سب کے نزدیک مردود ہوتی ہے۔ اس مناظرہ کا ذکر خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں کیا ہے۔ (3 ص 43-44)

اس تعصب کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان 5 ص 281

پر بھی کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ میں واقف ہوں اس تعصب پر جو مطین اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کے درمیان واقع ہے پس صحیح بات یہی ہے کہ ان دونوں کی بات ان میں سے کسی کے بارے میں بھی قبول نہ کی جائے۔

ابو نعیم نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن اسحاق کو دیکھا ہے وہ بھی ابن مطین کی مثل ہے اس معنی میں۔ وہ محمد بن عثمان پر طعن تو نہیں کرتا تھا مگر مطین کی ثنا کرتا تھا۔
(ملخصاً لسان المیزان 5 ص 281)

پس واضح ہو گیا کہ مطین کی جرح بھی اس پر مردود ہے۔
تو ناظرین گرامی! قدر اس تفصیلی گفتگو سے واضح ہو گیا کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہے اور اس پر جرح درست نہیں ہے۔

اس حدیث کا دوسرا راوی محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ کان من خیار الناس۔ کئی لوگوں سے بہتر ہے۔ ابو حاتم نے کہا سچا ہے، ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ مسلمہ بن قاسم نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے۔
(تہذیب التہذیب 5 ص 4، 2 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کا تیسرا راوی ہے عمران بن ابی یلیٰ۔ حافظ بن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات کہ ابن حبان نے آپ کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔
(تہذیب التہذیب 4 ص 4، 4 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کا چوتھا راوی ہے ابن ابی لیلیٰ۔ محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کے متعلق اگرچہ ائمہ ناقدین مختلف ہیں تاہم اس کی توثیق اور اس کا سچا ہونا بھی ثابت ہے۔ امام جرح و تعدیل علامہ ذہبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں اس پر جرح و تعدیل کرنے کے بعد فیصلہ اس طرح دیتے ہیں کہ اس کی حدیث درجہ حسن

میں ہے۔ تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ بیروت لبنان۔

طبرانی کبیر کا محشی حمیدی عبدالمجید سلفی جو کہ ناصر الدین البانی غیر مقلدین وہابی کا شاگرد ہے وہ حاشیہ میں امام نور الدین بیہقی کی مجمع الزوائد کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ امام بیہقی نے فرمایا۔ حدیثہ حسن ان شاء اللہ۔ مجمع الزوائد 3 ص 238 کہ محمد بن بابی لیلیٰ کی حدیث حسن ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب امام ذہبی جیسا ناقد اس کی حدیث کو حسن کہتا ہے تو پھر غیر مقلدین کی کون سنتا ہے۔ پھر ابن حجر عسقلانی کے استاذ الحدیث امام نور الدین بیہقی بھی اس کی حدیث کو حسن درجہ دیتے ہیں تو پھر انکار سوائے تعصب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ترمذی شریف میں کئی مقامات پر اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ترمذی شریف 1 ص 185 وغیرہ۔

اسی لئے تو غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالی کو بھی اس حدیث کی سند کو جید کہنا پڑا جیسا گذشتہ صفحات میں درج ہو چکا ہے۔

اس سند کا پانچواں راوی حکم بن عتیبہ ہے یہ بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔ عباس دوری کہتے ہیں یہ صاحب عبادت اور صاحب فضیلت ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کوفہ میں ابراہیم اور شععی کے بعد حکم اور حماد کی مثل نہیں ہے۔ ابن مہدی نے کہا حکم بن عتیبہ ثقہ مثبت ہے۔ ابن معین، ابو حاتم، نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ نسائی نے یہ بات زیادہ کہی ہے کہ یہ مثبت بھی ہے۔

عجلی نے کہا ابراہیم کے فقیہ شاگردوں سے ہے اور صاحب سنت و اتباع ہے ابن سعد نے کہا ثقہ ہے ثقہ ہے فقیہ ہے عالم ہے بلند شان اور کثیر الحدیث ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہا ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 1 ص 578-579 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب کے 1 ص 579 پر اس کو مدلس قرار دیا ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی روایت مذکورہ بالا میں بھی حکم نے مقسم سے عن کے ساتھ ہی روایت کی ہے لہذا یہ بھی حجت نہیں۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ حافظ الدین علامہ ابن حجر عسقلانی نے طبقات المدلسین میں مدلسین کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے طبقہ کی تدلیس بہت ہی کم ہے بالاتفاق قبول ہے۔ دوسرے طبقہ کی تدلیس کو بھی ائمہ نے قبول کیا ہے اور تیسرے طبقہ کے مدلسین جب تک سماع کی صراحت نہ کریں وہ قبول نہیں۔ حکم بن عتیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے دوسرے طبقہ کے مدلسین میں شمار کیا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے۔

دیکھئے طبقات المدلسین ص 30 مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور۔

لہذا اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ حکم کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

اس سند کا چھٹا راوی مقسم ہے۔

قال ابو حاتم صالح الحدیث لا باس به۔ ابو حاتم نے کہا اس کی

حدیث اچھی ہے کوئی حرج نہیں۔

قال ابن شاہین فی الثقات قال احمد بن صالح المصری ثقة

ثبت لاشک فیہ۔ ابن شاہین نے ثقات میں کہا کہ احمد بن صالح مصری نے کہا

یہ راوی ثقہ ثبت ہے۔ اس میں ذرہ بھی شک نہیں۔

قال العجلی مکی تابعی ثقة وقال یعقوب بن سفیان والدار

قطنی ثقة، عجلی نے کہا یہ تابعی ہے اور ثقہ ہے یعقوب بن سفیان اور دارقطنی نے

کہا یہ راوی ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 528-529 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کے ساتویں راوی صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بالاتفاق جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل، سچے اور دین کے پیشوا ہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کا ایک متابع طبرانی کبیر 11 ص 358 پر موجود ہے اس کی سند میں نہ حکم ہے نہ مقسم۔

امام طبرانی فرماتے ہیں۔

حدثنا احمد بن شعيب ابو عبد الرحمن النسائي انا عمرو بن يزيد ابو برير الجرمي ثنا سيف بن عبيد الله ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال. السجود على سبعة اعضاء اليمين، والقدمين والركبتين، والجبهة، ورفع الايدي، واذا اقيمت الصلوة.

بنی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ تو سات اعضاء پر کیا جائے گا، دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع یدین کیا جائے گا بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر اور مروہ پر اور عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت اور جب نماز شروع کی جائے گی۔ اگرچہ عطاء بن سائب پر تغیر حفظ کی وجہ سے کلام ہے وہ مضر نہیں کیونکہ یہ روایت بطور متابعت پیش کی ہے اور متابع کے لئے صحیح ہونا کوئی شرط نہیں کما تقرر فی الاصول۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا ایک شاہد بھی ہے، جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح معانی الآثار 1 ص 416 مطبوعہ مکتبہ حقانی ملتان۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

اعتراضات صحیح نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث قابل استناد ہے اور اس کی سند جید ہے۔ پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اعتراض اس حدیث پر درست نہیں ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس پر ایک اور اعتراض فرمایا جو کہ جز رفع یدین کے ص 52 پر مذکور ہے کہ اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو جائے تو پھر عیدین میں رفع یدین، نماز استسقاء میں رفع یدین، قنوت وتر میں رفع یدین کیوں کیا جاتا ہے، یہ اعتراض تقریباً صفحہ 52-57 تک کیا ہے تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ: حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ (۱) نماز (۲) حج شریف

اب بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں سوائے افتتاح نماز کے رفع یدین نہ کیا جائے اور حج میں ان مذکورہ مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔ جب نماز کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر فرمادیا تو نماز میں باقی مقامات کی رفع یدین ضرور منع ہوگی۔ جس کی زد میں رکوع اور بعد رکوع اور سجدوں کی رفع یدین ضرور آتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز اور حج کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہ کیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں میں یعنی نماز اور حج میں کہاں کہاں رفع یدین کیا جائے تو اس کی حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ سوائے شروع نماز کے رفع یدین نہ کیا جائے اور باقی چھ مقام حج میں ذکر فرمائے۔ لہذا امام علیہ الرحمہ کا یہ اعتراض بھی درست نہیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 57 پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا رکوع کے وقت۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بالتفصیل، ابن ماجہ کی روایات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا۔

اس کا جواب بھی بخاری شریف کی روایات میں گزر چکا ہے۔ پھر حضرت امام علیہ الرحمہ نے ص 58 پر اثر مجاہد ذکر فرما کر اس کا مخالف اثر بیان کیا وہ بھی بے سند۔

اثر مجاہد:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ والذی قال ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد قال ما رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یرفع یدیہ فی شئی من الصلوٰۃ الا فی التکبیرۃ الاولی۔

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بھی رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔

نوٹ:- اس کی سند ثقہ ہے اور یہ اثر صحیح السند ہے اس اثر کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا دوسرا حصہ۔
اثر مجاہد نقل کرنے کے بعد امام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مجاہد کی مخالفت کی گئی ہے۔

قال وکیع عن الربیع بن صبیح قال رأیت مجاہدا یرفع یدیہ وقال عبدالرحمن بن مہدی عن الربیع رایت مجاہدا یرفع یدیہ اذا رکع واذا رفع راسہ من الركوع وقال جریر عن لیث عن مجاہد انه کان یرفع یدیہ وهذا احفظ عند اهل العلم.

کہا وکیع نے ربیع بن صبیح سے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا آپ رفع یدین

کرتے تھے۔ کہا عبدالرحمن بن مہدی نے ربیع بن صبیح سے کہ میں نے دیکھا کہ مجاہد رفع یدین کرتے تھے۔

اور کہا جریر نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے کہ ہے بے شک آپ رفع یدین کرتے تھے اور یہ زیادہ محفوظ ہے اہل علم کے نزدیک۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ اثر یہاں پر تعلیقاً بیان کیا ہے، مکمل سند بیان نہیں فرمائی گذشتہ اوراق میں اس کو مکمل سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے وہیں پر اس کی تفصیل بھی درج کر دی ہے تاہم کچھ اور بھی عرض کیا جاتا ہے۔

وکیع اور عبدالرحمن بن مہدی کے اثر کا مدار۔ ربیع بن صبیح پر ہے اور وہ ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کان القطان لا یرضاه قال ابن المدینی ہو عندنا صالح ولیس بالقوی وقال ابن معین والنسائی ضعیف قال الفلاس سمعت عفان یقول احادیث الربیع مقلوبہ کلہا۔ (میزان الاعتدال 2 ص 41-42)

یہی قطان اس سے راضی نہیں تھے، ابن المدینی نے کہا ہے نیک لیکن قوی نہیں ہے۔ ابن معین اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا کہ میں نے عفان سے سنا کہتے تھے ربیع کی تمام احادیث مقلوبہ ہیں۔

اس وضاحت سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترک رفع یدین کے اثر کی مخالفت کی بنیاد جس بنا پر قائم کی گئی ہے وہ بنیاد ہی انتہائی کمزور ہے، مجروح سند کے ساتھ۔ صحیح سند کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔ لہذا حضرت مجاہد کا اثر جو کہ صحیح السند ہے جس کے تمام راوی بخاری کے ہیں۔ جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترک رفع یدین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے یہ اثر اپنی جگہ پر قائم ہے۔

پھر جریر نے لیث سے اس نے مجاہد سے رفع یدین بیان کیا ایک تو اس کی مکمل سند ہی نہیں یہ تعلق ہے۔ دوسرا یہ کہ اس تعلق میں بھی لیث مجروح ہے۔ لہذا یہ تو ثابت نہ ہوا۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 58 پر ہی فرمایا کہ صدقہ نے کہا ابو بکر بن عیاش کا آخر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور وہ جو ربیع اور لیث نے بیان کیا ہے زیادہ بہتر ہے حالانکہ طاؤس، سالم، نافع، ابوزبیر، محارب بن دثار وغیرہم نے کہا کہ ہم نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے۔

ابو بکر بن عیاش پر امام کا اعتراض بالکل بے جا ہے کیونکہ صحیح بخاری کا راوی ہے صحیح بخاری میں بطریق احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش ہے، دیکھئے بخاری 2 صفحہ 725 اسی سند کے ساتھ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار 1 ص 163 پر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کیا ہے، جو کہ ترک رفع یدین والی ہے۔

اب امام بخاری علیہ الرحمہ خود اس کو صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہیں اور بطریق احمد بن یونس اس سے استدلال کرتے ہیں اور جب احناف بطریق احمد بن یونس ابو بکر بن عیاش سے استدلال کرتے ہیں تو یہ کیوں ضعیف ہو جاتا ہے، شاید اس لئے کہ اس نے ترک رفع یدین کی روایت بیان کر دی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر یہ اس روایت میں ضعیف ہے تو پھر بخاری شریف کی ان تمام روایات کو بھی ضعیف کہا جائے جن کی سندوں میں ابو بکر بن عیاش ہے۔ اگر بخاری شریف میں ثقہ ہے تو پھر اس ترک رفع یدین کی روایت میں بھی یہ ثقہ ہے اور اس کی سند صحیح ہے باقی رہا طاؤس، سالم، نافع، ابوزبیر، محارب بن دثار کا دیکھنا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔ اس مقام پر امام بخاری رحمۃ

اللہ علیہ نے یہ جو سب کہا ہے بے سند کہا ہے۔ جہاں گذشتہ اوراق میں امام نے ان کی سندیں بیان کیں ہیں وہاں ان پر مکمل جرح کر کے ضعیف بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ تفصیل گذشتہ اوراق میں ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 60 پر ایک اثر نقل کیا جس میں صرف بوقت رکوع حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا رفع یدین کرنا مروی ہے، اس کی سند اس طرح ہے۔

قال مبشر بن اسماعیل، ثنا تمام بن نجیح قال.....
اس کی سند میں تمام بن کحج ضعیف ہے۔

خود حضرت امام بخاری ہی فرماتے ہیں۔ فیہ نظر کہ اس میں نظر ہے:

قال ابن عدی عامة ما يرويه لا يتابعه عليه الثقات وهو غير ثقة

قال ابو حاتم ذاهب الحديث قال ابو زرعة ضعيف وقال ابن حبان
روى اشياء موضوعة عن الثقات۔ (میزان الاعتدال 1 ص 359)

ابن عدی نے کہا کہ عام طور پر جو یہ روایات بیان کرتا ہے ثقات اس کی متابعت نہیں کرتے اور یہ ثقہ نہیں ہے۔ ابو حاتم نے کہا حدیث کو لے جانے والا ہے۔ ابو زرعة نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا ثقہ راویوں سے من گھڑت چیزیں بیان کرتا ہے۔ تو من گھڑت چیزیں بیان کرنے والے کی بات کب قابل قبول ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ اثر بھی من گھڑت ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان فرمائی جس میں بوقت رکوع، بعد رکوع رفع یدین کا ذکر ہے۔ اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مفصل جواب بخاری شریف کی روایات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکورہ پر ہی یہ اثر نقل فرمایا۔
 حدثنا موسى بن اسماعيل ثنا حماد بن سلمة عن يحيى بن
 ابي اسحاق قال رأيت انس بن مالك يرفع يديه بين السجدين.
 (جزء رفع يدين ص 60)

یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 دیکھا دو سجدوں کے درمیان رفع یدين کرتے تھے۔

یہ اثر خود امام بخاری علیہ الرحمہ کے خلاف ہے کہ اس میں دو سجدوں کے
 درمیان رفع یدين کا ذکر ہے۔ غیر مقلدین حضرات اس کے سخت مخالف ہیں بلکہ
 اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت امام بخاری ہی اس کو بیان کرنے
 والے ہیں کہ حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان
 رفع یدين کرتے تھے۔ حالانکہ اس کی سند بھی ثقہ ہے اس کے باوجود غیر مقلدین
 حضرات کا اس پر عمل نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا راوی موسیٰ بن اسماعیل ہے۔

ابن معین نے کہا یہ ثقہ مامون ہے، ابو حاتم نے کہا کہ میں نے ابن معین
 سے سنا وہ ابو سلمہ کی تعریف کرتے تھے۔ (ابو سلمہ اس راوی کی کیفیت ہے) ابو
 حاتم نے کہا کہ میں نے ابو الولید طیالسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ موسیٰ بن اسماعیل
 ثقہ ہے، سچا ہے، ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اس کے متعلق
 پوچھا تو انہوں نے کہا یہ ثقہ ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور
 ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مضبوط راویوں میں
 سے ہے۔ عجلی نے کہا بصری ثقہ ہے۔ (ملخصاً۔ تہذیب التہذیب 5 ص 557)
 ثابت ہو گیا کہ یہ راوی ثقہ ثابت ہے۔

دوسرا راوی حماد بن سلمہ ہے۔ اسحاق بن منصور نے ابن معین سے اس کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔ ابن المدینی نے کہا کہ ثابت کے شاگردوں میں اس سے زیادہ مثبت کوئی نہیں ہے، شہاب بن معمر بلخی نے کہا کہ حماد بن سلمہ ابدالوں میں سے گئے جاتے تھے۔ ابن المدینی نے کہا جو شیخ حماد بن سلمہ میں کلام کرے تو اس کو دین میں تہمت والا جانو۔ ساجی نے کہا یہ حافظ ثقہ مامون ہے ابن سعد نے کہا یہ ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ عجلی نے کہا یہ ثقہ ہے نیک آدمی ہے۔ اس کی حدیث حسن ہے اور کہا اس کے پاس ایک ہزار حدیث حسن ہے جو کہ اس کے غیر کے پاس نہیں ہے۔ (ملخصاً: تہذیب التہذیب 2 ص 11-12)

پس واضح ہو گیا کہ یہ راوی بھی ثقہ ہے۔

اس کا تیسرا راوی یحییٰ بن ابی اسحاق ہے۔ یہ بھی زبردست ثقہ ہے۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے پوچھا عبد العزیز بن صہیب اور یحییٰ بن ابی اسحاق میں سے زیادہ ثقہ کون ہے تو آپ نے کہا کہ دونوں ہی ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔ نسائی نے کہا یہ ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس راوی کے ساتھ کوئی ڈر نہیں۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 115 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین گرامی! آپ نے دیکھا کہ اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ اثر صحیح السند ہے جس میں مذکور ہے کہ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ لیکن غیر مقلدین حضرات اس صحیح السند اثر پر بالکل عامل نہیں بلکہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کو خلاف سنت جانتے ہیں اس اثر کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث اولیٰ ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ معاذ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق نہیں تھی۔ پھر حضرت امام نے ص 60 پر ہی ایک اثر حضرت سالم کا نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت زیادہ اتباع کے لائق ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہی زیادہ اتباع کے لائق ہے، بھلا اس میں کسی مسلمان کو کیا اختلاف ہو سکتا ہے۔

پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت مجاہد کا فرمان نقل کیا ہے کہ ہر آدمی کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی بات نہیں چھوڑی جا سکتی۔ بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی پیروی اور اطاعت ہی میں نجات ہے اس میں کسی مسلمان کو کیا تردد ہو سکتا ہے۔

پھر امام نے ص 60-61 پر ایک روایت نقل کی جو اس طرح ہے۔

حدثنا فدیك بن سلیمان ابو عیسیٰ قال سألت الازاعی

قلت یا ابا عمر و ماتقول فی رفع الایدی مع کل تکبیرة و هو قائم فی الصلوة قال ذلک الامر الاول.

ترجمہ: فدیک بن سلیمان ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے (امام) ازاعی سے پوچھا اے ابو عمرو آپ اس رفع یدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں ہر تکبیر کے ساتھ کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ پہلے والا کام ہے۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ رفع یدین یہ پہلے والا کام ہے۔ بعد والا ترکِ رفع

یدین ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو رفع یدین کے ص 61 پر نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی چند روایات بیان فرمائی ہیں۔ پہلی روایت اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن عرعرة ثنا جرير بن حازم قال سمعت نافعاً قال كان ابن عمر رضي الله تعالى عنه اذا كبر على الجنابة رفع يديه. جناب نافع نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب جنازہ پر تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔

اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی وضاحت نہیں ہے، تو اگر اس سے پہلی ہی رفع یدین مراد ہے یعنی ابتداء کے وقت کی تو اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ تاہم اس کی سند میں جریر بن حازم پر کچھ کلام ہے۔

اگرچہ کئی حضرات نے اس کی ثقات بھی بیان کی لیکن اس کے متعلق امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جریر کثیر الغلط ہے کہ یہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے ثقہ لیکن غلطی بھی کر جاتا ہے۔ ساجی نے کہا ہے سچا لیکن اس نے ایسی احادیث بیان کی ہیں جن میں اسے وہم ہوا ہے اور یہ احادیث اس کی مقلوبہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے کہا اسے کچھ وہم بھی ہو جاتا ہے۔ ازدی نے کہا ہے سچا لیکن اس نے مصر میں ایسی احادیث بیان کی ہیں جو مقلوبہ ہیں اور یہ خود حافظ نہیں تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقہ لیکن آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

(ملخصاً: تہذیب التہذیب 1 ص 366-367 مطبوعہ بیروت لبنان)

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے میزان میں فرمایا کہ:

قال البخاری ربما يهم في الشئ. میزان الاعتدال 1 ص 393
امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کبھی اس کو کچھ وہم بھی ہو جاتا ہے۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل فرمایا۔ جو اس طرح ہے۔

حدثنا علي بن عبد الله بن اذريس قال سمعت عبد الله عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه انه كان يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنابة واذا قام من الركعتين.

(جزء رفع يدين ص 61 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: جناب نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدين کرتے تھے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے (تو بھی رفع یدين کرتے)۔

اس کے متعلق غرض یہ ہے کہ اس کی سند اس طرح ہے کہ عبد اللہ بن ادریس نے کہا کہ سنا میں نے عبد اللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اس سند میں عبد اللہ جس نے نافع سے روایت کی ہے یہ مجھول ہے، سند میں عبد اللہ ہے اور نیچے محشی کہتا ہے کہ یہ عبد اللہ نہیں بلکہ عبید اللہ ہے۔ جب راوی کا تعین ہی نہ ہو سکا اور اس کے تعین میں ہی اختلاف ہے تو پھر اس روایت کو صحیح کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اثر موقوف ہے اور عند الوہابیہ موقوفات صحابہ حجت نہیں لہذا یہ بھی غیر مقلدین کے لئے نافع نہ ہوا۔

حالانکہ ترمذی شریف میں 1 ص 206 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو صرف پہلی تکبیر میں رفع یدين فرماتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھ لیتے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدين کے ص 61 پر ہی ایک

اور سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت فرمائی جو اس طرح ہے۔

قال احمد بن یونس ثنا یحییٰ بن سعید ان نافعاً اخبرہ ان
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا صلی علی الجنازۃ

رفع یدیه.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز جنازہ پڑھی تو رفع یدین کیا۔

اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر نہیں۔

تاہم اس کی پوری سند بھی مذکور نہیں کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی احمد

بن یونس سے ملاقات ثابت نہیں جب اس کی سند ہی مکمل نہیں تو پھر اس سند کو صحیح

کیسے کہا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ہی ایک

مقطوع اثر نقل کیا ہے کہ عمر بن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن ابی حام کو

دیکھا انہوں نے جنازہ پر تکبیر کہی اور رفع یدین کیا ہر تکبیر میں۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک موقوفات

صحابہ اور مقطوع روایات جب حجت ہی نہیں تو اس سے ان کو کیا فائدہ۔

حضرت امام نے اس صفحہ مذکورہ پر ایک یہ اثر نقل کیا ہے کہ موسیٰ بن

دہقان نے کہا کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا انہوں نے جنازہ پر نماز پڑھی

رفع یدین کیا پہلی ہی تکبیر میں۔

اس روایت میں صرف پہلی ہی رفع یدین کا ذکر ہے۔ جس پر ہمارا عمل

ہے البتہ وہابیہ اس کے برخلاف ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے ہیں۔ پھر امام بخاری

علیہ الرحمہ نے اس صفحہ مذکورہ پر ایک اثر اس طرح نقل کیا ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ و ابراہیم بن المنذر قالنا ثنا معن بن

عیسیٰ ثنا ابو الغصن قال رأیت نافع بن جبیر یرفع یدیه فی کل تکبیرۃ

علی الجنازة. (جزء رفع یدین ص 61 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)
 ابوالغصن ثابت بن قیس نے کہا کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا نماز
 جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ مقطوع اثر ہے جو کہ خود وہابیہ کے
 نزدیک حجت نہیں ہے۔ پھر اس کی سند بھی محفوظ نہیں۔ اس کی سند میں ایک راوی
 ابوالغصن ثابت بن قیس ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے لیکن
 ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔ لیکن اس کی حدیث قوی نہیں ہے۔ ابوداؤد نے کہا
 اس کی حدیث قوی نہیں ہے۔ حاکم نے کہا یہ حافظ نہیں ہے اور نہ ہی ضبط والا
 ہے۔ ابن حبان نے ضعفاء میں کہا یہ قلیل الحدیث کثیر الوہم ہے۔

(ملخصاً تہذیب التہذیب 1 ص 333-334)

ابن حبان نے کتاب الحجر و حین میں کہا کہ۔

کان قلیل الحدیث کثیر الوہم فیما یروی، لایحتج بخبرہ
 اذا لم یتابعہ غیرہ علیہ. سئل یحییٰ بن معین عن ثابت بن قیس ابی
 الغصن فقال ضعیف۔ (کتاب الحجر و حین 1 ص 239)

یہ قلیل الحدیث، کثیر الوہم ہے اس میں جو اس نے روایت کی ہے اس کی
 حدیث کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے جب تک کوئی اس کا متابع موجود نہ ہو۔
 یحییٰ بن معین سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ راوی ضعیف ہے۔
 پس واضح ہو گیا کہ اس کی سند بھی مجروح ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 62 پر ایک
 مقطوع اثر اس طرح نقل کیا ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی ثنا الولید بن مسلم قال سمعت

الاوزاعی عن غیلان بن انس قال رأیت عمر بن عبدالعزیز یرفع یدیه مع کل تکبیرة یعنی علی الجنازہ۔

(جو رفع یدین ص 62 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: غیلان بن انس نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو دیکھا نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مقطوع اثر خود غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک حجت نہیں۔ پھر اس کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو کہ ضعیف ہے۔

قال المروزی عن احمد، کان الولید کثیر الخطاء۔

امام احمد سے روایت ہے کہ ولید بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

جناب حنبل نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن معین نے کہا کہ میں نے ابو مسھر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ولید، اوزاعی کی حدیث ابوالسفر سے لیتا تھا اور ابوالسفر کذاب ہے۔ یہ مذکورہ بالا حدیث بھی ولید نے اوزاعی ہی سے، بیان کی ہے۔

امام احمد نے کہا کہ اس پر احادیث مختلف ہو گئیں تھیں جو اس نے سنی تھیں وہ بھی اور جو نہیں سنی تھیں وہ بھی۔ اس کی کئی احادیث منکر ہیں۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 99-100 مطبوعہ بیروت لبنان)

پھر اس کی سند میں محمد بن ثنیٰ ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم صالح بن محمد نے کہا ہے سچا لیکن اس کی عقل میں کچھ خرابی تھی۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 272)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ایک مکحول کا اثر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا زید بن الحباب ثنا عبداللہ بن

العلاء قال رایت مکحولاً یصلی علی الجنازة یکبر علیها اربعاً ویرفع یدیه مع کل تکبیرة۔
(جزء رفع یدین ص 62)

ترجمہ: عبداللہ بن علانے کہا کہ میں نے مکحول کو دیکھا جنازے پر نماز پڑھتے تو چار تکبیریں کہتے اور رفع یدین ہر تکبیر کے ساتھ کرتے تھے۔

یہ اثر بھی مقطوع ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں ہے۔ پھر یہ کہ مکحول جس کا فعل ذکر کر گیا ہے وہ خود متکلم فیہ ہے۔ امام ذہبی نے کہا کہ مکحول کو کئی حضرات نے ثقہ کہا ہے اور ابن سعد نے کہا ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں یہ مکحول صاحب تدلیس ہے اور قدری مذہب کے ساتھ رمی کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ قدری تھا پھر اس نے رجوع کر لیا۔ (میزان الاعتدال 4 ص 177-178)

پھر اس کی سند میں زید بن حباب ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم معاویہ بن صالح نے کہا کہ یہ راوی کثیر الخطا ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غلطی کرتا ہے۔ (ملخصاً تہذیب التہذیب 2 ص 236)
پھر اس کی سند میں صالح بن عبید ابو معصب ہے اس کے متعلق امام ابو حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔
(تہذیب التہذیب 2 ص 535)

امام ابن جوزی نے کہا کہ قال ابو حاتم الرازی مجہول۔

(کتاب الضعفاء المترم وکین لابن الجوزی 2 ص 49)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 62 پر ایک اثر امام زہری کا نقل فرمایا کہ امام زہری علیہ الرحمہ۔ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے

ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

یہ اثر بھی مقطوع ہے جو کہ خود غیر مقلد و ہابیہ کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے۔ ہمارے خلاف کیسے پیش کیا جاسکتا ہے۔ پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر یہ اثر نقل فرمایا کہ حماد نے کہا کہ میں نے ابراہیم (نخعی) سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ پہلی تکبیر میں ہی رفع یدین کیا جائے۔

یہ اثر خود غیر مقلدوں کے خلاف ہے کیونکہ اس میں صرف پہلی ہی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو رفع یدین کے ص 63 پر یہ

فرمایا کہ:

وخالفة محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله ان ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما قال البخاري و حديث الثوري اصح عند اهل العلم مع انه قد روى عن عمر رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من غير وجه انه رفع. ترجمہ: اور مخالف بیان کیا اس کو محمد بن جابر نے حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری کی حدیث اہل علم کے نزدیک زیادہ صحیح ہے حالانکہ روایت کی گئی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ نے رفع یدین کیا۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اس پر اعتراض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو

وکیع نے سفیان سے روایت کی انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے پوچھا رفع یدین کے متعلق تو انہوں نے فرمایا کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جو محمد بن جابر نے روایت کی ہے اپنی سند سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے سفیان کی روایت کو محمد بن جابر کی روایت سے زیادہ صحیح کیا ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ محمد بن جابر کی روایت بھی صحیح ہے لیکن سفیان کی روایت زیادہ صحیح ہے، باقی رہا کہ حضرت امام نے سفیان ثوری کی روایت کو ترجیح دی ہے تو ترجیح کا حق سب کو حاصل ہے اپنے اپنے دلائل سے سب ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو سفیان ثوری کے اثر مقطوع کو ترجیح دی ہے تو یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جو رفع یدین کے اس ص 63 پر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر پر جرح کا ایک کلمہ بھی بیان نہیں کیا غیر مقلدین حضرات اس سے عبرت حاصل کریں جو کہ محمد بن جابر پر جرح کرتے کرتے کئی ورق سیاہ کر ڈالتے ہیں اگر محمد بن جابر کی حدیث بالکل ہی غلط ہوتی یا کوئی حیثیت نہ ہوتی تو حضرت امام کو ترجیح دینے کی کیا ضرورت تھی آپ جرح ہی محمد بن جابر پر کرتے تاکہ محمد بن جابر کا ضعیف ہونا ثابت ہو جاتا اور ترجیح کی ضرورت ہی نہ رہتی مگر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر پر جرح کرنے کی بجائے اس کی حدیث پر حضرت سفیان کی حدیث کو ترجیح ہے یعنی زیادہ صحیح کہا ہے۔ تو جب سفیان کی حدیث زیادہ صحیح ہے تو پھر محمد بن جابر کی حدیث صحیح ٹھہری۔

نوٹ:- محمد بن جابر کی حدیث کی توثیق اس کتاب کے حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام نے بغیر کسی سند کے مجہول صیغہ کے ساتھ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا۔

جب اس کی سند ہی بیان نہیں کی تو پھر اس بے سند بات کا کیا اعتبار ہے نہ ہی اس میں یہ بیان کیا کہ کتنے مقام پر کرتے تھے۔ البتہ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سنن الکبریٰ کے 2 ص 74 پر باسند بیان کی ہے لیکن اس میں مجہول راوی ہیں جن کا کوئی علم نہیں کہ وہ کون اور کیسے تھے۔ اس کی سند جو امام بیہقی نے بیان کی ہے۔ اس میں حکم نے رجلاً بیان کیا ہے یہ آدمی کون تھا کوئی ذکر نہیں کیا تھا کوئی معلوم نہیں تو پھر یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

البتہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث جس میں آپ کا رفع یدین نہ کرنا مذکور ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس کی سند میں کوئی مجہول راوی نہیں ہے نہ ہی کوئی ضعیف بلکہ اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وهو حدیث صحیح۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے شرح معانی الآثار 1 ص 164 مکتبہ حقانیہ ملتان) ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں رجالہ ثقات اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (الدرایہ 1 ص 152)

علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں هذا السند ايضاً صحيح کہ یہ سند صحیح

(جوہر نقی علیٰ لبیہقی ص 75 جلد دوم)

علامہ ینموی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وهو اثر صحیح۔ کہ یہ اثر صحیح

(آثار السنن ص 136)

تو ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً صحیح سند کے ساتھ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 64 پر یہ نقل فرمایا کہ:

حدثنا محمد بن يحيى قال علي ما رأيت احدا من مشايخنا الا يرفع يديه في الصلوة قال البخاري قلت له سفیان كان يرفع يديه قال نعم۔

محمد بن یحییٰ علی (بن مدینی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ میں سے کوئی ایسا نہیں دیکھا جو رفع یدین نہ کرتا ہو۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین یہ بتائیں کہ کیا ان مشائخ کا قول و عمل شرعی حجت ہے اگر نہیں ہے تو پھر اس سے آپ کو کیا فائدہ۔ کیا ہمیں بھی یہ اجازت ہوگی کہ ہم بھی ان مشائخ احناف کو پیش کریں۔ جو رفع یدین نہیں کرتے تھے خود حضرت امام بخاری کو اعتراف ہے کہ اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے جز رفع یدین ص اور کوفہ میں ہزاروں محدثین تھے اور امام محمد بن نصر مروزی تو کہتے ہیں کہ اہل کوفہ اجماعاً رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (تلخیص الجیر صفحہ)

تو کوفہ میں سینکڑوں صحابہ کرام، تابعین عظام، بے شمار محدثین تھے اور اہل کوفہ اجماعاً رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری نے اپنے استاد کا قول نقل کیا کہ حضرت سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اگر یہ حضرت سفیان ثوری کے متعلق کہا ہے تو یہ خود امام بخاری علیہ الرحمہ کے اپنے ہی قول کے خلاف ہے کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ جز

رفع یدین کے ص 46 پر خود فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری اور جناب وکیع رفع یدین نہیں کرتے تھے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی جناب سفیان ثوری کا رفع یدین نہ کرنا بیان کیا ہے۔

دیکھئے جامع ترمذی شریف 1 ص 59 مکتبہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔ اور اگر یہ حضرت سفیان بن عیینہ ہیں تو وہ بھی کبھی رفع یدین کرتے تھے اور کبھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے التمہید لابن عبدالبر 9 ص 226 پھر اسی ص 64 پر حضرت امام نے فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا معتمر و یحییٰ بن سعید، عبدالرحمن و اسماعیل رفع یدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد۔

جب ان محدثین کا عمل غیر مقلدین کے ہاں بھی حجت نہیں تو پھر ان کو کیا فائدہ۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ تین جگہ رفع یدین کے قائل تھے۔ ابتداء کے وقت، رکوع کے وقت، اور بعد رکوع کے۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ تیسری رکعت کی ابتداء کے رفع یدین کے قائل نہ تھے اور غیر مقلدین کے نزدیک یہ بھی سنت ہے تو غیر مقلدین کا رفع یدین تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے بھی نہ ملا۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 64 پر سب سے آخری روایت یہ بیان کی۔

حدثنا علی بن عبد اللہ ثنا ابن ابی عدی عن الاشعث قال قال کان الحسن یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة.

(جز رفع یدین ص 64 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

اشعث نے کہا کہ جناب حسن (بصری) نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ

رفع یدین کرتے تھے۔

جناب حسن علیہ الرحمہ تابعی ہیں، غیر مقلدین حضرات بتائیں کیا تابعی کا قول و عمل غیر مقلدین کے ہاں حجت ہے اگر نہیں تو پھر اس اثر سے بھی ان کو کیا فائدہ۔ پھر اس سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی عدی ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم امام ابو حاتم کہتے ہیں لا یحتج بہ کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 12)

پھر اس کی سند میں اشعث بن عبد الملک الحمزانی ہے وہ بھی اگرچہ ثقہ ہے تاہم اہل بصرہ نے حفص بن غیاث کو کہا کہ تین آدمیوں سے ہمیں حدیث بیان نہ کرنا۔ ان میں ایک نام مذکورہ بالا راوی کا بھی لیا۔

حفص بن غیاث نے اہل بصرہ کو کہا کہ میں تمہاری خاطر اس کو ترک کر دیتا ہوں۔ ملخصاً تہذیب التہذیب 1 ص 226 مطبوعہ بیروت لبنان۔

الغرض یہ اثر بھی حجت نہیں۔ نہ غیر مقلدین کے ہاں نہ ہی ہمارے ہاں تو پھر اس اثر سے غیر مقلدین کو کیا فائدہ۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں تک امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جز رفع یدین کا جواب مکمل ہو گیا ہے بالترتیب اور مفصلاً اس رسالہ کی ہر روایت کا جواب آپ اس کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب آخر میں وہ روایت بمعہ جواب پیش کی جاتی ہے۔ جس سے غیر مقلدین حضرات ہمیشہ کی رفع یدین ثابت کرتے ہیں کیونکہ اس روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وصال شریف تک رفع یدین کرتے رہے۔ اس میں وضاحت تو مکمل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔ لیکن کیا کریں یہ روایت بالکل جھوٹی من گھڑت ہے۔ کئی غیر مقلدین حضرات بھولے

بھالے نوجوانوں کو یہ جھوٹی من گھڑت بناوٹی روایت دکھا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح جھوٹ باندھتے رہتے ہیں اس کی تفصیل حاضر ہے۔

نصب الراية 1 ص 409 پر اس کی سند اس طرح ہے۔

عن ابی عبداللہ الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبدالرحمن بن قریش بن خزیمۃ الہروی عن عبداللہ بن احمد الدلجی عن الحسن بن عبداللہ بن حمدان الرقی ثنا عصمۃ بن محمد الانصاری ثنا موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں کذاب یعنی بڑے جھوٹے اور وضاع یعنی بہت زیادہ من گھڑت روایات بیان والے ہیں۔ اصول حدیث کے اعتبار سے وہ روایت جعلی من گھڑت ہوتی ہے جس میں ایک راوی کذاب آجائے۔ اس کی سند میں تو دو کذاب ہیں ایک عبدالرحمن بن قریش بن خزیمہ دوسرا عصمہ بن محمد الانصاری۔

عبدالرحمن بن قریش بن خزیمہ کے بارے میں امام علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث، میزان الاعتدال 2 ص 582۔

سلیمانی نے اس کو جھوٹی حدیثیں وضع کرنے کے ساتھ متہم کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان میں فرمایا ہے کہ:

اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث۔ لسان المیزان 3 ص 425

(محدث) سلیمانی نے اس کو جھوٹی حدیث کے ساتھ متہم کیا ہے۔

(یعنی یہ شخص اپنی طرف سے خود ہی گھڑ کر روایات تیار کر لیتا اور پھر

اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا) خطیب بغدادی نے کہا۔ وفی حدیثہ غرائب و افراد۔ تاریخ بغداد 10 ص 282۔ اس کی حدیث میں غرائب اور افرادیت ہے۔

(یعنی یہ ایسی روایات بیان کرتا ہے کہ کوئی بھی اس کی متابعت نہیں کرتا۔ بیچارہ خود جو گھڑ کر بیان کرتا تھا پھر کوئی سچا آدمی کیسے اس کی متابعت کرتا) دوسرا راوی جو جھوٹا ہے اس سند میں وہ ہے عصمہ بن محمد۔ اس کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم ليس بقوى وقال يحيى. كذاب، يضع الحديث. وقال العقبلي. حدث بالبواطيل عن الثقات وقال الدار قطنى متروك. ميزان الاعتدال 3 ص 68

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے، یحییٰ نے کہا یہ بہت بڑا جھوٹا ہے اور جھوٹی حدیثیں بنانے والا ہے۔ عقبلی نے کہا یہ ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔ دارقطنی نے کہا یہ متروک ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کذاب ہے۔ بہت بڑا جھوٹا۔ یروی احادیث کذابا اس نے جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبید بن محمد نے کہا کہ میں نے سنا یحییٰ بن معین سے ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا۔ ہذا کذاب يضع الحدیث۔ یہ بہت بڑا جھوٹا ہے جعلی روایات بیان کرتا تھا۔

محمد بن سعد نے کہا یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دارقطنی نے کہا یہ متروک ہے۔ تاریخ بغداد 12 ص 286 مطبوعہ دارالفکر۔

علامہ ابن الجوزی نے کہا۔

قال يحيى كذاب يضع الحديث وقال العقيلي يحدث

بالباطيل عن الثقات وقال الدارقطني متروك.

(كتاب الضعفاء والمتر وكين لابن الجوزي 2 ص 176)

یحییٰ نے کہا یہ کذاب ہے جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔ عقیلی نے کہا ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔ دارقطنی نے کہا یہ متروک ہے۔ عقیلی نے ضعفاء کبیر میں کہا۔ یہ راوی ثقات سے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے۔

عبید اللہ بن محمد نے کہا کہ میں نے سنا یحییٰ بن معین سے ان سے پوچھا گیا اس راوی کے متعلق تو جناب یحییٰ بن معین نے کہا۔ ہذا کذاب يضع الحديث۔ یہ بہت بڑا جھوٹا اور جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے۔

(كتاب الضعفاء کبیر عقیلی 3 ص 340)

تو ناظرین گرامی قدر! اس تفصیل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ روایت جھوٹی من گھڑت جعلی ہے جو اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹی من گھڑت بات منسوب کرتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کو منسوب کرنا اس کی سزا جہنم ہے۔ معاذ اللہ۔ تو جو غیر مقلدین اس کو حدیث کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ یقیناً اس وعید شدید کے مستحق ہیں۔

غیر مقلدین بھی بڑے عجیب ہیں۔ انکار کرنے پر آئیں تو صحیح حدیث کا انکار کر دیتے ہیں جس کے تمام راوی ثقہ، سچے، حافظ ہوں جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث جو کہ ترک رنج یدین پر صریح ہے۔ بروایت نسائی اور بروایت ترمذی شریف۔ اس حدیث کا سند بالکل آتہ ہے اور پھر

کئی حضرات نے اس کے صحیح اور حسن ہونے کی وضاحت بھی کی ہے۔ اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات نہ صرف اس کو ضعیف بلکہ باطل تک کہتے ہیں اور ماننے پر آجائیں تو کذاب جعلی من گھڑت روایات کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ اس کو کیا کہیں۔ تعصب یا جہالت یا پھر صحیح احادیث کے ساتھ خیانت۔

آخر میں ہمارا غیر مقلدوں کو چیلنج ہے کہ تمام ذخیرہ حدیث سے صرف ایک حدیث صحیح مرفوع متصل صریح حدیث دکھادیں قولی یا فعلی۔ جس میں یہ مذکور ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری زندگی رفع یدین کیا یعنی وصال شریف تک رفع یدین کیا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی اس کو مان لیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

غیر مقلدین حضرات کبھی تو ہمیشہ کے رفع یدین کا کان سے استدلال کرتے ہیں اور کبھی لفظ اذا سے استدلال کرتے ہیں لیکن یہ بات خود بھول جاتے ہیں کہ ہم تو خود ائمہ مجتہدین کا استدلال نہیں مانتے اور ان کو اپنا استدلال منوانے پر سینہ زوری کرتے ہیں۔ کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ جو لوگ ائمہ کرام مجتہدین فقہاء کرام کے استدلال کو نہیں مانتے وہ اپنا استدلال پیش کریں اور اس پر منوانے کے لئے سینہ زوری کریں۔

کبھی یہ لوگ رفع یدین وصال شریف تک ثابت کرنے کے لئے کسی نہ کسی امام کے باندھے ہوئے باب کا سہارا بھی لے لیتے ہیں۔

لیکن ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے کہ ہم تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہی اعلان کرتے رہے ہیں کہ قرآن و حدیث کے بغیر کوئی حجت نہیں کسی کی بات معتبر نہیں کسی کی بات کو ماننا جائز نہیں اور ہم خود

ایک غیر معصوم امتی کا باندھا ہوا باب پیش کر رہے ہیں انکار پر آئیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول و فعل حجت نہیں اور ماننے پر آ جائیں تو ایک محدث کا باندھا ہوا باب بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں۔

کاش یہ لوگ غور و فکر سے کام لیتے اور انصاف کا دامن نہ چھوڑتے اور انصاف کا خون نہ کرتے تو ان پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ ترک رفع یدین پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے جو کہ صریح بھی ہے جس میں وضاحت بھی ہے کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی تو رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے نہیں کیا۔

آخر میں ایک ضروری بات:

ہمارے اور غیر مقلدین میں رفع یدین کے بارے میں اختلاف یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے یا نہیں۔ کیوں کہ احناف کثر ہم اللہ تعالیٰ اس بات کے مقرر ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے، کیونکہ ہم احناف کے نزدیک رفع یدین متروک منسوخ ہے۔ اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ پہلے آپ نے کیا پھر ترک کر دیا۔ صرف رفع یدین ماہ النزاع نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف کا سبب دوام رفع یدین ہے یعنی غیر مقلدین یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری زندگی ایک رکعت بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی اور ساری زندگی رفع یدین کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا اور ہم احناف کہتے ہیں کہ یہ دوام ثابت نہیں ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے چاہیے تو یہ تھا کہ غیر مقلدین

صرف ایک ہی کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع صریح متصل پیش کر دیتے جس کے متن میں یہ وضاحت ہوتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال شریف تک یا ہمیشہ رفع یدین کیا۔ تو بات ختم ہو جاتی لیکن اس کی بجائے غیر مقلدین حضرات وہ روایات پیش کرتے ہیں جن میں صرف رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوام رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں ہے اور ایسی روایات ہمارے خلاف نہیں اور غیر مقلدین کے موافق نہیں کیونکہ ان کے دعویٰ کے مطابق نہیں۔ دعویٰ کچھ کرتے ہیں اور دلیل کوئی دیتے ہیں۔ یہ جہالت ہے یا کہ ضد۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

ایک ضروری گزارش:

وہ یہ ہے کہ آج تک غیر مقلدین تو ایسی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش نہیں کر سکے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہی آئندہ کر سکیں گے جس میں یہ موجود ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکوع والی رفع یدین ہمیشہ کی ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا آئیے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحاً یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن حارث الخشنی القیرانی متوفی سنہ 361 ہجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کے صفحہ 214 پر سند صحیح سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ۔

حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيد الله بن يحيى:

حدثني عثمان بن سواده بن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبد الله بن عمر قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلاة وفي داخل الصلاة عند الركوع فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلاة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلاة..... توفى.

(اخبار الفقهاء والمحدثين ص 214)

ترجمہ: جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتدا کی رفع یدین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثابت رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عند الركوع کے نسخ میں کتنی واضح دلیل ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی ہے۔

اس کی سند میں کل سات راوی ہیں اب ان کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے راوی مؤلف کتاب ہیں جن کا اسم گرامی ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن حارث الخشنی القیرانی۔

ان کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں، الحافظ الامام کہ یہ حدیث کا حافظ اور

امام ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 16 ص 165 تذکرۃ الحفاظ 3 ص 138)

اس امام کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(۱) تاریخ علماء الاندلس 2 ص 112 تا 113

(۲) الاکمال لابن ماکولا 3 ص 261

(۳) ترتیب المدارک 4 ص 531

(۴) الانساب 5 ص 130

(۵) معجم الادباء 8 ص 111

(۶) العمر 2 ص 324

(۷) مرآة الجنان 2 ص 75

(۸) انجوم الزاہرہ 4 ص 64

(۹) شذرات الذهب 3 ص 39

(۱۰) بدیۃ العارفين 2 ص 47

(۱۱) طبقات الحفاظ 397

(۱۲) شجرة النور 1 ص 94

ان تمام کتب میں اس امام جلیل کا شان دار ترجمہ موجود ہے۔

سند میں دوسرے راوی ہیں۔ عثمان بن محمد

ان کا پورا نام اس طرح ہے، عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اهل
قبرۃ ان کے متعلق امام محمد بن حارث فرماتے ہیں کہ:

قال خالد بن سعد : عثمان بن محمد ، ممن عنى بطلب العلم

و درس المسائل و عقد الوثائق مع فضله و كان مفتى اهل موضعه۔

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص 216)

جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں
نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا اس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں
اور صاحبِ فضیلت ہیں اور یہ اپنے موضع کے مفتی تھے۔

تاریخ علماء الاندلس کے ص 243 پر بجا آپ کی تعریف موجود ہے۔

اس سند کے تیسرے راوی ہیں جناب عبید اللہ بن یحییٰ اللیثی

ان کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں کہ:

قال ابن الفرضی و كان کریماً عاقلاً عظیم الجاہ و المال مقد

ما فی الشوری منفرداً برئاسة البلد.

کہ ابن الفرضی نے کہا کہ عبید اللہ بن یحییٰ کریم عقل والا اور بڑی عزت

والا اور مال والا ہے مشاورت میں اس کو مقدم کیا جاتا، شہر کی ریاست میں منفرد تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ:-

قال ابن بشکوال فی بعض کتبہ کان متمولاً سمحاً جواداً

کثیر الصدقات و الاحسان کامل المرؤہ.

ابن بشکوال نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے کہ یہ راوی بڑی سخی صدقہ و

خیرات کرنے والا اور احسان کرنے والا ہے اور کامل مروت والا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 13 ص 532-533)

مزید امام ذہبی لکھتے ہیں، الفقیہ الامام المعمر۔

(سیر اعلام النبلاء 13 ص 531)

کہ یہ واری فقیہ امام معمر ہے۔

امام محمد بن حارث قیروانی فرماتے ہیں۔

قال خالد بن سعد سمعت محمد بن ابراهيم بن حيون يثني

على عبید اللہ بن یحییٰ ویوثقه۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین ص 172)

جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ میں نے محمد بن ابراہیم بن حیون سے

سنا وہ عبید اللہ بن یحییٰ کی تعریف کرتے تھے اور ان کو ثقہ کہتے تھے۔

امام محمد بن حارث مزید لکھتے ہیں کہ:

وكان عاقلاً وقوراً وافر الحرمة عظیم الجاه بعید الاسم تام

المروة عزیز النفس عزیز المعروف نهاضاً بالاثقال مشاوراً فی

الاحکام۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین ص 170)

یہ دانا اور بڑی عزت والے تھے کامل مروت والے عزیز النفس عزیز

المعروف اور احکام میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔

امام ابن الفرضی لکھتے ہیں۔

كان رجلاً عاقلاً كريماً عظیم المال والجاه مقدماً فی

المشاورة فی الاحکام۔ (تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ص 206 تا 207)

یہ آدمی عقل مند کریم بڑے مال اور مرتبے والا ہے اور احکام میں ان کو

مشورہ کے لئے مقدم کیا جاتا۔

امام عبید اللہ بن یحییٰ کا ترجمہ ان کتب میں بھی ہے۔

(جذوة المقتیس ص 268، بغیة الملتمس ص 355)

شذرات الذهب 2 ص 231)

اس سند کے چوتھے راوی ہیں، عثمان بن سوادہ

ان کے متعلق امام محمد بن حارث قیروانی لکھتے ہیں۔

قال عثمان بن محمد: قال عبید اللہ بن یحییٰ: کان عثمان

بن سوادہ ثقة مقبولاً عند القضاة والحکام وکان من اهل الخیر والفضل

وقال اخبرنی عن عبید اللہ انه کان من اهل الذهد والعبادة وکثرة

التلاوة۔ (اخبار الفقهاء والمحدثین ص 214)

عثمان بن محمد نے کہا کہ فرمایا جناب عبید اللہ بن یحییٰ نے کہ عثمان بن

سوادہ ثقہ اور مقبول ہے، قضاة اور حکام کے نزدیک اور یہ راوی خیر و فضل والا

ہے۔ زہد والا ہے عبادت کرنے والا ہے اور کثرت سے تلاوت کرنے والا ہے۔

اس راوی کے متعلق امام ابن الفرضی لکھتے ہیں۔

عثمان بن سوادہ من اهل القرطبة قال لی عثمان بن محمد

قال لی عبید اللہ بن یحییٰ کان عثمان بن سوادہ ثقة مقبولاً عند

القضاة والحکام وکان من اهل الذهد والعبادة وکثرة التلاوة.

(تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ص 242)

عثمان بن سوادہ اهل قرطبة سے ہے، مجھے عثمان بن محمد نے کہا کہ مجھے

عبید اللہ بن یحییٰ نے کہا کہ عثمان بن سوادہ ثقہ مقبول ہے قضاة اور حکام کے نزدیک

اور یہ اہل زہد سے ہے اور عبادت گزار ہے اور بکثرت تلاوت کرنے والا ہے۔

اس سند کا پانچواں راوی، حفص بن میسرہ ہے

ان کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں۔ المحدث، الامام الثقة ابو

عمر الصنعانی العقیلی نزیل عسقلان یروی عن زید بن اسلم.....

وثقه ابن معین و احمد، وقال ابو زرعة لا بأس به وقال ابو حاتم محله

الصدق. سير اعلام النبلاء 8 ص 231 للذهبي۔

یہ راوی محدث امام ثقہ ہے اور یہ زید بن اسلم وغیرہ سے روایت کرتا

ہے، امام ابن معین اور امام احمد بن حنبل نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

امام ابو زرعة نے فرمایا اس کے ساتھ کوئی خوف نہیں، امام ابو حاتم نے

فرمایا اس کا مقام، صدق ہے۔

امام حفص بن میسرہ کا ترجمہ حدیج ذیل کتب میں بھی ہے۔

تہذیب الکمال 7 ص 73 تاریخ یحییٰ بزویۃ الدوری 2 ص 122

تاریخ الداری ص 267، تاریخ الکبیر للبخاری 2 ص 369، کتاب المعرفة

والتاریخ 1 ص 172 الکنی والاسماء للبدولابی 2 ص 51 الجرح والتعديل

3 ص 187 وغیرہ میں۔

اس سند کے چھٹے راوی امام زید بن اسلم ہیں

امام ذہبی ان کو الامام الحجۃ القدوة لکھتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جناب امام علی بن

حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور جناب امام علی بن حسین

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے تھے کہ انسان اس کی مجلس میں بیٹھے جس سے دینی

نفع حاصل ہو۔

اور جناب زید بن اسلم کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف میں ایک علمی حلقہ ہوتا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء 5 ص 316 للذہبی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام احمد، ابو زرعة، ابو حاتم، محمد بن سعد اور نسائی اور ابن خراش ان سب نے زید بن اسلم کو ثقہ کہا ہے۔

جناب یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ زید بن اسلم ثقہ ہے اور اہل فقہ اور اہل علم میں سے ہے اور قرآن کی تفسیر کا عالم ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 231)

امام زید بن اسلم کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے۔

طبقات ابن سعد، تاریخ یحییٰ بروایۃ الدوری، تاریخ کبیر للبخاری، کتاب المعرفة والتاریخ للمنوی، تاریخ ابو زرعة، الکنی والاسماء، الجرح والتعديل، کامل بن عدی، ثقات ابن شاپین، الحلیہ لابی نعیم، الانساب للسمعانی، تاریخ و مشق، اسد الغابہ، کامل فی التاریخ، تذکرۃ الحفاظ، الکاشف، العبر، تہذیب الکمال، معجم البلدان، شذرات الذهب وغیرہ میں۔

اس سند کے ساتویں راوی صحابی رسول

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں

جن کے ثقہ، صادق، عادل اور جلیل القدر ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

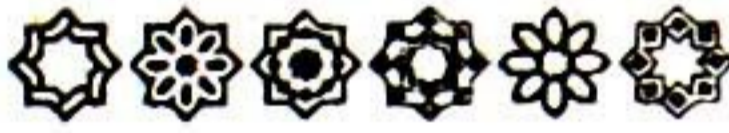
تو ناظرین گرامی قدر! الحمد للہ دلائل قویہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس سند کے تمام راوی مضبوط، اہل صدق، ثقہ ہیں۔ اور یہ حدیث مرفوع بھی ہے صحیح ہے صریح بھی ہے، جس میں رکوع کی رفع یدین کا ترک واضح طور پر موجود ہے۔ اب بھی اگر غیر مقلدین نہ مانیں تو ان کی مرضی ہے لیکن یہ بات تو واضح ہو گئی کہ

الحمد لله رفع يدین عند الرکوع کا نسخ اظہر من الشمس ہے اور احناف کثرہم اللہ تعالیٰ
کا اس پر عمل ہے۔ اب میں یہ کہنے پر حق بجانب ہوں کہ احناف زندہ باد۔

الحمد لله رب العالمین

تمت بالخیر

والله الهادی الی الرشید والهدایة وصلى الله على حبيبہ سيدنا ومولانا
محمد وآله وصحبہ وازواجه واولاده واصهارہ وانصارہ اجمعین



ماخذ و مراجع (حصہ اول)

17	مسند ابو یعلیٰ	1	بخاری
18	مصنف عبدالرزاق	2	مسلم
19	تاریخ بغداد	3	ترمذی
20	کامل ابن عدی	4	نسائی
21	المعجم الکبیر طبرانی	5	ابوداؤد
22	کتاب الضعفا عقیلی	6	مسند امام احمد
23	التعلیقات سلفیہ	7	مسند امام اعظم
24	جامع ترمذی بتحقیق احمد شاکر	8	دارقطنی
25	الآلی المصنوعہ	9	مصنف ابن ابی شیبہ
26	مشکوٰۃ المصابیح بتحقیق	10	سنن کبریٰ بیہقی
(ناصر الدین البانی)		11	طحاوی شریف
27	جامع المسانید خوارزمی	12	مدونۃ الکبریٰ
28	جوہر نقی	13	محلی ابن حزم
29	مناقب امام اعظم	14	التمہید لابن عبدالبر
از موفق ابن احمد کی		15	کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ
30	تذکرۃ الحفاظ	16	کتاب الحجر و حین لابن حبان

کشف الظنون	36	آمین بالجبر از یحییٰ گوندلوی	31
البدایہ والنہایہ	37	کتاب المعجم اسماعیلی	32
الخط فی ذکر صحاح ستہ	38	تہذیب التہذیب	33
بتان المحدثین	39	تقریب التہذیب	34
لسان المیزان	40	میزان الاعتدال	35



ماخذ و مراجع (حصہ دوم)

کتاب الآثار	13	بخاری	1
مسند حمیدی	14	مسلم	2
مسند ابو عوانہ	15	ترمذی	3
محلّی ابن حزم	16	نسائی	4
التعمید لمانی الموطا من المعانی	17	ابوداؤد	5
والاسانید		مسند امام احمد	6
معجم طبرانی کبیر	18	مسند امام اعظم	7
خلائیات بیہقی	19	مسند امام زید	8
مستدرک حاکم	20	مسند ابو یعلیٰ موصلی	9
تلخیص ذہبی	21	سنن دارقطنی	10
مجمع الزوائد	22	موطا امام محمد	11
کنز العمال	23	ابن ابی شیبہ	12

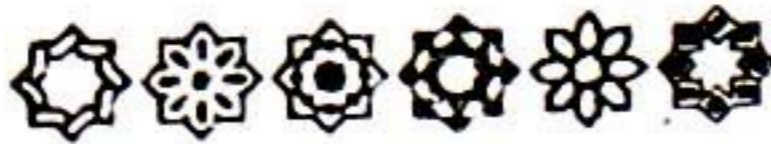
تعلیقات سلفیہ	42	مسند الامام ابو حنیفہ	24
صحیح ابو داؤد، از ناصر الدین البانی	43	از ابو نعیم اصبہانی	
صحیح ترمذی	44	کتاب الحجہ	25
صحیح نسائی	45	مشکوٰۃ شریف	26
مشکوٰۃ بتحقیق ناصر الدین البانی	46	طحاوی	27
نصب الراية	47	سنن بیہقی	28
موضوعات کبیر	48	الآلی المصنوعۃ	29
تذکرۃ الحفاظ	49	ابکار الممنون	30
لسان المیزان	50	البنایہ فی شرح الہدایہ	31
تہذیب التہذیب	51	شرح نقایہ	32
کامل ابن عدی	52	مرقات ملا علی قاری	33
جوہر نقی	53	نیل الاوطار	34
فوائد البھیہ	54	تیسیر الباری	35
ذیل طبقات الحفاظ	55	بداية المجتهد	36
میزان الاعتدال	56	الدرایہ	37
الروضۃ الندیہ	57	شرح مسلم نووی	38
کتاب الرسائل	58	برایۃ المجتهد	39
نزل الابرار	59	تحفۃ الاحوذی	40
بستان المحدثین	60	جزء رفع یدین للبخاری	41

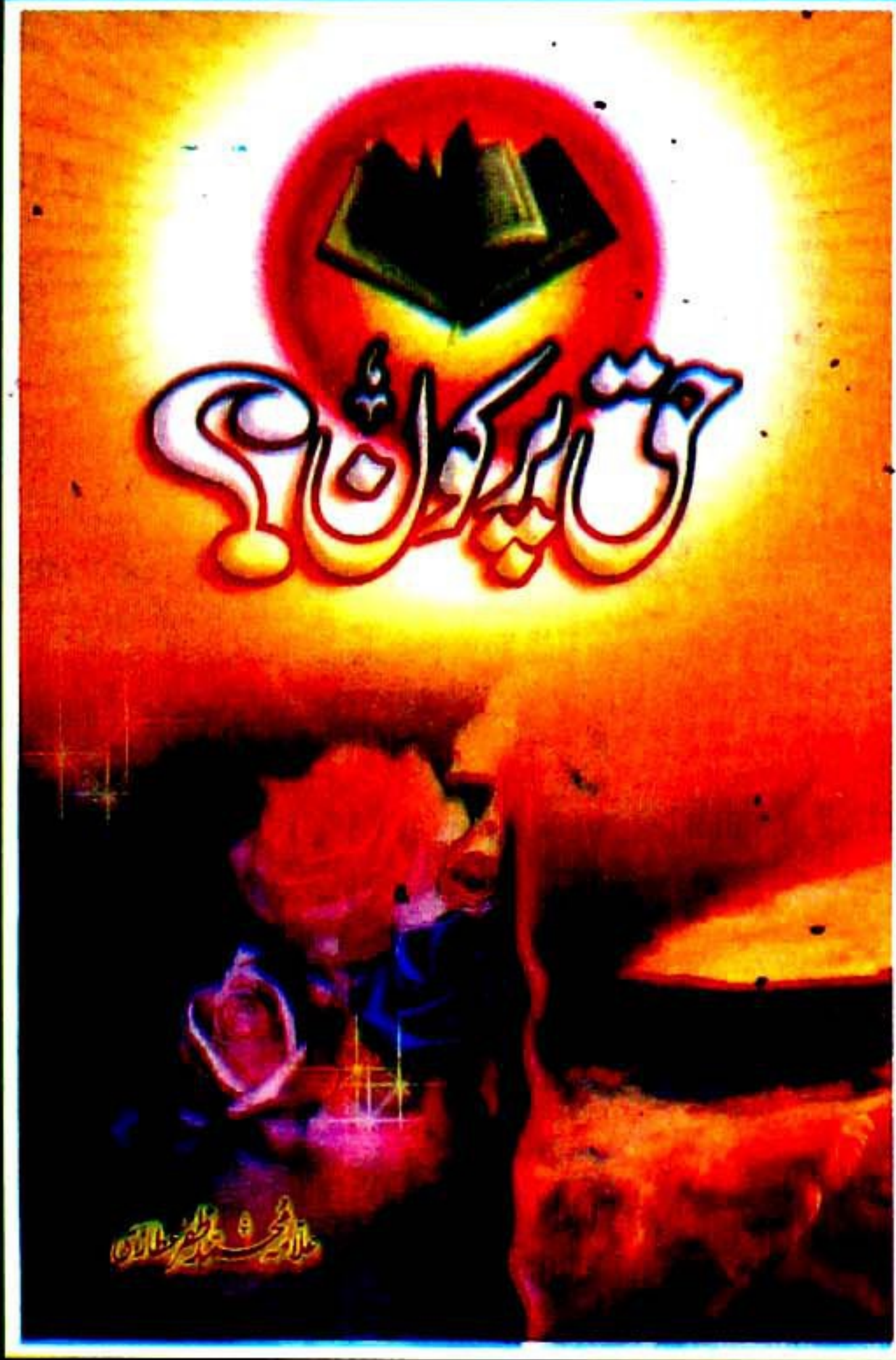


ماخذ و مراجع (حصہ سوم)

18	مسند ابو عوانہ	1	تفسیر ابن عباس
19	مسند حمیدی	2	تفسیر سمرقندی
20	مسند ابو یعلیٰ موصلی	3	بخاری شریف
21	مسند امام زید	4	مسلم شریف
22	کنز العمال	5	ترمذی شریف
23	جزء رفع یدین للبخاری	6	ابوداؤد شریف
24	تقریب التہذیب	7	نسائی شریف
25	تہذیب التہذیب	8	طحاوی شریف
26	سنن دار قطنی	9	ابن ماجہ
27	سنن بیہقی	10	طبرانی کبیر
28	سنن کبریٰ	11	مسلم مع شرح نووی
29	آثار السنن	12	شرح معانی الآثار
30	کتاب الروضۃ الندیہ	13	شرح مشکل الآثار
31	کتاب اضعفاء و المتر و کین ابن الجوزی	14	شرح سفر السعادت
32	کتاب العلل	15	موطا امام محمد
33	کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ	16	مستدرک حاکم
34	کتاب الحجر و حین لابن حبان	17	مسند امام اعظم

مرقات ملا علی قاری	52	کتاب الضعفاء کبیر عقیلی	35
مظاہر حق	53	تذکرۃ الموضوعات	36
جامع المسانید	54	تذکرۃ الحفاظ للذہبی	37
زرقانی شرح موطا امام مالک	55	تعجیل المنفعة بیرواند رجال	38
تاریخ بغداد	56	الائمة الاربعہ	
المعجم الکبیر	57	کشف الظنون	39
تحفۃ الاحوذی	58	المدونۃ الکبریٰ	40
جامع المسانید والسنن ابن کثیر	59	بدایۃ المجتہد	41
المغنی فی الضعفاء	60	التمہید لما فی الموطا من المعانی	42
السراج المہیر شرح جامع صغیر	61	ولاسانید	
نصب الراية	62	لسان المیزان	43
البنایۃ فی شرح الہدیۃ	63	فتح القدر	44
حاشیہ ابن خزیمہ	64	نیل الاوطار	45
تاج التراجم	65	میزان الاعتدال	46
البنایۃ از امام عینی	66	ابکار المہین	47
طبقات المدرسین	67	جوہر نقی علی البیہقی	48
		مجمع الزوائد	49
		الدرایۃ لتخریج احادیث ہدایہ	50
		التحاف الخیرۃ المہرہ بزوائد	51
		المسانید العشرۃ	





اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ - اقبال روڈ - کھٹی چوک - راولپنڈی

051-5536111